حسان الہند سیدنا اعلیٰحضرت امام احمد رضا قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شائع کردہ
رضا اکیڈمی بمبئی

حدائقِ بخشش

۱۳۲۵ھ

کلام الامام امام الکلام

حسان الہند سیدنا اعلیٰحضرت امام احمد رضا قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بفیضِ

حضور مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شائع کردہ:-

رضا اکیڈمی بمبئی

سلسلۂ اشاعت نمبر ۱۱

نام کتاب .... حدائقِ بخشش
صفحات .... تین سو چار (۳۰۴)
" " .... حصہ اوّل ۵ تا ۱۶۳، حصہ دوم ۱۶۵ تا ۳۰۳
کلام .... اعلیحضرت امام احمد رضا قادری
تصحیح .... ڈاکٹر فضل الرحمن شرر مصباحی ریڈر، طبیہ کالج (دہلی یونیورسٹی) قرول باغ نئی دہلی
پیش لفظ .... محمد سعید نوری بانی رضا اکیڈمی
کتابت .... وجہ القمر خان رضوی بستوی
تزئین .... سلیم شیخ رضوی
طباعت .... رضا آفسیٹ بمبئی
ناشر .... رضا اکیڈمی بمبئی
تاریخ اشاعت .... ۲۵ صفر المظفر ۱۴۱۸ھ مطابق یکم جولائی ۱۹۹۷ء
بار دوم .... ۱۴ محرم الحرام ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۱ مئی ۱۹۹۸ء
تعداد .... دو ہزار (۲۰۰۰)
قیمت .... پینتالیس (۴۵) روپے

ملنے کے پتے:

• فاروقیہ بک ڈپو، ۴۲۲ مٹیا محل، جامع مسجد دہلی۶ ۔ فون: ۳۲۶۶۰۵۳
• نیو سلور بک ایجنسی، بھنڈی بازار، بمبئی ۳، فون: ۳۷۱۸۹۷۰
• ناز بک ڈپو، بھنڈی بازار، بمبئی ۳ فون: ۳۷۳۹۸۰۵
• اقراء بک ڈپو ۳۰ محمد علی روڈ، بمبئی ۳ فون: ۳۴۱۰۱۴۰

۷۸۶/۹۲

پیش لفظ

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضاؔ مسلّم
جس سمت آگئے ہو سکّے بٹھا دیے ہیں

حسان الہند سیّدنا سرکار اعلیٰ حضرت قادری بریلوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مبارک دیوان حدائق بخشش کو اراکینِ رضا اکیڈمی شائع کرتے ہوئے بڑا فخر محسوس کرتے ہیں اور اس کو فیضِ رضا کے ساتھ ساتھ شہزادۂ اعلیٰحضرت حضور مفتیٔ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظرِ عنایت سمجھتے ہیں اور ہم اپنی اس کاوش کو بھی اپنے مرشدِ برحق نائبِ غوثِ اعظم حضور مفتی اعظم مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

یہ رضا اکیڈمی کی پہلی سنچری یعنی سوویں اشاعت ہے اور یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ برصغیر ہند و پاک بلکہ پوری دنیا میں حدائق بخشش کا اتنا شاندار اور صحیح نسخہ شاید اب تک منظرِ عام پر نہ آیا ہوگا۔ اس کی تزئین کا پورا کریڈٹ محب گرامی جناب محمد رفیق رضوی و محمد عارف رضوی صاحبان کو جاتا ہے یہ رضوی برادران ویسے بھی میرے دست و بازو ہیں۔ مولانا اسلم رضا مصباحی جناب فاروق درویش، جناب عبدالمجید بھائی رضوی کا بھی تعاون رہا ہے حدائقِ بخشش کے قدیم نسخوں سے مطابقت کر کے زیرِ نظر نسخہ کی تصحیح حضرت مولانا ڈاکٹر فضل الرحمٰن شررؔ مصباحی صاحب نے بڑی محنت سے کی ہے جو فنِ شاعری سے واقف ہی نہیں بلکہ صفِ اوّل کے شعرا اور نقادوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔

اگر کتابت میں تصحیح کی کوئی خامی رہ گئی ہو تو اس کو ہماری کوتاہی تصوّر کریں۔ ڈاکٹر شررؔ مصباحی صاحب نے بہت ہی خلوص اور محنت سے حدائق بخشش کی تصحیح کی ہے۔

اسیرِ مفتی اعظم
محمد سعید نوری
بانی رضا اکیڈمی بمبئی

کچھ حدائقِ بخشش کے بارے میں

- زیرِ نظر حدائقِ بخشش حصّہ اوّل طبع اول کی ترتیب کے مطابق ہے جو حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے زیرِ اہتمام حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ مقدسہ میں اشاعت پذیر ہوئی اور حصّہ دوم مولانا حسنین رضا علیہ الرحمہ کے مرتبہ نسخہ کے مطابق ہے۔
- چند مقامات پر بہ علامت (............) بیاض چھوڑ دی گئی ہے کیوں کہ وہاں یا تو کوئی لفظ شروع ہی سے لکھنے سے رہ گیا ہے یا اصل لفظ نہ پڑھے جانے کے سبب نامانوس لفظ کا اضافہ ہو گیا ہے، ان مقامات کی تصحیح حضرت امام کے قلمی نسخہ سے، جو مارہرہ مطہرہ میں ہے، مطابقت کر کے، کی جائے گی۔
- رباعیاتِ فارسی میں ہر رباعی کی ردیف "عبدالقادر" ہے اور قافیہ کا حرفِ آخر بقید حرفِ ہجا ہے لیکن ان قوافی کے حروفِ ہجائیہ کو ظاہر کرنے کیلئے "ردیف الالف ردیف الباء الخ" شروع ہی سے لکھا جاتا رہا ہے جسے علیٰ حالہ باقی رکھا گیا ہے۔ یہاں ردیف اپنے اصطلاحی معنی میں نہیں ہے بلکہ اس سے قافیہ کا حرفِ آخر مراد ہے
- بعض قدیم رسم الخط جیسے اوس، اولٹا، مونھ وغیرہ کو مروجہ حال رسم الخط کے مطابق کر دیا گیا ہے۔ اس میں دیوانِ غالب کے موجودہ مرتبین کی تاسی کی گئی ہے۔
- محترم سید غلام سمنانی صاحب نبیرۂ شیخ المشائخ حضور اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ کا ممنون و متشکر ہوں جن کے مفید مشورے میرے لئے مشعل راہ بنے۔
- لئے اور لیے کے رسم الخط میں فرق کیا گیا ہے۔ لئے بمعنی "واسطے"، کو ہمزہ سے لکھا گیا ہے۔

عبدہ المذنب
شررؔ مصباحی

۲۰ ردسمبر ۱۹۹۵ء

حدائقِ بخشش

۱۳۲۵ھ

حصّہ اوّل

حسّانُ الہند سیّدنا اعلیٰحضرت امام احمد رضا قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شائع کردہ:-

رضا اکیڈمی بمبئی

فہرست

ذریعۂ قادریہ

۱۳۰۵ھ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْعٰلَمِیْنَ وَاٰلِہٖ وَابْنِہٖ وَحِزْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

وصلِ اوّل در نعتِ اکرم حضور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

واہ کیا جود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرّہ تیرا

فیض ہے یا شہِ تسنیم نرالا تیرا
آپ پیاسوں کے تجسّس میں ہے دریا تیرا

اغنیا پلتے ہیں در سے وہ ہے باڑا تیرا
اصفیا چلتے ہیں سر سے وہ ہے رستا تیرا

فرش والے تری شوکت کا عُلو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

آسماں خوان، زمیں خوان، زمانہ مہمان
صاحبِ خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا

میں تو مالک ہی کہونگا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں
کون نظروں پہ چڑھے دیکھ کے تلوا تیرا

بحر سائل کا ہوں سائل نہ کنوئیں کا پیاسا
خود بجھا جائے کلیجا مِرا چھینٹا تیرا

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اسکے خلاف
تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

آنکھیں ٹھنڈی ہوں جگر تازے ہوں جانیں سیراب
سچے سورج وہ دل آرا ہے اجالا تیرا

دل عبث خوف سے پتّا سا اڑا جاتا ہے
پلّہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسا تیرا

ایک میں کیا مرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

مفت پالا تھا کبھی کام کی عادت نہ پڑی
اب عمل پوچھتے ہیں ہائے نکمّا تیرا

تیرے ٹکڑوں سے پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

خوار و بیمار و خطاوار و گنہ گار ہوں میں
رافع و نافع و شافع لقب آقا تیرا

میری تقدیر بُری ہو تو بھلی کر دے کہ ہے
محو و اثبات کے دفتر پہ کڑوڑا تیرا

تو جو چاہے تو ابھی میل مِرے دل کے دھلیں
کہ خُدا دل نہیں کرتا کبھی میلا تیرا

کِس کا منہ تکیے کہاں جائیے کِس سے کہیے
تیرے ہی قدموں پہ مٹ جائے یہ پالا تیرا

تو نے اسلام دیا تو نے جماعت میں لیا
تو کریم اب کوئی پھرتا ہے عطیّہ تیرا

موت سنتا ہوں ستم تلخ ہے زہرابۂ ناب
کون لا دے مجھے تلووں کا غسالہ تیرا

دور کیا جانیئے بدکار پہ کیسی گزرے
تیرے ہی در پہ مرے بیکس و تنہا تیرا

تیرے صدقے مجھے اِک بوند بہت ہے تیری
جس دن اچھوں کو ملے جام چھلکتا تیرا

حرم و طیبہ و بغداد جدھر کیجے نگاہ
جوت پڑتی ہے تِری نور ہے چھنتا تیرا

تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع
جو مِرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

وصل دوم در منقبت آقائے اکرم حضور غوثِ اعظم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سَروں سے قدم اعلیٰ تیرا

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیا ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا
شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کتّا تیرا

تو حسینی حسنی کیوں نہ محی الدّیں ہو
اے خضر مجمعِ بحرین ہے چشمہ تیرا

قسمیں[1] دے دے کے کھلاتا ہے پلاتا ہے تجھے
پیارا اللہ ترا چاہنے والا تیرا

مصطفیٰ کے تنِ بے سایہ کا سایہ دیکھا
جس نے دیکھا مری جاں جلوۂ زیبا تیرا

ابن زہرا کو مبارک ہو عروسِ قدرت
قادری پائیں تصدّق مرے دولھا تیرا

کیوں نہ قاسم ہو کہ تو ابن ابی القاسم ہے
کیوں نہ قادر ہو کہ مختار ہے بابا تیرا

نبوی مینھ علوی فصل بتولی گلشن
حسنی پھول حسینی ہے مہکنا تیرا

نبوی ظِل علوی برج بتولی منزل
حسنی چاند حسینی ہے اُجالا تیرا

نبوی خور علوی کوہ بتولی معدن
حسنی لعل حسینی ہے تجلا تیرا

---

[1] سیّدنا فرمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ مرامی فرمایند یا عبد القادر بحقی علیک کل وبحقی علیک اشرب الخ ۱۲ منہ

بحر[1] و بر شہر و قری سہل و حزن دشت و چمن
کون سے چک پہ پہنچتا نہیں دعویٰ تیرا

حسن نیت ہو خطا پھر کبھی کرتا ہی نہیں
آزمایا ہے یگانہ ہے دوگانہ تیرا

عرض احوال کی پیاسوں میں کہاں تاب مگر
آنکھیں اے ابر کرم تکتی ہیں رستا تیرا

موت نزدیک گناہوں کی تہیں میل کے خول
آ برس جا کہ نہا دھولے یہ پیاسا تیرا

آب آمد وہ کہے اور میں تیمّم برخاست
مشت خاک اپنی ہو اور نور کا اہلا تیرا

جان تو جاتے ہی جائے گی قیامت یہ ہے
کہ یہاں مرنے پہ ٹھہرا ہے نظارہ تیرا

تجھ سے در در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

---

[1] حضرت شیخ محی الدّین عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ در اوائل عمر اصحاب را می فرمود کہ اولیاء عراق مرا تسلیم کردہ اند۔ بعد از مدتے فرمود کہ ایں زمان جمیع زمین شرق و غرب و برو بحر و سہل و جبل مرا تسلیم کردہ اند و ہیچ ولی از اولیاء نماند دران وقت مگر آں کہ بہ شیخ آمد و تسلیم کرد او را بہ قطبیت ١٢۔ تحفہ قادریہ۔

اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا

میری قسمت کی قسم کھائیں سگانِ بغداد
ہند میں بھی ہوں تو دیتا رہوں پہرا تیرا

تیری عزّت کے نثار اے مرے غیرت والے
آہ صد آہ کہ یوں خوار ہو بروا تیرا

بدسہی، چور سہی، مجرم و ناکارہ سہی
اے وہ کیسا ہی سہی ہے تو کریما تیرا

مجھ کو رسوا بھی اگر کوئی کہے گا تو یوں ہی
کہ وہی نا، وہ رضاؔ بندۂ رسوا تیرا

ہیں رضاؔ یوں نہ بلک تو نہیں جیّد[1] تو نہ ہو
سیّد[2] جیّد ہر دہر ہے مولیٰ تیرا

فخرِ آقا میں رضاؔ اور بھی اِک نظمِ رفیع
چل لکھا لائیں ثنا خوانوں میں چہرا تیرا

---

[1] اشارہ بقول اورضی اللہ تعالیٰ عنہ وَاِن لَّمْ یَکُنْ مُرِیْدِیْ جَیِّدًا فَاَنَا جَیِّد ۱۲

[2] علی وزان قولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قدمی ھٰذہٖ علی رقبۃ کل ولی اللہ والمعنی اطلاق التفصیل الا من خصّ بدلیل کما حققنا فی المجیر المعظم شرح مدحیتنا الاکسیر الأعظم۔ ۱۲ منہ

وصل سوم در حسنِ مفاخرت از سرکارِ قادریّت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا
تو ہے وہ غیث کہ ہر غیث ہے پیاسا تیرا

سورج[1] اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے
افقِ نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا

مرغ[2] سب بولتے ہیں بول کے چپ رہتے ہیں
ہاں اصیل ایک نواسنج رہے گا تیرا

جو[3] ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں مرے آقا تیرا

بقسم کہتے ہیں شاہانِ صریفین وحریم[4]
کہ ہُوا ہے نہ ولی ہو کوئی ہمتا تیرا

---

[1] ترجمہ: آنچہ فرمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ شعر افلت شموس الاوّلین وشمسنا ابدًا علی افق العلی لاتغرب ۱۲

[2] ترجمہ: آنچہ سیّدی تاج العارفین ابوالوفا قدس سرہ لسیدنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ گفت کل دیك یصیح ویسکت الا دیکك فانہ یصیح الی یوم القیمۃ۔ ہر خروس بانگ کند و خاموش شود جز خروس شما کہ تا قیامت در بانگ است۔ ۱۲

[3] ترجمہ: ارشاد حضرت خضر علیہ السّلام ما اتخذ اللہ ولیا کان اویکون الا وھو متأدب معہ إلی یوم القیمۃ۔ [4] یعنی حضرت ابوعمرو عثمان صریفینی وابومحمد عبدالحق حریمی کہ ہر دو از اولیاء معاصرین حضور سیّدنا بودہ اند رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم ۱۲

تجھ[۱] سے اور دہر کے اقطاب سے نسبت کیسی
قطب خود کون ہے خادم ترا چیلا تیرا

سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبہ کا طواف
کعبہ کرتا ہے طوافِ درِ والا تیرا

اور پروانے ہیں جو ہوتے ہیں کعبہ پہ نثار
شمع اِک تو ہے کہ پروانہ ہے کعبہ تیرا

شجرِ سروِ سہی کس کے اُگائے تیرے
معرفت پھول سہی کس کا کھِلایا تیرا

تو ہے نوشاہ براتی ہے یہ سارا گلزار
لائی ہے فصل سمن گوندھ کے سہرا تیرا

ڈالیاں جھومتی ہیں رقصِ خوشی جوش پہ ہے
بلبلیں جھولتی ہیں گاتی ہیں سہرا تیرا

گیت کلیوں کی چٹک غزلیں ہزاروں کی چہک
باغ کے سازوں میں بجتا ہے ترانا تیرا

صفِ ہر شجرہ میں ہوتی ہے سلامی تیری
شاخیں جھک جھک کے بجا لاتی ہیں مجرا تیرا

کِس گلستاں کو نہیں فصلِ بہاری سے نیاز
کون سے سِلسلہ میں فیض نہ آیا تیرا

---

[۱] ردّ آں بے خرد آنکہ ہمہ اقطاب را با سیّدنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ مساوی المرتبہ دانند وایں دو شعر ترجمہ آں اشعار است کہ از حضور سیّدنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل می کنند کما ذکرنا فی المجیر المعظم واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۱۲

نہیں کس چاند کی منزل میں ترا جلوۂ نور
نہیں کس آئینہ کے گھر میں اُجالا تیرا

راج کس شہر میں کرتے نہیں تیرے خدام
باج کس نہر سے لیتا نہیں دریا تیرا

مزرعِ چشت و بخارا[۱] و عراق[۲] و اجمیر
کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

اور محبوب[۳] ہیں، ہاں پر سبھی یکساں تو نہیں
یوں تو محبوب ہے ہر چاہنے والا تیرا

اس کو سو فرد سراپا بفراغت اوڑھیں
تنگ ہو کر جو اترنے کو ہو نیما تیرا

گردنیں جھک گئیں سر بچھ گئے دل لوٹ گئے
کشفِ ساق[۴] آج کہاں یہ تو قدم تھا تیرا

---

[۱] حضرت خواجہ بہاء الحق والدین نقشبند قدس سرہ العزیز بخاری است ۱۲

[۲] حضرت شیخ الشیوخ سہروردی قدس سرہ از اولیاء عراق است سیدنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اورا فرمود اَنْتَ اٰخِرُ الْمَشْهُوْرِيْنَ بِالْعِرَاقِ ۱۲

[۳] رد جاہلانیکہ ہمہ محبوباں را ہمسر حضرت سیدنا دانند رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

[۴]: يَقُوْلُ كانهُمْ لكمال الدهش ذهبت اذهانهم الى قوله تعالى يوم يكشف عن سَاقٍ مَعَ انّه لم يكن الّا جلوة العبد لا تجلى المعبود كما تسجد اهل الجنة حين يرون نور رداء عثمان رضى الله تعالى عنه عند تحوله من بيت الى بيت زعما منهم انه قد تجلى لهم ربهم تبارك وتعالى كما ورد فى الحديث ۱۲

تاجِ فرقِ عرفا کس کے قدم کو کہیے!
سر جسے باج دیں وہ پاؤں ہے کس کا تیرا

سُکر کے جوش میں جو ہیں وہ تجھے کیا جانیں
خِضر کے ہوش سے پوچھے کوئی رتبہ تیرا

آدمی اپنے ہی احوال پہ کرتا ہے قیاس
نشے والوں نے بھلا سُکر نکالا تیرا

وہ تو چھوٹا ہی کہا چاہیں کہ ہیں زیرِ حضیض
اور ہر اَوج سے اونچا ہے ستارہ تیرا

دلِ اعدا کو رضاؔ تیز نمک کی دُھن ہے
اِک ذرا اور چھڑکتا رہے خامہ تیرا

وصلِ چہارم در منافحتِ اعدا و استعانت از آقا
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الاماں قہر ہے اے غوث وہ تیکھا تیرا
مر کے بھی چین سے سوتا نہیں مارا تیرا

بادلوں سے کہیں رکتی ہے کڑکتی بجلی
ڈھالیں چھنٹ جاتی ہیں اٹھتا ہے جو تیغا تیرا

عکس کا دیکھ کے منہ اور بپھر جاتا ہے
چار آئینہ کے بل کا نہیں نیزا تیرا

کوہ سر مکھ ہو تو اِک وار میں دو پر کالے
ہاتھ پڑتا ہی نہیں بھول کے اوچھا تیرا

اس پہ یہ قہر کہ اب چند مخالف تیرے
چاہتے ہیں کہ گھٹا دیں کہیں پایہ تیرا

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں، اسے منظور بڑھانا تیرا

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا ذِکر ہے اُونچا تیرا

مِٹ گئے مٹتے ہیں مِٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

سمِّ قاتل[۱] ہے خدا کی قسم اُن کا اِنکار
منکرِ فضل حضور آہ یہ لکھا تیرا

---

[۱] قال مولانا وسیّدنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ تکذیبکم لی سمٌّ قاتل لادیانکم وسبب لذہاب دنیاکم واخراکم ۱۲

میرے[1] سیاف کے خنجر سے تجھے باک نہیں
چیر کر دیکھے کوئی آہ کلیجا تیرا

ابنِ زہرا سے ترے دل میں ہیں یہ زہر بھرے
بل بے او منکرِ بے باک یہ زہرا تیرا

بازِ اشہب کی غلامی سے یہ آنکھیں پھرنی
دیکھ اڑ جائے گا ایمان کا طوطا تیرا

شاخ پر بیٹھ کے جڑ کاٹنے کی فکر میں ہے
کہیں نیچا نہ دکھائے تجھے شجرا تیرا

حق سے بد ہو کے زمانہ کا بھلا بنتا ہے
ارے میں خوب سمجھتا ہوں معمّا تیرا

سگِ[2] در قہر سے دیکھے تو بکھرتا ہے ابھی
بند بندِ بدن اے روبہِ دنیا تیرا

غرض آقا سے کروں عرض کہ تیری ہے پناہ
بندہ مجبور ہے خاطرِ[3] یہ ہے قبضہ تیرا

---

[1]: قال سیّدنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ انا سیاف انا قتال انا سلاب الاحوال ۱۲۔ [2] اشارہ بقصۂ صنعائی ۱۲۔ [3] ثبوت روشن ایں معنی در رسالہ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

حکم نافذ ہے ترا خامہ ترا سیف تری

دم میں جو چاہے کرے دور ہے شاہا تیرا

جس کو للکار دے آتا ہو تو الٹا پھر جائے

جس کو چمکار لے ہر پھر کے وہ تیرا تیرا

کنجیاں دل کی خدا نے تجھے دیں ایسی کر

کہ یہ سینہ ہو محبّت کا خزینہ تیرا

دِل پہ کندہ ہو ترا نام کہ وہ دُزدِ رجیم

الٹے ہی پاؤں پھرے دیکھ کے طغرا تیرا

نزع میں، گور میں، میزاں پہ، سرِ پل پہ کہیں

نہ چھٹے ہاتھ سے دامانِ معلّٰی تیرا

دھوپ محشر کی وہ جاں سوز قیامت ہے مگر

مطمئن ہوں کہ مرے سر پہ ہے پلّا تیرا

بہجت اس سر کی ہے جو "بہجۃ الاسرار" میں ہے

کہ فلک[1] وار مُریدوں پہ ہے سایہ تیرا

اے رضا چیست غم ار جملہ جہاں دشمنِ تست

کردہ ام مامنِ خود قبلۂ حاجاتے را

(بقیہ)
مصنف تحفۂ شہنشاہ وان القلوب بید المحبوب لعطاء اللہ مطبوعہ مطبع اہل سنت وجماعت بریلی باید دید

[1] ان یدی علی مُریدی کالسماء علی الأرض قال سیّدنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲

ہم خاک[1] ہیں اور خاک ہی ماوا ہے ہمارا
خاکی تو وہ آدم جدِ اعلیٰ ہے ہمارا

اللہ ہمیں خاک کرے اپنی طلب میں
یہ خاک تو سرکار سے تمغا ہے ہمارا

جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سیّدِ عالم
اس خاک پہ قرباں دلِ شیدا ہے ہمارا

خم ہوگئی پشتِ فلک اس طعنِ زمیں سے
سن ہم پہ مدینہ ہے وہ رتبہ ہے ہمارا

اس نے لقبِ خاک شہنشاہ سے پایا
جو حیدرِ کرار کہ مولےٰ ہے ہمارا

اے مدّعیو! خاک کو تم خاک نہ سمجھے
اس خاک میں مدفوں شہِ بطحا ہے ہمارا

ہے خاک سے تعمیر مزارِ شہِ کونین
معمور اسی خاک سے قبلہ ہے ہمارا

ہم خاک اڑائیں گے جو وہ خاک نہ پائی
آباد رضاؔ جس پہ مدینہ ہے ہمارا

---

[1] دررد مبتدعی کہ بعض علمائے کرام را نسبت بہ پیرِ خود گفت بود چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک ۱۲۔

○

غم ہوگئے بے شمار آقا
بندہ تیرے نثار آقا

بگڑا جاتا ہے کھیل میرا
آقا آقا سنوار آقا

منجدھار پہ آکے ناؤ ٹوٹی
دے ہاتھ کہ ہوں میں پار آقا

ٹوٹی جاتی ہے پیٹھ میری
لِلّٰہ یہ بوجھ اتار آقا

ہلکا ہے اگر ہمارا پلّہ
بھاری ہے ترا وقار آقا

مجبور ہیں ہم تو فکر کیا ہے
تم کو تو ہے اختیار آقا

میں دُور ہوں تم تو ہو مرے پاس
سن لو میری پکار آقا

مجھ سا کوئی غم زدہ نہ ہوگا
تم سا نہیں غم گُسار آقا

گرداب میں پڑگئی ہے کشتی
ڈوبا ڈوبا، اتار آقا

تم وہ کہ کرم کو ناز تم سے
میں وہ کہ بدی کو عار آقا

پھر منھ نہ پڑے کبھی خزاں کا
دے دے ایسی بہار آقا

جس کی مرضی خدا نہ ٹالے
میرا ہے وہ نامدار آقا

ہے ملکِ خدا پہ جس کا قبضہ
میرا ہے وہ کامگار آقا

سویا کیے نابکار بندے
رویا کیے زار زار آقا

کیا بھول ہے انکے ہوتے کہلائیں ق
دنیا کے یہ تاجدار آقا

اُن کے ادنیٰ گدا پہ مٹ جائیں
ایسے ایسے ہزار آقا

بے ابرِ کرم کے میرے دھبّے
لَا تَغْسِلُهَا الْبِحَار آقا

اتنی رحمت رضاؔ پہ کرلو
لَا یَقْرُبُہُ الْبَوَار آقا

○

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مظہر کامل ہے حق کی شانِ عزت کا
نظر آتا ہے اِس کثرت میں کچھ انداز وحدت کا

یہی ہے اصل عالم مادّہ ایجادِ خلقت کا
یہاں وحدت میں برپا ہے عجب ہنگامہ کثرت کا

گدا بھی منتظر ہے خلد میں نیکوں کی دعوت کا
خدا دن خیر سے لائے سخی کے گھر ضیافت کا

گنہ مغفور، دل روشن، خنک آنکھیں، جگر ٹھنڈا
تعالی اللہ ماہِ طیبہ عالم تیری طلعت کا

نہ رکھی گل کے جوشِ حسن نے گلشن میں جا باقی
چٹکتا پھر کہاں غنچہ کوئی باغِ رسالت کا

بڑھا یہ سلسلہ رحمت کا دورِ زلفِ والا میں
تسلسل کالے کوسوں رہ گیا عصیاں کی ظلمت کا

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) ۱؎ ترجمہ: انھیں سمندر نہ دھوئیں ۱۲ ۲؎ ترجمہ: ہلاکت اس کے پاس نہ آئے۔ ۱۲

صفِ ماتم اٹھے خالی ہو زنداں ٹوٹیں زنجیریں
گنہگارو! چلو مولیٰ نے دَر کھولا ہے جنت کا

سکھایا ہے یہ کس گستاخ نے آئینہ کو یارب
نظارہ روئے جاناں کا بہانہ کر کے حیرت کا

اِدھر امّت کی حسرت پر اُدھر خالق کی رحمت پر
نرالا طور ہو گا گردشِ چشمِ شفاعت کا

بڑھیں اِس درجہ موجیں کثرتِ افضال والا کی
کنارہ مِل گیا اس نہر سے دریائے وحدت کا

خمِ زلفِ نبی ساجد ہے محرابِ دو ابرو میں
کہ یارب تو ہی والی ہے سیہ کارانِ امّت کا

مدد اے جوششِ گریہ بہادے کوہ اور صحرا
نظر آجائے جلوہ بے حجاب اس پاک تربت کا

ہوئے کمخوابیِ ہجراں میں ساتوں پردے کمخوابی
تصوّر خوب باندھا آنکھوں نے استار تربت کا

یقیں ہے وقت جلوہ لغزشیں پائے نگہ پائے
ملے جوشِ صفائے جسم سے پابوس حضرت کا

یہاں چھڑکا نمک واں مرہمِ کافور ہاتھ آیا
دلِ زخمی نمک پروردہ ہے کس کی ملاحت کا

الٰہی منتظِر ہوں وہ خرام ناز فرمائیں
بچھا رکھا ہے فرشِ آنکھوں نے کمخوابِ بصارت کا
نہ ہو آقا کو سجدہ آدم و یوسف کو سجدہ ہو
مگر سدِّ ذرائع داب ہے اپنی شریعت کا
زبانِ خار کس کس درد سے اُن کو سناتی ہے
تڑپنا دشتِ طیبہ میں جگر افگار فرقت کا
سرہانے ان کے بسمل کے یہ بیتابی کا ماتم ہے
شہِ کوثر ترحّم تشنہ جاتا ہے زیارت کا
جنھیں مرقد میں تا حشر اُمّتی کہہ کر پکارو گے
ہمیں بھی یاد کر لو اُن میں صدقہ اپنی رحمت کا
وہ چمکیں بجلیاں یارب تجلّیہائے جاناں سے
کہ چشمِ طور کا سُرمہ ہو دِل مشتاق رُویت کا
رضائے خستہ جوشِ بحرِ عصیاں سے نہ گھبرانا
کبھی تو ہاتھ آجائے گا دامن اُن کی رحمت کا

○

لطف ان کا عام ہو ہی جائیگا — شاد ہر ناکام ہو ہی جائے گا
جان دے دو وعدۂ دیدار پر — نقد اپنا دام ہو ہی جائے گا

شاد ہے فردوس یعنی ایک دن — قسمتِ خدام ہو ہی جائے گا
یاد رہ جائیں گی یہ بے باکیاں — نفس تو تو رام ہو ہی جائے گا
بے نشانوں کا نشاں مٹتا نہیں — مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا
یادِ گیسو ذکرِ حق ہے آہ کر — دل میں پیدا[1] لام ہو ہی جائے گا
ایک دن آواز بدلیں گے یہ ساز — چہچہا کہرام ہو ہی جائے گا
سائلو! دامن سخی کا تھام لو — کچھ نہ کچھ انعام ہو ہی جائے گا
یادِ ابرو کر کے تڑپو بلبلو! — ٹکڑے ٹکڑے دام ہو ہی جائے گا
مفلسو! اُن کی گلی میں جا پڑو — باغِ خلد اکرام ہو ہی جائے گا
گر یونہی رحمت کی تاویلیں رہیں — مدح ہر الزام ہو ہی جائے گا
بادہ خواری کا سماں بندھنے تو دو — شیخ دُرد آشام ہو ہی جائے گا
غم تو ان کو بھول کر لپٹا ہے یوں — جیسے اپنا کام ہو ہی جائے گا
مِٹ کہ گر یونہی رہا قرضِ حیات — جان کا نیلام ہو ہی جائے گا
عاقلو! ان کی نظر سیدھی رہے — بوروں کا بھی کام ہو ہی جائے گا
اب تو لائی ہے شفاعت عفو پر — بڑھتے بڑھتے عام ہو ہی جائے گا

اے رضاؔ ہر کام کا اِک وقت ہے
دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

---

[1] گیسو دو ہیں اور ان کی تشبیہ لام اور لفظ آہ کے دل میں دو لام پیدا ہونے سے کلمہ اللہ آشکارا ہوتا ہے ۱۲

○

لَوْ یَاتِ نَظِیْرُكَ فِیْ نَظَرٍ[1] مثلِ تو نہ شد پیدا جانا

جگ راج کو تاج تورے سر سوہے تجھ کو شہ دوسرا جانا

اَلْبَحْرُ عَلَا وَالْمَوْجُ طَغٰی[2] من بیکس و طوفاں ہوشربا

منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیا پار لگا جانا

یَا شَمْسُ نَظَرْتِ اِلٰی لَیْلِیْ[3] چو بطیبہ رسی عرضے بکنی

توری جوت کی جھلجھل جگ میں رچی مری شب نے نہ دن ہونا جانا

لَكَ بَدْرٌ فِی الْوَجْهِ الْاَجْمَلْ[4] خط ہالۂ مہ زلف ابرِ اجل

تورے چندن چندر پرو کنڈل رحمت کی بھرن برسا جانا

اَنَا فِیْ عَطَشٍ وَّ سَخَاكَ اَتَمّ[5] اے گیسوئے پاک اے ابرِ کرم

برسن ہارے رم جھم رم جھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا

یَا قَافِلَتِیْ زِیْدِیْ اَجَلَكْ[6] رحمے بر حسرتِ تشنہ لبک

مورا جیرا لرجے درک درک طیبہ سے ابھی نہ سنا جانا

---

[1]: ترجمہ : حضور کا نظیر کسی کو نظر نہ آیا۔

[2]: ترجمہ : سمندر اونچا ہوا اور موجیں طغیانی پر ہیں۔

[3]: ترجمہ : اے آفتاب تو نے میری رات دیکھی۔ اسمیں اشارہ ہے کہ میری رات آفتاب کے سامنے بھی رات ہی رہی ۱۲

[4]: ترجمہ : حضور کیلئے سب سے زیادہ خوب صورت چہرہ میں ایک چودھویں رات کا چاند ہے ۱۲

[5]: ترجمہ : میں پیاس میں ہوں اور تیری سخاوت سب سے زیادہ کامل و تام ہے۔ ۱۲

[6]: ترجمہ : اے میرے قافلے اپنے قیام کی مدّت زیادہ کر ۱۲

وَآهًا لِسُوَيْعَاتٍ ذَهَبَتْ[1] آں عہدِ حضورِ بار گہت
جب یاد آوت موہے کر نہ پرت دردا وہ مدینہ کا جانا
اَلْقَلْبُ شَجٍ وَّالْهَمُّ شُجُوْں[2] دل زار چناں جاں زیر چنوں
پت اپنی بپت میں کا سے کہوں مورا کون ہے تیرے سوا جانا
اَلرُّوْحُ فِدَاكَ فَزِدْ حَرْقًا[3] یک شعلہ دگر برزن عشقا
مورا تن من دھن سب پھونک دیا یہ جان بھی پیارے جلا جانا
بس خامۂ خامِ نوائے رضاؔ نہ یہ طرز مری نہ یہ رنگ مرا
ارشادِ احبا ناطق تھا ناچار اِس راہ پڑا جانا

○

نہ آسمان کو یوں سرکشیدہ ہونا تھا	حضورِ خاکِ مدینہ خمیدہ ہونا تھا
اگر گلوں کو خزاں نارسیدہ ہونا تھا	کنارِ خارِ مدینہ دمیدہ ہونا تھا
حضور اُن کے خلافِ ادب تھی بیتابی	مری امید تجھے آرمیدہ ہونا تھا
نظارہ خاکِ مدینہ کا اور تیری آنکھ	نہ اسقدر بھی قمر شوخ دیدہ ہونا تھا
کنارِ خاکِ مدینہ میں راحتیں ملتیں	دلِ حزیں تجھے اشکِ چکیدہ ہونا تھا

---

[1] ترجمہ: آہ افسوس وہ چند قلیل گھڑیاں کہ گزر گئیں ۱۲

[2] ترجمہ: دل زخمی ہے اور پریشانیاں رنگ رنگ کی ہیں۔

[3] ترجمہ: جان تیرے قربان اپنی سوزش زیادہ کر۔

پناہ دامنِ دشتِ حرم میں چین آتا
نہ صبرِ دل کو غزالِ رمیدہ ہونا تھا

یہ کیسے کھلتا کہ انکے سوا شفیع نہیں
عبث نہ اوروں کے آگے تپیدہ ہونا تھا

ہلال کیسے نہ بنتا کہ ماہِ کامل کو
سلامِ ابروئے شہ میں خمیدہ ہونا تھا

لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ تھا وعدۂ ازلی
نہ منکروں کا عبث بدعقیدہ ہونا تھا

نسیم کیوں نہ شمیم ان کی طیبہ سے لاتی
کہ صبحِ گل کو گریباں دریدہ ہونا تھا

ٹپکتا رنگِ جنوں عشقِ شہ میں ہر گل سے
رگِ بہار کو نشتر رسیدہ ہونا تھا

بجا تھا عرش پہ خاکِ مزارِ پاک کو ناز
کہ تجھ سا عرش نشیں آفریدہ ہونا تھا

گزرتے جان سے اک شور "یا حبیب" کے ساتھ
فغاں کو نالۂ حلق بریدہ ہونا تھا

مِرے کریم گنہ زہر ہے مگر آخر
کوئی تو شہدِ شفاعت چشیدہ ہونا تھا

جو سنگِ در پہ جبیں سائیوں میں تھا مٹنا
تو میری جان شرارِ جہیدہ ہونا تھا

تری قبا کے نہ کیوں نیچے نیچے دامن ہوں
کہ خاکساروں سے یاں کب کشیدہ ہونا تھا

رضاؔ جو دل کو بنانا تھا جلوہ گاہِ حبیب
تو پیارے قیدِ خودی سے رہیدہ ہونا تھا

○

شورِ مہِ نَو سن کر تجھ تک میں دَواں آیا
ساقی میں ترے صدقے مے دے رمضاں آیا

اس گل کے سوا ہر پھول با گوشِ گراں آیا
دیکھے ہی گی اے بلبل جب وقتِ فغاں آیا

لہ ترجمہ: میں بیشک ضرور جہنم کو بھر دوں گا۔ ۱۲

جب بامِ تجلّی پر وہ نیّرِ جاں آیا
سر تھا جو گرا جھک کر دل تھا جو تپاں آیا

جنّت کو حرم سمجھا آتے تو یہاں آیا
اب تک کے ہر اک کا منھ کہتا ہوں کہاں آیا

طیبہ کے سوا سب باغ پامالِ فنا ہوں گے
دیکھو گے چمن والو! جب عہدِ خزاں آیا

سر اور وہ سنگِ در آنکھ اور وہ بزمِ نور
ظالم کو وطن کا دھیان آیا تو کہاں آیا

کچھ نعت کے طبقے کا عالم ہی نرالا ہے
سکتہ میں پڑی ہے عقل چکر میں گماں آیا

جلتی تھی زمیں کیسی تھی دھوپ کڑی کیسی
لو وہ قدِ بے سایہ اب سایہ کناں آیا

طیبہ سے ہم آتے ہیں کہیے تو جناں والو
کیا دیکھ کے جیتا ہے جو واں سے یہاں آیا

لے طوقِ الم سے اب آزاد ہو اے قمری
چٹھی لیے بخشش کی وہ سروِ رواں آیا

نامہ سے رضاؔ کے اب مٹ جاؤ بُرے کامو
دیکھو مِرے پلّہ پر وہ اچّھے میاں آیا

بدکار رضاؔ خوش ہو بدکام بھلے ہوں گے
وہ اچھّے میاں پیارا اچھّوں کا میاں آیا

معروضہ ۱۲۹۶ھ بعد واپسی زیارتِ مطہرہ بار اوّل

خراب حال کیا دِل کو پُر ملال کیا
تمہارے کوچہ سے رخصت کیا نہال کیا

نہ روئے گل ابھی دیکھا نہ بوئے گل سونگھی
قضا نے لاکے قفس میں شکستہ بال کیا

وہ دل کہ خوں شدہ ارماں تھے جس میں مل ڈالا
فغاں کہ گورِ شہیداں کو پائمال کیا

یہ رائے کیا تھی وہاں سے پلٹنے کی اے نفس
ستم گر الٹی چھری سے ہمیں حلال کیا

یہ کب کی مجھ سے عداوت تھی تجھکو اے ظالم
چھڑا کے سنگِ درِ پاک سر وبال کیا

چمن سے پھینک دیا آشیانۂ بلبل
اُجاڑا خانۂ بے کس بڑا کمال کیا

ترا ستم زدہ آنکھوں نے کیا بگاڑا تھا
یہ کیا سمائی کہ دُور ان سے وہ جمال کیا

حضور اُن کے خیالِ وطن مٹانا تھا
ہم آپ مٹ گئے اچھّا فراغ بال کیا

نہ گھر کا رکھا نہ اس در کا ہائے ناکامی
ہماری بے بسی پر بھی نہ کچھ خیال کیا

جو دل نے مر کے جلایا تھا منّتوں کا چراغ
ستم کہ عرض رہِ صرصرِ زوال کیا

مدینہ چھوڑ کے ویرانہ ہند کا چھایا
یہ کیسا ہائے حواسوں نے اختلال کیا

تو جس کے واسطے چھوڑ آیا طیبہ سا محبوب
بتا تو اس ستم آرا نے کیا نہال کیا

ابھی ابھی تو چمن میں تھے چہچہے ناگاہ — یہ درد کیسا اٹھا جس نے جی نڈھال کیا

الٰہی سن لے رضاؔ جیتے جی کہ مولیٰ نے
سگانِ کوچہ میں چہرہ مرا بحال کیا

○

بندہ ملنے کو قریبِ حضرتِ قادر گیا — لمعۂ باطن میں گمنے جلوۂ ظاہر گیا

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا الٹے قدم — تیری انگلی اٹھ گئی مہ کا کلیجا چر گیا

بڑھ چلی تیری ضیا اندھیر عالم سے گھٹا — کھل گیا گیسو ترا رحمت کا بادل گھر گیا

بندھ گئی تیری ہوا ساوہ میں خاک اڑنے لگی — بڑھ چلی تیری ضیا آتش پہ پانی پھر گیا

تیری رحمت سے صفی اللہ کا بیڑا پار تھا — تیرے صدقے سے نجی اللہ کا بجرا تر گیا

تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا — تیری ہیبت تھی کہ ہر بُت تھرتھرا کر گر گیا

مومن اُن کا کیا ہوا اللہ اس کا ہو گیا — کافر اُن سے کیا پھرا اللہ ہی سے پھر گیا

وہ کہ اُس در کا ہوا خلقِ خدا اُس کی ہوئی — وہ کہ اس در سے پھرا اللہ اس سے پھر گیا

مجھ کو دیوانہ بتاتے ہو میں وہ ہشیار ہوں — پاؤں جب طوفِ حرم میں تھک گئے سر پھر گیا

رحمۃ للعٰلمین آفت میں ہوں کیسی کروں — میرے مولیٰ میں تو اس دل سے بلا میں گھر گیا

میں ترے ہاتھوں کے صدقے کیسی کنکریاں تھیں وہ — جن سے اتنے کافروں کا دفعتًا منھ پھر گیا

کیوں جنابِ بوہریرہ تھا وہ کیسا جامِ شیر — جس سے ستّر صاحبوں کا دودھ سے منھ پھر گیا

واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو سنّی مرے — ق یوں نہ فرمائیں ترے شاہد کہ وہ فاجر گیا

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا　　فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب و طاہر گیا

اللہ اللہ یہ علوِ خاص عبدیت رضاؔ　　بندہ ملنے کو قریبِ حضرتِ قادر گیا

ٹھوکریں کھاتے پھروگے انکے در پر پڑ رہو

قافلہ تو اے رضاؔ اوّل گیا آخر گیا

○

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا　　ساتھ ہی منشیِ رحمت کا قلم دان گیا

لے خبر جلد کہ غیروں کی طرف دھیان گیا　　میرے مولیٰ مرے آقا ترے قربان گیا

آہ وہ آنکھ کہ ناکامِ تمنا ہی رہی　　ہائے وہ دل جو ترے در سے پُر ارمان گیا

دل ہے وہ دل جو تری یاد سے معمور رہا　　سر ہے وہ سر جو ترے قدموں پہ قربان گیا

انھیں جانا انھیں مانا نہ رکھا غیر سے کام　　للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

اور تم پر مرے آقا کی عنایت نہ سہی　　نجدیو! کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے　　پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

اُف رے منکر یہ بڑھا جوشِ تعصب آخر　　بھیڑ میں ہاتھ سے کم بخت کے ایمان گیا

جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے　　تم نہیں چلتے رضاؔ سارا تو سامان گیا

○

تابِ مرآتِ سحر گردِ بیابانِ عرب
غازۂ روئے قمر دودِ چراغانِ عرب

اللہ اللہ بہارِ چمنستانِ عرب
پاک ہیں لوثِ خزاں سے گل و ریحانِ عرب

جوششِ ابر سے خونِ گلِ فردوس کرے
چھیڑ دے رگ کو اگر خارِ بیابانِ عرب

تشنۂ نہرِ جناں ہر عربی و عجمی!
لب ہر نہرِ جناں تشنۂ نیسانِ عرب

طوقِ غم آپ ہوائے پرِ قمری سے گرے
اگر آزاد کرے سروِ خرامانِ عرب

مہر میزاں میں چھپا ہو تو حمل میں چمکے
ڈالے اِک بوند شبِ دے میں جو بارانِ عرب

عرش سے مژدۂ بلقیسِ شفاعت لایا
طائرِ سدرہ نشیں مرغِ سلیمانِ عرب

حسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں
سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردانِ عرب

لہ اس شعر کے دونوں مصرعوں میں ایک ایک لفظ ایسے تقابل سے ہے کہ مفید تفضیل (بقیہ اگلے صفحہ پر)

کوچہ کوچہ میں مہکتی ہے یہاں بوئے قمیص
یوسفستاں ہے ہر اِک گوشۂ کنعانِ عرب

بزمِ قدسی میں ہے یادِ لبِ جاں بخش حضور
عالمِ نور میں ہے چشمۂ حیوانِ عرب

پائے جبریل نے سرکار سے کیا کیا القاب
خسروِ خیلِ ملک خادمِ سلطانِ عرب

بلبل و نیلپر و کبک بنو پروانو!
مہ و خورشید پہ ہنستے ہیں چراغانِ عرب

حور سے کیا کہیں موسیٰ سے مگر عرض کریں
کہ ہے خود حسنِ ازل طالبِ جانانِ عرب

کرمِ نعت کے نزدیک تو کچھ دُور نہیں
کہ رضائے عجمی ہو سگِ حسّانِ عرب

پچھلے صفحہ کا بقیہ:
حضور انور سیّد عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہے (۱) وہاں حسن یہاں تام (۲) وہاں کٹنا کہ عدمِ قصد پر دلالت کرتا ہے۔ یہاں کٹانا کہ قصد و ارادہ بتاتا ہے (۳) وہاں مصر یہاں عرب کہ زمانۂ جاہلیت میں اس کی سرکشی و خود سری مشہور تھی (۴) وہاں انگشت یہاں سر (۵) وہاں زناں یہاں مرداں (۶) وہاں انگلیاں کٹ کر ایک بار وقوع بتاتا ہے۔ یہاں کٹاتے ہیں کہ استمرار پر دلیل ہے۔ ۱۲

○

پھر اٹھا ولولۂ یادِ مغیلانِ عرب
پھر کھنچا دامنِ دل سوئے بیابانِ عرب

باغِ فردوس کو جاتے ہیں ہزارانِ عرب
ہائے صحرائے عرب ہائے بیابانِ عرب

میٹھی باتیں تری دینِ عجم ایمانِ عرب
نمکیں حسن ترا جانِ عجم شانِ عرب

اب تو ہے گریۂ خوں گوہرِ دامانِ عرب
جسمیں دو لعل تھے زہرا کے وہ تھی کانِ عرب

دل وہی دل ہے جو آنکھوں سے ہو حیرانِ عرب
آنکھیں وہ آنکھیں ہیں جو دل سے ہوں قربانِ عرب

ہائے کس وقت لگی پھانس اَلم کی دل میں
کہ بہت دُور رہے خارِ مغیلانِ عرب

فصلِ گل لاکھ نہ ہو وصل کی رکھ آس ہزار
پھُولتے پھلتے ہیں بے فصل گلستانِ عرب

صدقے ہونے کو چلے آتے ہیں لاکھوں گلزار
کچھ عجب رنگ سے پھُولا ہے گلستانِ عرب

عندلیبی پہ جھگڑتے ہیں کٹے مرتے ہیں
گل و بلبل کو لڑاتا ہے گلستانِ عرب

صدقے رحمت کے کہاں پھول کہاں خار کا کام
خود ہے دامن کشِ بلبل گلِ خندانِ عرب

شادیِ حشر ہے صدقے میں چھٹیں گے قیدی
عرش پر دھوم سے ہے دعوتِ مہمانِ عرب

چرچے ہوتے ہیں یہ کمھلائے ہوئے پھولوں میں
کیوں یہ دن دیکھتے پاتے جو بیابانِ عرب

تیرے بے دام کے بندے ہیں رئیسانِ عجم
تیرے بے دام کے بندی ہیں ہزارانِ عرب

ہشت خلد آئیں وہاں کسبِ لطافت کو رضاؔ
چار دن برسے جہاں ابرِ بہارانِ عرب

○

جو بنوں پر ہے بہارِ چمن آرائی دوست
خلد کا نام نہ لے بلبلِ شیدائی دوست

تھک کے بیٹھے تو درِ دل پہ تمنّائی دوست
کون سے گھر کا اُجالا نہیں زیبائی دوست

عرصۂ حشر کجا موقفِ محمود کجا
ساز ہنگاموں سے رکھتی نہیں یکتائی دوست

مہر کس منھ سے جلو داریِ جاناں کرتا
سایہ کے نام سے بیزار ہے یکتائی دوست

مرنے والوں کو یہاں ملتی ہے عمرِ جاوید
زندہ چھوڑے گی کسی کو نہ مسیحائی دوست

ان کو یکتا کیا اور خلق بنائی یعنی
انجمن کر کے تماشا کریں تنہائی دوست

کعبہ و عرش میں کہرام ہے ناکامی کا
آہ کس بزم میں ہے جلوۂ یکتائی دوست

حسن بے پردہ کے پردے نے مٹا رکھا ہے
ڈھونڈنے جائیں کہاں جلوۂ ہرجائی دوست

شوق روکے نہ رکے پاؤں اٹھائے نہ اٹھے
کیسی مشکل میں ہیں اللہ تمنائی دوست

شرم سے جھکتی ہے محراب کہ ساجد ہیں حضور
سجدہ کرواتی ہے کعبے سے جبیں سائی دوست

تاج والوں کا یہاں خاک پہ ماتھا دیکھا
سارے داراؤں کی دارا ہوئی دارائی دوست

طور پر کوئی کوئی چرخ پہ یہ عرش سے پار
سارے بالاؤں پہ بالا رہی بالائی دوست

اَنْتَ فِیْہِمْ[1] نے عدو کو بھی لیا دامن میں
عیشِ جاوید مبارک تجھے شیدائی دوست

رنجِ اعدا کا رضاؔ چارہ ہی کیا ہے جب انھیں
آپ گستاخ رکھے حلم و شکیبائی دوست

○

طوبےٰ میں جو سب سے اونچی نازک سیدھی نکلی شاخ
مانگوں نعتِ نبی لکھنے کو روحِ قدس سے ایسی شاخ

مولیٰ گلبن رحمت زہرا سبطین اس کی کلیاں پھول
صدّیق و فاروق و عثماں، حیدر ہر اک اُس کی شاخ

شاخِ قامت شہ میں زلف و چشم و رخسار و لب ہیں
سنبل نرگس گل پنکھڑیاں قدرت کی کیا پھولی شاخ

اپنے اِن باغوں کا صدقہ وہ رحمت کا پانی دے
جس سے نخلِ دل میں ہو پیدا پیارے تیری ولا کی شاخ

---

[1] قَالَ اللّٰہُ تعالیٰ وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَہُمْ وَاَنْتَ فِیْہِمْ اللہ ان کافروں پر بھی عذاب نہ کرے گا جب تک اے رحمتِ عالم تم ان میں تشریف فرما ہو ۱۲ منہ غفرلہٗ

یادِ رخ میں آہیں کرکے بن میں میں رویا آئی بہار
جھومیں نسیمیں نیساں برسا کلیاں چٹکیں مہکی شاخ

ظاہر و باطن اول و آخر زیبِ فروع و زینِ اصول
باغِ رسالت میں ہے تو ہی گل غنچہ جڑ پتی شاخ

آلِ احمد خذ بیدی یا سیّد حمزہ کن مددی
وقتِ خزانِ عمرِ رضا ہو برگِ ہدیٰ سے نہ عاری شاخ

○

زہے عزّت و اعتلائے محمّد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم
کہ ہے عرشِ حق زیرِ پائے محمّد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم

مکاں عرش اُن کا فلک فرش اُن کا
ملک خادمانِ سرائے محمّد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمّد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم

عجب کیا اگر رحم فرمالے ہم پر
خدائے محمّد برائے محمّد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم

محمّد برائے جنابِ الٰہی!
جنابِ الٰہی برائے محمّد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم

بسی عطرِ محبوبیِ کبریا سے
عبائے محمّد قبائے محمّد صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم

بہم عہد باندھے ہیں وصلِ ابد کا
رضائے خدا اور رضائے محمّد صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم

دمِ نزع جاری ہو میری زباں پر
محمّد محمّد خدائے محمّد صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم

عصائے کلیم اژدہائے غضب تھا
گِروں کا سہارا عصائے محمّد صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم

میں قربان کیا پیاری پیاری ہے نسبت
یہ آنِ خدا وہ خدائے محمّد صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم

محمّد کا دم خاص بہرِ خدا ہے
سوائے محمّد برائے محمّد صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم

خدا اُن کو کس پیار سے دیکھتا ہے
جو آنکھیں ہیں محوِ لقائے محمّد صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم

جلو میں اجابت خواصی میں رحمت
بڑھی کس تزک سے دُعائے محمّد صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دعائے محمّد صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم

اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا
دلہن بن کے نکلی دُعائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

رضاؔ پل سے اب وجد کرتے گزریے
کہ ہے رَبِّ سَلِّمْ صدائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

○

اے شافعِ امم شہِ ذی جاہ لے خبر
لِلّٰہ لے خبر مری لِلّٰہ لے خبر

دریا کا جوش، ناؤ نہ بیڑا نہ ناخدا
میں ڈوبا، تو کہاں ہے مرے شاہ لے خبر

منزل کڑی ہے رات اندھیری میں نابلد
اے خضر لے خبر مری اے ماہ لے خبر

پہنچے پہنچنے والے تو منزل مگر شہا
ان کی جو تھک کے بیٹھے سرِ راہ لے خبر

جنگل درندوں کا ہے میں بے یار شب قریب
گھیرے ہیں چار سمت سے بدخواہ لے خبر

منزل نئی عزیز جدا لوگ ناشناس
ٹوٹا ہے کوہِ غم میں پرِ کاہ لے خبر

وہ سختیاں سوال کی وہ صورتیں مہیب
اے غمزدوں کے حال سے آگاہ لے خبر

مجرم کو بارگاہِ عدالت میں لائے ہیں
تکتا ہے بے کسی میں تری راہ لے خبر

اہلِ عمل کو ان کے عمل کام آئیں گے
میرا ہے کون تیرے سوا آہ لے خبر

پُرخار راہ برہنہ پا تِشنہ آب دور
مولیٰ پڑی ہے آفتِ جانکاہ لے خبر

باہر زبانیں پیاس سے ہیں آفتاب گرم
کوثر کے شاہ کثّرہ اللہ لے خبر

مانا کہ سخت مجرم و ناکارہ ہے رضاؔ
تیرا ہی تو ہے بندۂ درگاہ لے خبر

در منقبت حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بندہ قادر کا بھی قادر بھی ہے عبدالقادر
سرِّ باطن بھی ہے ظاہر بھی ہے عبدالقادر

مفتیِ شرع بھی ہے قاضیِ ملّت بھی ہے
علمِ اسرار سے ماہر بھی ہے عبدالقادر

منبعِ فیض بھی ہے مجمعِ افضال بھی ہے
مہرِ عرفاں کا منور بھی ہے عبدالقادر

قطبِ ابدال بھی ہے محورِ ارشاد بھی ہے
مرکزِ دائرۂ سرّ بھی ہے عبدالقادر

سلکِ عرفاں کی ضیا ہے یہی درِّ مختار
فخرِ اشباہ و نظائر بھی ہے عبدالقادر

اس کے فرمان ہیں سب شارحِ حکمِ شارع
مظہرِ ناہی و آمر بھی ہے عبدالقادر

ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی مختار بھی ہے
کارِ عالم کا مدبّر بھی ہے عبدالقادر

رشکِ بلبل ہے رضا لالۂ صد داغ بھی ہے
آپ کا واصف و ذاکر بھی ہے عبدالقادر

○

گزرے جس راہ سے وہ سیّدِ والا ہو کر
رہ گئی ساری زمیں عنبرِ سارا ہو کر

رُخِ انور کی تجلی جو قمر نے دیکھی
رہ گیا بوسہ دہِ نقشِ کفِ پا ہو کر

وائے محرومیِ قسمت کہ میں پھر اب کی برس
رہ گیا ہمرہِ زوّارِ مدینہ ہو کر

چمنِ طیبہ ہے وہ باغ کہ مرغِ سدرہ
برسوں چہکے ہیں جہاں بلبلِ شیدا ہو کر

صرصرِ دشتِ مدینہ کا مگر آیا خیال
رشکِ گلشن جو بنا غنچۂ دِل وا ہو کر

گوشِ شہ کہتے ہیں فریاد رسی کو ہم ہیں
وعدۂ چشم ہے بخشائیں گے گویا ہو کر

پائے شہ پر گرے یارب تپشِ مہر سے جب
دلِ بے تاب اڑے حشر میں پارا ہو کر

ہے یہ امّید رضاؔ کو تری رحمت سے شہا
نہ ہو زندانیِ دوزخ ترا بندہ ہو کر

○

نارِ دوزخ کو چمن کر دے بہارِ عارض
ظلمتِ حشر کو دِن کر دے نہارِ عارض

میں تو کیا چیز ہوں خود صاحبِ قرآں کو شہا
لاکھ مصحف سے پسند آئی بہارِ عارض

جیسے قرآن ہے وِرد اس گُلِ محبُوبی کا
یوں ہی قرآں کا وظیفہ ہے وقارِ عارض

گرچہ قرآں ہے نہ قرآں کی برابر لیکن
کچھ تو ہے جس پہ ہے وہ مَدح نگارِ عارض

طور کیا عرش جلے دیکھ کے وہ جلوۂ گرم
آپ عارض ہو مگر آئینہ دارِ عارض

طرفہ عالم ہے وہ قرآن اِدھر دیکھیں اُدھر
مصحفِ پاک ہو حیران بہارِ عارض

ترجمہ ہے یہ صفت کا وہ خود آئینۂ ذات
کیوں نہ مصحف سے زیادہ ہو وقارِ عارض

جلوہ فرمائیں رخِ دل کی سیاہی مٹ جائے
صبح ہو جائے الٰہی شبِ تارِ عارض

نامِ حق پر کرے محبوب دل وجاں قرباں
حق کرے عرش سے تا فرش نثارِ عارض

مشک بوئے زلف سے رُخ چہرہ سے بالوں میں شعاع
معجزہ ہے حلبِ زلف و تتارِ عارض

حق نے بخشا ہے کرم نذرِ گدایاں ہو قبول
پیارے اک دل ہے وہ کرتے ہیں نثارِ عارض

آہ بے مائگیِ دل کہ رضائے محتاج
لے کر اِک جان چلا بہرِ نثارِ عارض

○

تمہارے ذرّے کے پرتو ستارہائے فلک
تمہارے نعل کی ناقص مثل ضیائے فلک

اگرچہ چھالے ستاروں سے پڑ گئے لاکھوں
مگر تمہاری طلب میں تھکے نہ پائے فلک

سرِ فلک نہ کبھی تا بہ آستاں پہنچا
کہ ابتدائے بلندی تھی انتہائے فلک

یہ مٹ کے ان کی رَوِش پر ہوا خود اُنکی رَوِش
کہ نقشِ پا ہے زمیں پر نہ صوتِ پائے فلک

تمہاری یاد میں گزری تھی جاگتے شب بھر
چلی نسیم ہوئے بند دیدہائے فلک

نہ جاگ اٹھیں کہیں اہلِ بقیع کچی نیند
چلا یہ نرم نہ نکلی صدائے پائے فلک

یہ اُن کے جلوہ نے کیں گرمیاں شبِ اسرا
کہ جب سے چرخ میں ہیں نقرہ و طلائے فلک

مرے غنی نے جواہر سے بھر دیا دامن
گیا جو کاسۂ مہ لے کے شب گدائے فلک

رہا جو قانعِ یک نانِ سوختہ دن بھر
ملی حضور سے کانِ گہر جزائے فلک

تجملِ شبِ اسرا ابھی سمٹ نہ چکا
کہ جب سے ویسی ہی کوتل ہیں سبز ہائے فلک

خطابِ حق بھی ہے دربابِ خلق مِنْ اَجَلِکْ
اگر ادھر سے دمِ حمد ہے صدائے فلک

یہ اہلِ بیت کی چکی سے چال سیکھی ہے
رواں ہے بے مددِ دست آسیائے فلک

رضا یہ نعتِ نبی نے بلندیاں بخشیں
لقب زمینِ فلک کا ہوا سمائے فلک

○

کیا ٹھیک ہو رُخِ نبوی پر مثالِ گل
پامال جلوۂ کفِ پا ہے جمالِ گل

جنّت ہے ان کے جلوہ سے جو یائے رنگ و بو
اے گل ہمارے گل سے ہے گل کو سوالِ گل

اُن کے قدم سے سلعۂ[1] غالی ہوئی جناں
واللہ میرے گل سے ہے جاہ و جلالِ گل

سنتا ہوں عشقِ شاہ میں دل ہوگا خوں فشاں
یارب یہ مژدہ سچ ہو مبارک ہو فالِ گل

بلبل حرم کو چل غمِ فانی سے فائدہ
کب تک کہے گی ہائے وہ غنج و دلالِ گل

غمگیں ہے شوقِ غازۂ خاکِ مدینہ میں
شبنم سے دھل سکے گی نہ گردِ ملالِ گل

بلبل یہ کیا کہا میں کہاں فصلِ گل کہاں
امّید رکھ کہ عام ہے جود و نوالِ گل

بلبل گھرا ہے ابر ولا مژدہ ہو کہ اب
گرتی ہے آشیانہ پہ برقِ جمالِ گل

یارب ہرا بھرا رہے داغِ جگر کا باغ
ہر مہ مہِ بہار ہو ہر سال سالِ گل

رنگِ مژہ سے کرکے خجل یادِ شاہ میں
کھینچا ہے ہم نے کانٹوں پہ عطرِ جمالِ گل

---

[1] : حدیث میں جنت کو سلعۂ غالیہ فرمایا، یعنی متاعِ گراں بہا۔ ۱۲

ہیں یادِ شہ میں روؤں عنادِل کریں ہجوم
ہر اشکِ لالہ فام پہ ہو احتمالِ گل

ہیں عکسِ چہرہ سے لبِ گلگوں میں سرخیاں
ڈوبا ہے بدرِ گل سے شفق میں ہلالِ گل

نعتِ حضور میں مترنّم ہے عندلیب
شاخوں کے جھومنے سے عیاں وجد و حالِ گل

بلبل گلِ مدینہ ہمیشہ بہار ہے
دو دن کی ہے بہار فنا ہے مآلِ گل

شیخین اِدھر نثار غنی و علی اُدھر
غنچہ ہے بلبلوں کا یمین و شمالِ گل

چاہے خدا تو پائیں گے عشقِ نبی میں خلد
نکلی ہے نامۂ دلِ پُرخوں میں فالِ گل

کر اُس کی یاد جس سے ملے چین عندلیب
دیکھا نہیں کہ خارِ اَلم ہے خیالِ گل

دیکھا تھا خوابِ خارِ حرم عندلیب نے
کھٹکا کیا ہے آنکھ میں شب بھر خیالِ گل

اُن دو کا صدقہ جن کو کہا میرے پھول ہیں
کیجے رضاؔ کو حشر میں خنداں مثالِ گل

○

سرتا بقدم ہے تنِ سلطانِ زمن پھُول
لب پھُول دہن پھُول ذقن پھُول بدن پھُول

صدقے میں ترے باغ تو کیا لائے ہیں بن پھُول
اِس غنچۂ دل کو بھی تو ایما ہو کہ بن پھُول

تنکا بھی ہمارے تو ہلائے نہیں ہلتا
تم چاہو تو ہو جائے ابھی کوہِ محن پھُول

واللہ جو مل جائے مرے گل کا پسینہ
مانگے نہ کبھی عِطر نہ پھر چاہے دلہن پھُول

دِل بستہ و خوں گشتہ نہ خوشبُو نہ لطافت
کیوں غنچہ کہوں ہے مرے آقا کا دہن پھُول

شب یاد تھی کن دانتوں کی شبنم کہ دمِ صبح
شوخانِ بہاری کے جڑاؤ ہیں کرن پھُول

دندان و لب و زلف و رُخِ شہ کے فدائی
ہیں دُرِّ عدن لعلِ یمن مشکِ خُتن پھُول

بُو ہو کے نہاں ہو گئے تابِ رُخِ شہ میں
لو بن گئے ہیں اب تو حسینوں کا دہن پھُول

ہوں بارِ گنہ سے نہ خجل دوشِ عزیزاں
للّٰہ مِری نعش کر اے جانِ چمن پھول

دل اپنا بھی شیدائی ہے اس ناخنِ پا کا
اتنا بھی مہِ نو پہ نہ اے چرخِ کہن پھول

دل کھول کے خوں رولے غمِ عارضِ شہ میں
نکلے تو کہیں حسرتِ خوں نابہ شدن پھول

کیا غازہ مَلا گردِ مدینہ کا جو ہے آج
نِکھرے ہوئے جوبن میں قیامت کی پھبن پھول

گرمی یہ قیامت ہے کہ کانٹے ہیں زباں پر
بلبل کو بھی اے ساقیِ صہبا و لبن پھول

ہے کون کہ گریہ کرے یا فاتحہ کو آئے
بیکس کے اٹھائے تِری رحمت کے بھرن پھول

دل غم تجھے گھیرے ہیں خدا تجھ کو وہ چمکائے
سورج ترے خرمن کو بنے تیری کرن پھول

کیا بات رضاؔ اس چمنستانِ کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

ہے کلامِ الٰہی میں شمس و ضحےٰ ترے چہرۂ نور فزا کی قسم
قسمِ شبِ تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلفِ دوتا کی قسم

ترے خُلق کو حق نے عظیم کہا تری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا ترے خالقِ حُسن و ادا کی قسم

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلامِ مجید نے کھائی شہا ترے شہر[۱] و کلام[۲] و بقا[۳] کی قسم

ترا مسندِ ناز ہے عرشِ بریں ترا محرمِ راز ہے رُوحِ امیں
تو ہی سرورِ ہر دو جہاں ہے شہا ترا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

یہی عرض ہے خالقِ ارض و سما وہ رسول ہیں تیرے میں بندہ ترا
مجھے ان کے جوار میں دے وہ جگہ کہ ہے خلد کو جس کی صفا کی قسم

تو ہی بندوں پہ کرتا ہے لطف و عطا ہے تجھی پہ بھروسا تجھی سے دُعا
مجھے جلوۂ پاک رسول دکھا تجھے اپنے ہی عزّ و علا کی قسم

حاشیہ ۱؎ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ۝ وَاَنْتَ حِلٌّ بِھٰذَا الْبَلَدِ۝ مجھے اس شہر مکہ کی قسم ہے اس لئے کہ اے محبوب تو اس میں تشریف فرما ہے ۱۲، ۲؎ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَقِیْلِہٖ یٰرَبِّ اِنَّ ھٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا یُؤْمِنُوْنَ۝ مجھے رسول کے اس کہنے کی قسم ہے کہ اے میرے رب یہ لوگ ایمان نہیں لاتے ۱۲،

۳؎ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَعَمْرُكَ اِنَّھُمْ لَفِیْ سَكْرَتِھِمْ یَعْمَھُوْنَ۝ اے محبوب مجھے تیری جان کی قسم کہ یہ کافر اپنے نشے میں اندھے ہو رہے ہیں۔ ۱۲

مرے گرچہ گناہ ہیں حد سے سوا مگر ان سے امید ہے تجھ سے رجا
تو رحیم ہے ان کا کرم ہے گوا وہ کریم ہیں تیری عطا کی قسم

یہی کہتی ہے بلبلِ باغِ جناں کہ رضاؔ کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصفِ شاہِ ہُدیٰ مجھے شوخیِ طبعِ رضاؔ کی قسم

○

پاٹ وہ کچھ دھار یہ کچھ زار ہم — یا الٰہی کیوں کر اتریں پار ہم
کس بلا کی مے سے ہیں سرشار ہم — دن ڈھلا ہوتے نہیں ہشیار ہم
تم کرم سے مشتری ہر عیب کے — جنسِ نامقبولِ ہر بازار ہم
دشمنوں کی آنکھ میں بھی پھول تم — دوستوں کی بھی نظر میں خار ہم
لغزشِ پا کا سہارا ایک تم — گرنے والے لاکھوں ناہنجار ہم
صدقہ اپنے بازوؤں کا المدد — کیسے توڑیں یہ بُتِ پندار ہم
دم قدم کی خیر اے جانِ مسیح — در پہ لائے ہیں دلِ بیمار ہم
اپنی رحمت کی طرف دیکھیں حضور — جانتے ہیں جیسے ہیں بدکار ہم
اپنے مہمانوں کا صدقہ ایک بوند — مر مٹے پیاسے ادھر سرکار ہم
اپنے کوچہ سے نکالا تو نہ دو — ہیں تو حد بھر کے خدائی خوار ہم
ہاتھ اٹھا کر ایک ٹکڑا اے کریم — ہیں سخی کے مال میں حقدار ہم
چاندنی چھٹکی ہے اُن کے نور کی — آؤ دیکھیں سیرِ طور و نار ہم

ہمت اے ضعف ان کے در پر گر کے ہوں — بے تکلف سایۂ دیوار ہم

با عطا تم شاہ تم مختار تم — بے نوا ہم زار ہم ناچار ہم

تم نے تو لاکھوں کو جانیں پھیر دیں — ایسا کتنا رکھتے ہیں آزار ہم

اپنی ستاری کا یارب واسطہ — ہوں نہ رسوا برسرِ دربار ہم

اتنی عرضِ آخری کہہ دو کوئی — ناؤ ٹوٹی آپڑے منجدھار ہم

منھ بھی دیکھا ہے کسی کے عفو کا — دیکھ او عصیاں نہیں بے یار ہم

میں نثار ایسا مسلماں کیجیے — توڑ ڈالیں نفس کا زنار ہم

کب سے پھیلائے ہیں دامن تیغِ عشق — اب تو پائیں زخم دامن دار ہم

سنیت سے کھٹکے سب کی آنکھ میں — پھول ہو کر بن گئے کیا خار ہم

ناتوانی کا بھلا ہو بن گئے — نقشِ پائے طالبانِ یار ہم

دل کے ٹکڑے نذرِ حاضر لائے ہیں — اے سگانِ کوچۂ دلدار ہم

قسمتِ ثور و حرا کی حرص ہے — چاہتے ہیں دل میں گہرا غار ہم

چشم پوشی و کرم شانِ شما — کارِ ما بے باکی و اصرار ہم

فصلِ گل سبزہ صبا مستی شباب — چھوڑیں کس دل سے درِ خمار ہم

میکدہ چھٹتا ہے لِلّٰہ ساقیا — اب کے ساغر سے نہ ہوں ہشیار ہم

ساقیِ تسنیم جب تک آ نہ جائیں — اے سیہ مستی نہ ہوں ہشیار ہم

نازشیں کرتے ہیں آپس میں ملک — ہیں غلامانِ شہِ ابرار ہم

لطفِ از خود رفتگی یارب نصیب — ہوں شہیدِ جلوۂ رفتار ہم

اُن کے آگے دعویٰ ہستی رضا
کیا بکے جاتا ہے یہ ہر بار ہم

○

عارضِ شمس و قمر سے بھی ہیں انور ایڑیاں
عرش کی آنکھوں کے تارے ہیں وہ خوشتر ایڑیاں

جا بجا پرتو فگن ہیں آسماں پر ایڑیاں
دن کو ہیں خورشید شب کو ماہ و اختر ایڑیاں

نجم گردوں تو نظر آتے ہیں چھوٹے اور وہ پاؤں
عرش پر پھر کیوں نہ ہوں محسوس لاغر ایڑیاں

دب کے زیرِ پا نہ گنجائش سمانے کو رہی
بن گیا جلوہ کفِ پا کا ابھر کر ایڑیاں

ان کا منگتا پاؤں سے ٹھکرا دے وہ دنیا کا تاج
جس کی خاطر مر گئے منعَم رگڑ کر ایڑیاں

دو قمر دو پنجۂ خور دو ستارے دس ہلال
ان کے تلوے پنجے ناخن پائے اطہر ایڑیاں

ہائے اس پتھر سے اس سینہ کی قسمت پھوڑیے
بے تکلف جس کے دل میں یوں کریں گھر ایڑیاں

تاج رُوح القدس کے موتی جسے سجدہ کریں
رکھتی ہیں واللہ وہ پاکیزہ گوہر ایڑیاں

ایک ٹھوکر میں احد کا زلزلہ جاتا رہا
رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

چرخ پر چڑھتے ہی چاندی میں سیاہی آگئی
کرچکی ہیں بدر کو ٹکسال باہر ایڑیاں

اے رضاؔ طوفان محشر کے طلاطم سے نہ ڈر
شاد ہو ہیں کشتیِ امّت کو لنگر ایڑیاں

○

عشق مولیٰ میں ہو خوں بار کنارِ دامن
یا خدا جلد کہیں آئے بہارِ دامن

بہ چلی آنکھ بھی اشکوں کی طرح دامن پر
کہ نہیں تار نظر جز دو سہ تارِ دامن

اشک برساؤں چلے کوچۂ جاناں سے نسیم
یا خدا جلد کہیں نکلے بخارِ دامن

دل شدوں کا یہ ہوا دامنِ اطہر پہ ہجوم
بیدل آباد ہوا نام دیارِ دامن

مشک سا زلفِ شہ و نور فشاں روئے حضور
اللہ اللہ حلبِ جیب و تتارِ دامن

تجھ سے اے گل میں سِتم دیدۂ دشتِ حرماں
خلشِ دل کی کہوں یا غمِ خارِ دامن

عکس افگن ہے ہلالِ لبِ شہ جیب نہیں
مہرِ عارض کی شعاعیں ہیں نہ تارِ دامن

اشک کہتے ہیں یہ شیدائی کی آنکھیں دھو کر
اے ادب گردِ نظر ہو نہ غبارِ دامن

اے رضاؔ آہ وہ بلبل کہ نظر میں جس کی
جلوۂ جیبِ گل آئے نہ بہارِ دامن

○

رشکِ قمر ہوں رنگِ رخِ آفتاب ہوں
ذرّہ ترا جو اے شہِ گردوں جناب ہوں

دُرِّ نجف ہوں گوہرِ پاکِ خوشاب ہوں
یعنی ترابِ رہ گزرِ بو تراب ہوں

گر آنکھ ہوں تو ابر کی چشمِ پُرآب ہوں
دل ہوں تو برق کا دلِ پُراضطراب ہوں

خونیں جگر ہوں طائرِ بے آشیاں شہا
رنگِ پریدۂ رُخِ گل کا جواب ہوں

بے اصل و بے ثبات ہوں بحرِ کرم مدد
پروردۂ کنارِ سراب و حباب ہوں

عبرت فزا ہے شرمِ گنہ سے مرا سکوت
گویا لبِ خموشِ لحد کا جواب ہوں

کیوں نالہ سوز لے کروں کیوں خونِ دل پیوں
سیخ کباب ہوں نہ میں جامِ شراب ہوں

دل بستہ بے قرار جگر چاک اشکبار
غنچہ ہوں گل ہوں برقِ تپاں ہوں سحاب ہوں

دعویٰ ہے سب سے تیری شفاعت پہ بیشتر
دفتر میں عاصیوں کے شہا انتخاب ہوں

مولیٰ دہائی نظروں سے گر کر جلا غلام
اشکِ مژہ رسیدۂ چشم کباب ہوں

مٹ جائے یہ خودی تو وہ جلوہ کہاں نہیں
دردا میں آپ اپنی نظر کا حجاب ہوں

صدقے ہوں اس پہ نار سے دیگا جو مخلصی
بلبل نہیں کہ آتشِ گل پر کباب ہوں

قالب تہی کیے ہمہ آغوش ہے ہلال
اے شہسوار طیبہ میں تیری رکاب ہوں
کیا کیا ہیں تجھ سے ناز ترے قصر کو کہ میں
کعبہ کی جان عرش بریں کا جواب ہوں
شاہا بجھے سقر مرے اشکوں سے تا نہ میں
آبِ عبث چکیدۂ چشمِ کباب ہوں
میں تو کہا ہی چاہوں کہ بندہ ہوں شاہ کا
پر لطف جب ہے کہدیں اگر وہ جناب "ہوں"
حسرت میں خاک بوسیِ طیبہ کی اے رضا
ٹپکا جو چشمِ مہر سے وہ خونِ ناب ہوں

○

پوچھتے کیا ہو عرش پر یوں گئے مصطفٰے کہ یوں
کیف کے پر جہاں جلیں کوئی بتائے کیا کہ یوں
قصرِ دنیٰ کے راز میں عقلیں تو گُم ہیں جیسی ہیں
رُوح قدس سے پوچھیے تم نے بھی کچھ سُنا کہ یوں
میں نے کہا کہ جلوۂ اصل میں کس طرح گمیں
صبح نے نور مہر میں مٹ کے دکھا دیا کہ یوں

ہائے رے ذوقِ بے خودی دل جو سنبھلنے سا لگا
چھک کے مہک میں پھول کی گرنے لگی صبا کہ یوں

دل کو دے نور و داغِ عشق پھر میں فدا دو نیم کر
مانا ہے سن کے شقِ ماہ آنکھوں سے اب دکھا کہ یوں

دل کو ہے فکر کس طرح مُردے جلاتے ہیں حضور
اے میں فدا لگا کر ایک ٹھوکر اسے بتا کہ یوں

باغ میں شکرِ وصل تھا ہجر میں ہائے ہائے گل
کام ہے ان کے ذکر سے خیر وہ یوں ہوا کہ یوں

جو کہے شعر و پاسِ شرع دونوں کا حسن کیوں کر آئے
لا اسے پیشِ جلوہ زمزمۂ رضاؔ کہ یوں

○

پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں
دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں

رخصتِ قافلہ کا شور غش سے ہمیں اٹھائے کیوں
سوتے ہیں ان کے سایہ میں کوئی ہمیں جگائے کیوں

بار نہ تھے حبیب کو پالتے ہی غریب کو
روئیں جو اب نصیب کو چین کہو گنوائے کیوں

یادِ حضور کی قسم غفلتِ عیش ہے ستم
خوب ہیں قیدِ غم میں ہم کوئی ہمیں چھڑائے کیوں

دیکھ کے حضرتِ غنی پھیل پڑے فقیر بھی
چھائی ہے اب تو چھاؤنی حشر ہی آنہ جائے کیوں

جان ہے عشقِ مصطفےٰ روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزہ نازِ دوا اٹھائے کیوں

ہم تو ہیں آپ دل فگار غم میں ہنسی ہے ناگوار
چھیڑ کے گل کو نو بہار خون ہمیں رلائے کیوں

یا تو یوں ہی تڑپ کے جائیں یا وہی دام سے چھڑائیں
منتِ غیر کیوں اٹھائیں کوئی ترس جتائے کیوں

اُن کے جلال کا اثر دل سے لگائے ہے قمر
جو کہ ہو لوٹ زخم پر داغِ جگر مٹائے کیوں

خوش رہے گل سے عندلیب خارِ حرم مجھے نصیب
میری بلا بھی ذکر پر پھول کے خار کھائے کیوں

گردِ ملال اگر دُھلے دِل کی کلی اگر کھِلے
برق سے آنکھ کیوں جلے رونے پہ مسکرائے کیوں

جانِ سفر نصیب کو کس نے کہا مزے سے سو
کھٹکا اگر سحر کا ہو شام سے موت آئے کیوں

اب تو نہ روک اے غنی عادتِ سگ بگڑ گئی
میرے کریم پہلے ہی لقمۂ تر کھلائے کیوں

راہِ نبی میں کیا کمی فرشِ بیاضِ دیدہ کی
چادرِ ظِل ہے ملگجی زیرِ قدم بچھائے کیوں

سنگِ درِ حضور سے ہم کو خدا نہ صبر دے
جانا ہے سر کو جا چکے دل کو قرار آئے کیوں

ہے تو رضاؔ نرا ستم جرم پہ گر لجائیں ہم
کوئی بجائے سوزِ غم سازِ طرب بجائے کیوں

○

یادِ وطن ستم کیا دشتِ حرم سے لائی کیوں
بیٹھے بٹھائے بدنصیب سر پہ بلا اٹھائی کیوں

دل میں تو چوٹ تھی دبی ہائے غضب ابھر گئی
پوچھو تو آہِ سرد سے ٹھنڈی ہوا چلائی کیوں

چھوڑ کے اُس حرم کو آپ بن میں ٹھگوں کے آ بسو
پھر کہو سر پہ دھر کے ہاتھ لٹ گئی سب کمائی کیوں

باغِ عرب کا سروِ ناز دیکھ لیا ہے ورنہ آج
قمریِ جانِ غمزدہ گونج کے چہچہائی کیوں

نامِ مدینہ لے دیا چلنے لگی نسیمِ خلد
سوزشِ غم کو ہم نے بھی کیسی ہوا بتائی کیوں

کس کی نگاہ کی حیا پھرتی ہے میری آنکھ میں
نرگسِ مست ناز نے مجھ سے نظر چرائی کیوں

تو نے تو کر دیا طبیب آتشِ سینہ کا علاج
آج کے دودِ آہ میں بوئے کباب آئی کیوں

فکرِ معاش بد بلا ہولِ معاد جاں گزا
لاکھوں بلا میں پھنسنے کو رُوح بدن میں آئی کیوں

ہو نہ ہو آج کچھ مِرا ذکر حضور میں ہوا
ورنہ مِری طرف خوشی دیکھ کے مسکرائی کیوں

حورِ جناں سِتم کیا طیبہ نظر میں پھر گیا
چھیڑ کے پردۂ حجاز دیس کی چیز گائی کیوں

غفلتِ شیخ و شاب پر ہنستے ہیں طفلِ شیر خوار
کرنے کو گدگدی عبث آنے لگی بہائی کیوں

عرض کروں حضور سے دل کی تو میرے خیر ہے
پیٹتی سر کو آرزو دشتِ حرم سے آئی کیوں

حسرتِ نو کا سانحہ سنتے ہی دل بگڑ گیا
ایسے مریض کو رضاؔ مرگِ جواں سنائی کیوں

اہلِ صراط روحِ امیں کو خبر کریں ... جاتی ہے امّتِ نبوی فرش پر کریں
اِن فتنہ ہائے حشر سے کہدو حذر کریں ... نازوں کے پالے آتے ہیں رہ سے گزر کریں
بد ہیں تو آپ کے ہیں بھلے ہیں تو آپ کے ... ٹکڑوں سے تو یہاں کے پلے رخ کدھر کریں
سرکار ہم کمینوں کے اطوار پر نہ جائیں ... آقا حضور اپنے کرم پر نظر کریں
ان کی حرم کے خار کشیدہ ہیں کس لئے ... آنکھوں میں آئیں سر پہ رہیں دل میں گھر کریں
جالوں پہ جال پڑ گئے للّٰہ وقت ہے ... مشکل کشائی آپ کے ناخن اگر کریں
منزل کڑی ہے شانِ تبسّم کرم کرے ... تاروں کی چھاؤں نور کے تڑکے سفر کریں
کلکِ رضا ہے خنجرِ خونخوار برق بار ... اعدا سے کہدو خیر منائیں نہ شر کریں

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں ... تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں
جو ترے در سے یار پھرتے ہیں ... در بدر یوں ہی خوار پھرتے ہیں
آہ کل عیش تو کیے ہم نے ... آج وہ بے قرار پھرتے ہیں
ان کے ایما سے دونوں باگوں پر ... خیلِ لیل و نہار پھرتے ہیں
ہر چراغِ مزار پر قدسی ... کیسے پروانہ وار پھرتے ہیں

اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

جان ہیں جان کیا نظر آئے کیوں عدو گردِ غار پھرتے ہیں

پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں دشتِ طیبہ کے خار پھرتے ہیں

لاکھوں قدسی ہیں کام خدمت پر ق لاکھوں گردِ مزار پھرتے ہیں

وردیاں بولتے ہیں ہرکارے پہرہ دیتے سوار پھرتے ہیں

رکھیے جیسے ہیں خانہ زاد ہیں ہم مول کے عیب دار پھرتے ہیں

ہائے غافل وہ کیا جگہ ہے جہاں پانچ جاتے ہیں چار پھرتے ہیں

بائیں رستے نہ جا مسافر سن مال ہے راہ مار پھرتے ہیں

جاگ سنسان بن ہے رات آئی گرگ بہرِ شکار پھرتے ہیں

نفس یہ کوئی چال ہے ظالم جیسے خاصے بجار پھرتے ہیں

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضاؔ

تجھ سے کتّے ہزار پھرتے ہیں

○

اُن کی مہک نے دِل کے غنچے کھِلا دیے ہیں

جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیے ہیں

جب آگئی ہیں جوشِ رحمت پہ اُن کی آنکھیں

جلتے بجھا دیے ہیں روتے ہنسا دیے ہیں

اِک دل ہمارا کیا ہے آزار اس کا کتنا
تم نے تو چلتے پھرتے مُردے جلا دیے ہیں

ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیے ہیں

ہم سے فقیر بھی اب پھیری کو اٹھتے ہوں گے
اب تو غنی کے دَر پر بستر جما دیے ہیں

اسرا میں گزرے جس دم بیڑے پہ قدسیوں کے
ہونے لگی سلامی پرچم جھکا دیے ہیں

آنے دو یا ڈبو دو اب تو تمہاری جانب
کشتی تمہیں پہ چھوڑی لنگر اٹھا دیے ہیں

دولھا سے اتنا کہہ دو پیارے سواری روکو
مشکل میں ہیں براتی پر خار با دیے ہیں

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا
رو رو کے مصطفٰے نے دریا بہا دیے ہیں

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیے ہیں دُر بے بہا دیے ہیں

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضاؔ مسلّم
جس سمت آگئے ہو سِکّے بٹھا دیے ہیں

○

ہے لبِ عیسیٰ سے جاں بخشی نرالی ہاتھ میں
سنگریزے پاتے ہیں شیریں مقالی ہاتھ میں

بے نواؤں کی نگاہیں ہیں کہاں تحریرِ دست
رہ گئیں جو پا کے جودِ لا یزالی ہاتھ میں

کیا لکیروں میں یداللہ خط سرو آسا لکھا
راہ یوں اس راز لکھنے کی نکالی ہاتھ میں

جود شاہ کوثر اپنے پیاسوں کا جویا ہے آپ
کیا عجب اڑکر جو آپ آئے پیالی ہاتھ میں

ابر نیساں مومنوں کو تیغ عریاں کفر پر
جمع ہیں شانِ جمالی و جلالی ہاتھ میں

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

سایہ افگن سر پہ ہو پرچم الٰہی جھوم کر
جب لواء الحمد لے امّت کا والی ہاتھ میں

ہر خطِ کف ہے یہاں اے دستِ بیضائے کلیم
موجزن دریائے نورِ بے مثالی ہاتھ میں

وہ گراں سنگی قدرِ مس وہ ارزانی جود
نوعیہ بدلا کیے سنگ ولآلی ہاتھ میں

دستگیر ہر دو عالم کر دیا سبطین کو
اے میں قرباں جانِ جاں انگشت کیا لی ہاتھ میں

آہ وہ عالم کہ آنکھیں بند اور لب پر درود
وقفِ سنگِ در جبیں روضہ کی جالی ہاتھ میں

جس نے بیعت کی بہارِ حسن پر قرباں رہا
ہیں لکیریں نقش تسخیرِ جمالی ہاتھ میں

کاش ہو جاؤں لبِ کوثر میں یوں وارفتہ ہوش
لے کر اُس جانِ کرم کا ذیلِ عالی ہاتھ میں (ق)

آنکھ محوِ جلوۂ دیدار دل پُر جوشِ وجد
لب پہ شکرِ بخشِ ساقی پیالی ہاتھ میں

حشر میں کیا کیا مزے وارفتگی کے لوں رضاؔ
لوٹ جاؤں پا کے وہ دامانِ عالی ہاتھ میں

راہِ عرفاں سے جو ہم نادیدہ رو محرم نہیں
مصطفٰی ہے مسندِ ارشاد پر کچھ غم نہیں

ہوں مسلماں گرچہ ناقص ہی سہی اے کاملو!
ماہیت پانی کی آخر یم سے نم میں کم نہیں

غنچے مَآ اَوْحٰی کے جو چٹکے دَنیٰ کے باغ میں
بلبلِ سدرہ تک اُن کی بُو سے بھی محرم نہیں

اُس میں زم زم[1] ہے کہ تھم تھم اس میں جم جم[2] ہے کہ بیش
کثرتِ کوثر میں زم زم کی طرح کم کم[3] نہیں

پنجۂ مہرِ عرب ہے جس سے دریا بہہ گئے
چشمۂ خورشید میں تو نام کو بھی نم نہیں

ایسا امی کس لئے منت کشِ استاد ہو
کیا کفایت اس کو اِقْرَأْ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ نہیں

---

[1] زم زم کے معنی سریانی زبان میں تھم تھم جب یہ چشمہ زمین سے ابلا حضرت ہاجرہ والدۂ سیدنا اسمعیل علیہما السلام نے اس خوف سے کہ پانی ریتے میں مل کر خشک نہ ہو جائے ایک دائرہ کھینچ کر فرمایا زم زم، ٹھہر ٹھہر وہ اسی دائرہ میں رہ کر کنواں ہو گیا۔ حدیث میں فرمایا کہ وہ نہ روکتیں تو سمندر ہو جاتا ۱۲

[2] جم جم بزبانِ عربی یعنی کثیر کثیر کوثر سے مشتق ہے ۱۲ [3] مقدار سے سوال یعنی کتنا کتنا ۱۲

اوس مہر حشر پر پڑ جائے پیاسو تو سہی
اُس گلِ خنداں کا رونا گریۂ شبنم نہیں

ہے انھیں کے دم قدم کی باغ عالم میں بہار
وہ نہ تھے عالم نہ تھا گر وہ نہ ہوں عالم نہیں

سایۂ دیوار و خاکِ در ہو یارب اور رضا
خواہشِ دیہیم قیصر شوقِ تختِ جم نہیں

○

وہ کمالِ حسنِ حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

دو جہاں کی بہتریاں نہیں کہ امانیِ دل و جاں نہیں
کہو کیا ہے وہ جو یہاں نہیں مگر اک نہیں کہ وہ ہاں نہیں

میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

کرے مصطفیٰ کی اہانتیں کھلے بندوں اس پہ یہ جرأتیں
کہ میں کیا نہیں ہوں محمدی! ارے ہاں نہیں ارے ہاں نہیں

ترے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحا عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

وہ شرف کہ قطع ہیں نسبتیں وہ کرم کہ سب سے قریب ہیں
کوئی کہدو یاس و امید سے وہ کہیں نہیں وہ کہاں نہیں

یہ نہیں کہ خُلد نہ ہو نکو وہ نکوئی کی بھی ہے آبرو
مگر اے مدینہ کی آرزو جسے چاہے تو وہ سماں نہیں

ہے انھیں کے نور سے سب عیاں ہے انھیں کے جلوہ میں سب نہاں
بنے صبح تابش مہر سے رہے پیش مہر یہ جاں نہیں

وہی نورِ حق وہی ظلِّ رب ہے انھیں سے سب ہے انھیں کا سب
نہیں ان کی مِلک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے سرِ عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

سرِ عرش پر ہے تری گزر دلِ فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروروں جہاں نہیں

ترا قد تو نادرِ دہر ہے کوئی مثل ہو تو مثال دے
نہیں گل کے پودوں میں ڈالیاں کہ چمن میں سروِ چماں نہیں

نہیں جس کے رنگ کا دوسرا نہ تو ہو کوئی نہ کبھی ہوا
کہو اس کو گل کہے کیا بنی کہ گلوں کا ڈھیر کہاں نہیں

کروں مدح اہلِ دول رضاؔ پڑے اِس بلا میں مِری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا مِرا دین پارۂ ناں نہیں

○

رُخ دن ہے یا مہرِ سما یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
شب زُلف یا مشکِ ختا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

ممکن میں یہ قدرت کہاں واجب میں عبدیت کہاں
حیراں ہوں یہ بھی ہے خطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

حق یہ کہ ہیں عبدِ الٰہ اور عالمِ امکاں کے شاہ
برزخ ہیں وہ سِرّ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

بلبل نے گل اُن کو کہا قمری نے سروِ جانفزا
حیرت نے جھنجھلا کر کہا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

خورشید تھا کس زور پر کیا بڑھ کے چمکا تھا قمر
بے پردہ جب وہ رُخ ہوا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

ڈر تھا کہ عصیاں کی سزا اب ہوگی یا روزِ جزا
دی اُن کی رحمت نے صدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

کوئی ہے نازاں زہد پر یا حسنِ توبہ ہے سپر
یاں ہے فقط تیری عطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

دن لہو میں کھونا تجھے شب صبح تک سونا تجھے
شرمِ نبی خوفِ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

رزقِ خدا کھایا کیا فرمانِ حق ٹالا کیا
شکرِ کرم ترسِ سزا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

ہے بلبلِ رنگیں رضاؔ یا طوطیِ نغمہ سرا
حق یہ کہ واصف ہے ترا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

○

وصفِ رخ اُن کا کیا کرتے ہیں شرحِ والشمس و ضحٰے کرتے ہیں
اُن کی ہم مدح و ثنا کرتے ہیں جن کو محمود کہا کرتے ہیں

ماہِ شق گشتہ کی صورت دیکھو کانپ کر مہر کی رجعت دیکھو
مصطفٰے پیارے کی قدرت دیکھو کیسے اعجاز ہوا کرتے ہیں

تو ہے خورشیدِ رسالت پیارے چھپ گئے تیری ضیا میں تارے
انبیا اور ہیں سب مہ پارے تجھ سے ہی نور لیا کرتے ہیں

اے بلا بیخردیِ کفار رکھتے ہیں ایسے کے حق میں انکار
کہ گواہی ہو گر اُس کو درکار بے زباں بول اٹھا کرتے ہیں

اپنے مولیٰ کی ہے بس شان عظیم جانور بھی کریں جن کی تعظیم
سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں

رفعت ذکر ہے تیرا حصّہ دونوں عالم میں ہے تیرا چرچا
مرغِ فردوس پس از حمدِ خدا تیری ہی مدح و ثنا کرتے ہیں

انگلیاں پائیں وہ پیاری پیاری جن سے دریائے کرم ہیں جاری
جوش پر آتی ہے جب غم خواری تشنے سیراب ہوا کرتے ہیں

ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد ہاں یہیں چاہتی ہے ہرنی داد
اسی در پر شترانِ ناشاد گلۂ رنج و عنا کرتے ہیں

آستیں رحمتِ عالم الٹے کمرِ پاک پہ دامن باندھے
گرنے والوں کو چہِ دوزخ سے صاف الگ کھینچ لیا کرتے ہیں

جب صبا آتی ہے طیبہ سے ادھر کھلکھلا پڑتی ہیں کلیاں یکسر
پھول جامہ سے نکل کر باہر رُخِ رنگیں کی ثنا کرتے ہیں

تو ہے وہ بادشہ کون و مکاں کہ ملک ہفت فلک کے ہر آں
تیرے مولیٰ سے شہِ عرش ایواں تیری دولت کی دعا کرتے ہیں

جس کے جلوے سے اُحد ہے تاباں معدنِ نور ہے اس کا داماں
ہم بھی اس چاند پہ ہو کر قرباں دلِ سنگیں کی جلا کرتے ہیں

کیوں نہ زیبا ہو تجھے تاجوری تیرے ہی دم کی ہے سب جلوہ گری
ملک و جنّ و بشر حور و پری جان سب تجھ پہ فدا کرتے ہیں

ٹوٹ پڑتی ہیں بلائیں جن پر جن کو ملتا نہیں کوئی یاور

ہر طرف سے وہ پُر ارماں پھر کر اُن کے دامن میں چھپا کرتے ہیں

لب پر آجاتا ہے جب نامِ جناب منھ میں گھل جاتا ہے شہدِ نایاب

وجد میں ہو کے ہم اے جاں بیتاب اپنے لب چوم لیا کرتے ہیں

لب پہ کس منھ سے غمِ اُلفت لائیں کیا بلا دِل ہے الم جس کا سنائیں

ہم تو ان کے کفِ پا پر مٹ جائیں اُن کے دَر پر جو مٹا کرتے ہیں

اپنے دل کا ہے انھیں سے آرام سونپے ہیں اپنے انھیں کو سب کام

لو لگی ہے کہ اب اس دَر کے غلام چارۂ دردِ رضا کرتے ہیں

در منقبت سیّدنا ابوالحسین احمد نوری قدس سرّہ الشریف کہ وقت مسند نشینی حضرت ممدوح در سنہ ۱۲۹۷ھ عرض کردہ شد

برتر قیاس سے ہے مقامِ ابوالحسین
سدرہ سے پوچھو رفعتِ بامِ ابوالحسین

وارستہ پائے بستۂ دامِ ابوالحسین
آزاد نار سے ہے غلامِ ابوالحسین

خطِ سیہ میں نورِ الٰہی کی تابشیں
کیا صبح نور بار ہے شامِ ابوالحسین

ساقی سنا دے شیشۂ بغداد کی ٹپک
مہکی ہے بوئے گل سے مدامِ ابوالحسین

بوئے کباب سوختہ آتی ہے مے کشو
چھلکا شرابِ چشت سے جامِ ابوالحسین

گلگوں سحر کو ہے سحرِ سوزِ دل سے آنکھ
سلطان سہروردی ہے نامِ ابوالحسین

کرسی نشیں ہے نقش مُراد اُن کے فیض سے
مولائے نقش بند ہے نامِ ابُوالحسین

جس نخل پاک میں ہیں چھیالیس ڈالیاں
اک شاخ ان میں سے ہے بنامِ ابُوالحسین

مستوں کو اے کریم بچائے خمار سے
تا دور حشر دورۂ جامِ ابُوالحسین

اُن کے بھلے سے لاکھوں غریبوں کا ہے بھلا
یارب زمانہ باد بکامِ ابُوالحسین

میلا لگا ہے شانِ مسیحا کی دید ہے
مُردے جلا رہا ہے خرامِ ابُوالحسین

سرگشتہ مہر و مہ ہیں پر اب تک کھلا نہیں ق
کس چرخ پر ہے ماہ تمامِ ابُوالحسین

اتنا پتہ ملا ہے کہ یہ چرخ چنبری
ہے ہفت پایہ زینۂ بامِ ابُوالحسین

ذرّہ کو مہر قطرہ کو دریا کرے ابھی
گر جوش زن ہو بخششِ عامِ ابُوالحسین

یحییٰ کا صدقہ وارثِ اقبال مند پائے
سجادۂ شیوخ کرامِ ابُوالحسین

انعام لیں بہارِ جناں تہنیت لکھیں
پھولے پھلے تو نخل مرامِ ابُوالحسین

اللہ ہم بھی دیکھ لیں شہزادہ کی بہار
سونگھے گل مراد مشامِ ابُوالحسین

آقا سے میرے ستھرے میاں کا ہوا ہے نام
اس اچھے ستھرے سے رہے نامِ ابُوالحسین

یارب وہ چاند جو فلکِ عزّ و جاہ پر
ہر سیر میں ہو گام بگامِ ابُوالحسین

آؤ تمہیں ہلال سپہرِ شرف دکھائیں
گردن جھکائیں بہر سلامِ ابُوالحسین

قدرت خدا کی ہے کہ طلاطم کناں اٹھی
بحرِ فنا سے موج دوامِ ابُوالحسین

یارب ہمیں بھی چاشنی اس اپنی یاد کی
جس سے ہے شکّریں لب و کامِ ابُوالحسین

ہاں طالع رضا تری اللہ رے یاوری
اے بندۂ جدود کرامِ ابُوالحسین

○

زائرو پاسِ ادب رکھو ہوس جانے دو
آنکھیں اندھی ہوئی ہیں ان کو ترس جانے دو

سوکھی جاتی ہے امیدِ غربا کی کھیتی
بوندیاں لکۂ رحمت کی برس جانے دو

پلٹی آتی ہے ابھی وجد میں جانِ شیریں
نغمۂ قُم کا ذرا کانوں میں رس جانے دو

ہم بھی چلتے ہیں ذرا قافلے والو! ٹھہرو
گٹھڑیاں توشۂ امید کی کس جانے دو

دید گل اور بھی کرتی ہے قیامت دل پر
ہمصفیرو ہمیں پھر سوئے قفس جانے دو

آتشِ دل بھی تو بھڑکاؤ ادب داں نالو
کون کہتا ہے کہ تم ضبطِ نفس جانے دو

یوں تنِ زار کے درپے ہوئے دل کے شعلو
شیوۂ خانہ براندازیِ خس جانے دو

اے رضاؔ آہ کہ یوں سہل کٹیں جرم کے سال
دو گھڑی کی بھی عبادت تو برس جانے دو

چمن طیبہ میں سنبل جو سنوارے گیسو
حور بڑھ کر شکنِ ناز پہ وارے گیسو

کی جو بالوں سے ترے روضہ کی جاروب کشی
شب کو شبنم نے تبرک کو ہیں دھارے گیسو

ہم سیہ کاروں پہ یارب تپشِ محشر میں
سایہ افگن ہوں ترے پیارے کے پیارے گیسو

چرچے حوروں میں ہیں دیکھو تو ذرا بالِ براق
سنبلِ خلد کے قربان اتارے گیسو

آخرِ حج غمِ امت میں پریشاں ہو کر
تیرہ بختوں کی شفاعت کو سدھارے گیسو

گوش تک سنتے تھے فریاد اب آئے تادوش
کہ بنیں خانہ بدوشوں کو سہارے گیسو

سوکھے دھانوں پہ ہمارے بھی کرم ہو جائے
چھائے رحمت کی گھٹا بن کے تمہارے گیسو

کعبۂ جاں کو پنہایا ہے غلافِ مشکیں
اڑ کر آئے ہیں جو ابرو پہ تمہارے گیسو

سلسلہ پا کے شفاعت کا جھکے پڑتے ہیں
سجدۂ شکر کے کرتے ہیں اشارے گیسو

مشک بُو کوچہ یہ کس پھول کا جھاڑا ان سے
حوریو عنبرِ سارا ہوئے سارے گیسو

دیکھو قرآں میں شب قدر ہے تا مطلعِ فجر
یعنی نزدیک ہیں عارض کے وہ پیارے گیسو

بھینی خوشبو سے مہک جاتی ہیں گلیاں واللہ
کیسے پھولوں میں بسائے ہیں تمہارے گیسو

شانِ رحمت ہے کہ شانہ نہ جدا ہو دم بھر
سینہ چاکوں پہ کچھ اس درجہ ہیں پیارے گیسو

شانہ ہے پنجۂ قدرت ترے بالوں کے لئے
کیسے ہاتھوں نے شہا تیرے سنوارے گیسو

احد پاک کی چوٹی سے الجھ لے شب بھر
صبح ہونے دو شبِ عید نے ہارے گیسو

مژدہ ہو قبلہ سے گھنگھور گھٹائیں اُمڈیں
ابروؤں پر وہ جھکے جھوم کے بارے گیسو

تارِ شیرازۂ مجموعۂ کونین ہیں یہ
حال کھل جائے جو اک دم ہوں کنارے گیسو

تیل کی بوندیں ٹپکتی نہیں بالوں سے رضا
صبحِ عارض پہ لٹاتے ہیں ستارے گیسو

○

زمانہ حج کا ہے جلوہ دیا ہے شاہدِ گل کو
الٰہی طاقتِ پرواز دے پر ہائے بلبل کو

بہاریں آئیں جوبن پر گھرا ہے ابر رحمت کا
لبِ مشتاق بھیگیں دے اجازت ساقیا مل کو

ملے لب سے وہ مشکیں مُہر والی دم میں دم آئے
ٹپک سن کر قمِ عیسیٰ کہوں مستی میں قلقل کو

مچل جاؤں سوالِ مدّعا پر تھام کر دامن
بہکنے کا بہانہ پاؤں قصدِ بے تأمل کو

دُعا کر بختِ خفتہ جاگ ہنگامِ اجابت ہے
ہٹایا صبحِ رخ سے شانے نے شبہائے کاکل کو

زبانِ فلسفی سے امن خرق والتیام اسرا
پناہِ دورِ رحمت ہائے یک ساعت تسلسل کو

دو شنبہ مصطفےٰ کا جمعۂ آدم سے بہتر ہے
سکھانا کیا لحاظِ حیثیت خوئے تأمل کو

وفورِ شانِ رحمت کے سبب جرأت ہے اے پیارے
نہ رکھ بہرِ خدا شرمندہ عرضِ بے تأمّل کو

پریشانی میں نام ان کا دلِ صد چاک سے نکلا
اجابت شانہ کرنے آئی گیسوئے توسّل کو

رضاؔ نہ سبزۂ گردوں ہیں کوتل جس کے موکب کے
کوئی کیا لکھ سکے اس کی سواری کے تجمل کو

○

یاد میں جس کی نہیں ہوشِ تن و جاں ہم کو
پھر دکھا دے وہ رخ اے مہرِ فروزاں ہم کو

دیر سے آپ میں آنا نہیں ملتا ہے ہمیں
کیا ہی خود رفتہ کیا جلوۂ جاناں، ہم کو

جس تبسّم نے گلستاں پہ گرائی بجلی
پھر دکھا دے وہ ادائے گلِ خنداں ہم کو

کاش آویزۂ قندیلِ مدینہ ہو وہ دِل
جس کی سوزش نے کیا رشکِ چراغاں ہم کو

عرش جس خوبیِ رفتار کا پامال ہوا
دو قدم چل کے دکھا سروِ خراماں ہم کو

شمع طیبہ سے میں پروانہ رہوں کب تک دور
ہاں جلا دے شررِ آتش پنہاں ہم کو

خوف ہے سمع خراشیِ سگِ طیبہ کا
ورنہ کیا یاد نہیں نالۂ و افغاں ہم کو

خاک ہو جائیں درِ پاک پہ حسرت مٹ جائے
یاالٰہی نہ پھرا بے سروساماں ہم کو

خارِ صحرائے مدینہ نہ نکل جائے کہیں
وحشتِ دل نہ پھرا کوہ و بیاباں ہم کو

تنگ آئے ہیں دو عالم تری بیتابی سے
چین لینے دے تپِ سینۂ سوزاں ہم کو

پاؤں غربال ہوئے راہ مدینہ نہ ملی
اے جنوں اب تو ملے رخصتِ زنداں ہم کو

میرے ہر زخمِ جگر سے یہ نکلتی ہے صدا
اے ملیحِ عربی کر دے نمکداں ہم کو

سیرِ گلشن سے اسیرانِ قفس کو کیا کام
نہ دے تکلیفِ چمن بلبلِ بستاں ہم کو

جب سے آنکھوں میں سمائی ہے مدینہ کی بہار
نظر آتے ہیں خزاں دیدہ گلستاں ہم کو

گر لبِ پاک سے اقرارِ شفاعت ہو جائے
یوں نہ بے چین رکھے جوششِ عصیاں ہم کو

نیّرِ حشر نے اِک آگ لگا رکھی ہے!
تیز ہے دھوپ ملے سایۂ داماں ہم کو

رحم فرمائیے یا شاہ کہ اب تاب نہیں
تابکے خون رلائے غمِ ہجراں ہم کو

چاکِ داماں میں نہ تھک جائیو اے دستِ جنوں
پرزے کرنا ہے ابھی جیب و گریباں ہم کو

پردہ اُس چہرۂ انور سے اٹھا کر اِک بار
اپنا آئینہ بنا اے مہِ تاباں ہم کو

اے رضاؔ وصفِ رُخِ پاک سنانے کے لئے
نذر دیتے ہیں چمن مُرغِ غزل خواں ہم کو

غزل کہ دربارہ عزمِ سفرِ اطہر مدینہ منورہ از مکّہ معظمہ بعد حج بمحرم ۱۲۹۶ھ عرض کردہ شُد

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

رکنِ شامی سے مٹی وحشتِ شامِ غربت
اب مدینہ کو چلو صبحِ دل آرا دیکھو

آبِ زمزم تو پیا خوب بجھائیں پیاسیں
آؤ جودِ شہِ کوثر کا بھی دریا دیکھو

زیرِ میزاب ملے خوب کرم کے چھینٹے
ابرِ رحمت کا یہاں زور برسنا دیکھو

دھوم دیکھی ہے درِ کعبہ پہ بیتابوں کی
اُن کے مشتاقوں میں حسرت کا تڑپنا دیکھو

مثلِ پروانہ پھرا کرتے تھے جس شمع کے گرد
اپنی اُس شمع کو پروانہ یہاں کا دیکھو

خوب آنکھوں سے لگایا ہے غلافِ کعبہ
قصرِ محبوب کے پردے کا بھی جلوہ دیکھو

واں مطیعوں کا جگر خوف سے پانی پایا
یاں سیہ کاروں کا دامن پہ مچلنا دیکھو

اوّلیں خانۂ حق کی تو ضیائیں دیکھیں
آخریں بیتِ نبی کا بھی تجلّا دیکھو

زینتِ کعبہ میں تھا لاکھ عروسوں کا بناؤ
جلوہ فرما یہاں کونین کا دولھا دیکھو

ایمنِ طور کا تھا رکنِ یمانی میں فروغ
شعلۂ طور یہاں انجمن آرا دیکھو

مہرِ مادر کا مزہ دیتی ہے آغوشِ حطیم
جن پہ ماں باپ فدا یاں کرم ان کا دیکھو

عرضِ حاجت میں رہا کعبہ کفیلِ انجاح
آؤ اب دادرسیِ شہِ طیبہ دیکھو

دھو چکا ظلمتِ دل بوسۂ سنگِ اسود
خاک بوسیِ مدینہ کا بھی رتبہ دیکھو

کر چکی رفعتِ کعبہ پہ نظر پروازیں
ٹوپی اب تھام کے خاکِ درِ والا دیکھو

بے نیازی سے وہاں کانپتی پائی طاعت
جوشِ رحمت پہ یہاں ناز گنہ کا دیکھو

جمعۂ مکہ تھا عید، اہلِ عبادت کے لئے
مجرمو! آؤ یہاں عیدِ دوشنبہ دیکھو

ملتزم سے تو گلے لگ کے نکالے ارماں
ادب و شوق کا یاں باہم الجھنا دیکھو

خوب مسعیٰ میں بامیدِ صفا دوڑ لیے
رہِ جاناں کی صفا کا بھی تماشا دیکھو

رقصِ بسمل کی بہاریں تو منیٰ میں دیکھیں
دلِ خونابہ فشاں کا بھی تڑپنا دیکھو

غور سے سن تو رضاؔ کعبہ سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے مرے پیارے کا روضہ دیکھو

○

پل سے اتارو راہ گزر کو خبر نہ ہو
جبریل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو

کانٹا مرے جگر سے غمِ روزگار کا
یوں کھینچ لیجیے کہ جگر کو خبر نہ ہو

فریاد امتی جو کرے حالِ زار میں
ممکن نہیں کہ خیرِ بشر کو خبر نہ ہو

کہتی تھی یہ بُراق سے اُس کی سبک روی
یوں جائیے کہ گردِ سفر کو خبر نہ ہو

فرماتے ہیں یہ دونوں ہیں سردارِ دو جہاں
اے مرتضیٰ عتیق و عمر کو خبر نہ ہو

ایسا گما دے اُن کی وِلا میں خدا ہمیں
ڈھونڈھا کرے پر اپنی خبر کو خبر نہ ہو

آ دل حرم کو روکنے والوں سے چھپ کے آج
یوں اٹھ چلیں کہ پہلو و بر کو خبر نہ ہو

طیرِ حرم ہیں یہ کہیں رشتہ بپا نہ ہوں
یوں دیکھیے کہ تارِ نظر کو خبر نہ ہو

اے خارِ طیبہ دیکھ کہ دامن نہ بھیگ جائے
یوں دل میں آ کہ دیدۂ تر کو خبر نہ ہو

اے شوقِ دل یہ سجدہ گر اُن کو روا نہیں
اچھا وہ سجدہ کیجے کہ سر کو خبر نہ ہو

ان کے سوا رضاؔ کوئی حامی نہیں جہاں
گزرا کرے پسر پہ پدر کو خبر نہ ہو

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہِ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یا الٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیِ دیدارِ حسنِ مصطفٰے کا ساتھ ہو

یا الٰہی گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات
اُن کے پیارے منہ کی صبحِ جاں فزا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب پڑے محشر میں شورِ دار و گیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحبِ کوثر شہِ جود و عطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی سرد مہری پر ہو جب خورشیدِ حشر
سیّدِ بے سایہ کے ظلِّ لوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی گرمیِ محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی نامۂ اعمال جب کھُلنے لگیں
عیب پوشِ خلق ستّارِ خطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب بہیں آنکھیں حسابِ جرم میں
اُن تبسّم ریز ہونٹوں کی دُعا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب حسابِ خندۂ بیجا رُلائے
چشمِ گریانِ شفیعِ مُرتجٰے کا ساتھ ہو

یا الٰہی رنگ لائیں جب مری بے باکیاں
اُن کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب چلوں تاریک راہِ پل صراط
آفتابِ ہاشمی نور الہدیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے
رَبِّ سَلِّم کہنے والے غمزدا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جو دُعائے نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب سے آمیں رَبَّنا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب رضاؔ خوابِ گراں سے سر اٹھائے
دولتِ بیدارِ عشقِ مصطفٰے کا ساتھ ہو

○

کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمھاری واہ واہ
قرض لیتی ہے گنہ پرہیزگاری واہ واہ

خامۂ قدرت کا حسنِ دستکاری واہ واہ
کیا ہی تصویر اپنے پیارے کی سنواری واہ واہ

اشک شب بھر انتظارِ عفوِ امّت میں بہیں
میں فدا چاند اور یوں اختر شماری واہ واہ

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجابِ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

نور کی خیرات لینے دوڑتے ہیں مہر و ماہ
اٹھتی ہے کس شان سے گردِ سواری واہ واہ

نیم جلوے کی نہ تاب آئے قمر ساں تو سہی
مہر اور ان تلووں کی آئینہ داری واہ واہ

نفس یہ کیا ظلم ہے جب دیکھو تازہ جرم ہے
ناتواں کے سر پر اتنا بوجھ بھاری واہ واہ

مجرموں کو ڈھونڈھتی پھرتی ہے رحمت کی نگاہ
طالعِ برگشتہ تیری سازگاری واہ واہ

عرض بیگی ہے شفاعت عفو کی سرکار میں
چھنٹ رہی ہے مجرموں کی فردِ ساری واہ واہ

کیا مدینہ سے صبا آئی کہ پھولوں میں ہے آج
کچھ نئی بو بھینی بھینی پیاری پیاری واہ واہ

خود رہے پردے میں اور آئینہ عکسِ خاص کا
بھیج کر انجانوں سے کی راہ داری واہ واہ

اِس طرف روضہ کا نور اُس سمت منبر کی بہار
بیچ میں جنّت کی پیاری پیاری کیاری واہ واہ

صدقے اس انعام کے قربان اس اکرام کے
ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ واہ

پارۂ دل بھی نہ نکلا دل سے تحفے میں رضاؔ
اُن سگانِ کو سے اتنی جان پیاری واہ واہ

○

رونقِ بزمِ جہاں ہیں عاشقانِ سوختہ
کہہ رہی ہے شمع کی گویا زبانِ سوختہ

جس کو قرصِ مہر سمجھا ہے جہاں اے منعمو!
اُن کے خوانِ جود سے ہے ایک نانِ سوختہ

ماہِ من یہ نیّرِ محشر کی گرمی تابکے
آتشِ عصیاں میں خود جلتی ہے جانِ سوختہ

برقِ انگشتِ نبی چمکی تھی اس پر ایک بار
آج تک ہے سینۂ مہ میں نشانِ سوختہ

مہرِ عالم تاب جھکتا ہے پئے تسلیم روز
پیشِ ذرّاتِ مزارِ بیدلانِ سوختہ

کوچۂ گیسوئے جاناں سے چلے ٹھنڈی نسیم
بال و پر افشاں ہوں یارب بلبلانِ سوختہ

بہرِ حق اے بحرِ رحمت اک نگاہِ لطف بار
تابکے بے آب تڑپیں ماہیانِ سوختہ

روکشِ خورشیدِ محشر ہو تمہارے فیض سے
اک شرارِ سینۂ شیدائیانِ سوختہ

آتشِ تر دامنی نے دل کیے کیا کیا کباب
خضر کی جاں ہو جِلا دو ماہیانِ سوختہ

آتشِ گلہائے طیبہ پر جلانے کے لئے
جان کے طالب ہیں پیارے بلبلانِ سوختہ

لطفِ برقِ جلوۂ معراج لایا وجد میں
شعلۂ جوّالہ ساں ہے آسمانِ سوختہ

اے رضا مضمون سوزِ دل کی رفعت نے کیا
اس زمینِ سوختہ کو آسمانِ سوختہ

○

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)
سب سے بالا و والا ہمارا نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)
اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)
دونوں عالم کا دولھا ہمارا نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)
بزمِ آخر کا شمع فروزاں ہوا
نورِ اوّل کا جلوہ ہمارا نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)
جس کو شایاں ہے عرشِ خدا پر جلوس
ہے وہ سلطانِ والا ہمارا نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)
بجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں
شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)
جس کے تلووں کا دھوون ہے آبِ حیات
ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)
عرش و کرسی کی تھیں آئینہ بندیاں
سوئے حق جب سدھارا ہمارا نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

خلق سے اولیا اولیا سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)

حسن کھاتا ہے جس کے نمک کی قسم
وہ ملیحِ دِل آرا ہمارا نبی (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)

ذکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو
نمکین حسن والا ہمارا نبی (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)

جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل
ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)

جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی
اِن کا اُن کا تمہارا ہمارا نبی (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)

قرنوں بدلی رسولوں کی ہوتی رہی
چاند بدلی کا نکلا ہمارا نبی (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)

کون دیتا ہے دینے کو منھ چاہیے
دینے والا ہے سچّا ہمارا نبی (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)

کیا خبر کتنے تارے کھِلے چھپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)

ملکِ کونین میں انبیا تاجدار
تاجداروں کا آقا ہمارا نبی (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)

لامکاں تک اجالا ہے جس کا وہ ہے

ہر مکاں کا اُجالا ہمارا نبی (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم)

سارے اچھوں میں اچھا سمجھیے جسے

ہے اُس اچھے سے اچھا ہمارا نبی (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم)

سارے اونچوں میں اونچا سمجھیے جسے

ہے اس اونچے سے اونچا ہمارا نبی (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم)

انبیا سے کروں عرض کیوں مالکو!

کیا نبی ہے تمہارا ہمارا نبی (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم)

جس نے ٹکڑے کیے ہیں قمر کے وہ ہے

نورِ وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم)

سب چمک والے اجلوں میں چمکا کیے

اندھے شیشوں میں چمکا ہمارا نبی (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم)

جس نے مردہ دلوں کو دی عمر ابد

ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم)

غمزدوں کو رضاؔ مژدہ دیجے کہ ہے

بیکسوں کا سہارا ہمارا نبی (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم)

○

دل کو اُن سے خدا جدا نہ کرے
بے کسی لوٹ لے خدا نہ کرے

اس میں رَوضہ کا سجدہ ہو کہ طواف — ہوش میں جو نہ ہو وہ کیا نہ کرے
یہ وہی ہیں کہ بخش دیتے ہیں — کون ان جرموں پر سزا نہ کرے
سب طبیبوں نے دے دیا ہے جواب — آہ عیسیٰ اگر دوا نہ کرے
دل کہاں لے چلا حرم سے مجھے — ارے تیرا برا خدا نہ کرے
عذر امید عفو گر نہ سنیں — روسیاہ اور کیا بہانہ کرے
دل میں روشن ہے شمعِ عشقِ حضور — کاش جوشِ ہوس ہوا نہ کرے
حشر میں ہم بھی سیر دیکھیں گے — منکر آج ان سے التجا نہ کرے
ضعف مانا مگر یہ ظالم دل — ان کے رستے میں تو تھکا نہ کرے
جب تری خو ہے سب کا جی رکھنا — وہی اچھا جو دل برا نہ کرے
دل سے اِک ذوقِ مے کا طالب ہوں — کون کہتا ہے اتقا نہ کرے

لے رضاؔ سب چلے مدینے کو
میں نہ جاؤں ارے خدا نہ کرے

○

مومن وہ ہے جو اُن کی عزّت پہ مرے دل سے
تعظیم بھی کرتا ہے نجدی تو مرے دل سے

واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے
اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے

بچھڑی ہے گلی کیسی بگڑی ہے بنی کیسی
پوچھو کوئی یہ صدمہ ارمان بھرے دل سے

کیا اس کو گرائے دہر جس پر تو نظر رکھے
خاک اُس کو اٹھائے حشر جو تیرے گرے دل سے

بہکا ہے کہاں مجنوں لے ڈالی بنوں کی خاک
دم بھر نہ کیا خیمہ لیلیٰ نے پرے دل سے

سونے کو تپائیں جب کچھ میل ہو یا کچھ میل
کیا کام جہنم کے دھرے کو کھرے دل سے

آتا ہے درِ والا یوں ذوقِ طواف آنا
دل جان سے صدقے ہو سر گرد پھرے دل سے

اے ابرِ کرم فریاد فریاد جلا ڈالا
اس سوزشِ غم کو ہے ضد میرے ہرے دل سے

دریا ہے چڑھا تیرا کتنی ہی اڑائیں خاک
اتریں گے کہاں مجرم اے عفو ترے دل سے

کیا جانیں یم غم میں دل ڈوب گیا کیسا
کس تہ کو گئے ارماں اب تک نہ ترے دل سے

کرتا تو ہے یاد اُن کی غفلت کو ذرا روکے
لِلّٰہ رضا دل سے ہاں دل سے ارے دل سے

○

اللہ اللہ کے نبی سے | فریاد ہے نفس کی بدی سے
دن بھر کھیلوں میں خاک اڑائی | لاج آئی نہ ذرّوں کی ہنسی سے
شب بھر سونے ہی سے غرض تھی | تاروں نے ہزار دانت پیسے
ایمان پہ موت بہتر او نفس | تیری ناپاک زندگی سے
او شہد نمائے زہر در جام | گم جاؤں کدھر تری بدی سے
گہرے پیارے پرانے دل سوز | گزرا میں تیری دوستی سے
تجھ سے جو اٹھائے میں نے صدمے | ایسے نہ ملے کبھی کسی سے
اُف رے خود کام بے مروّت | پڑتا ہے کام آدمی سے
تو نے ہی کیا خدا سے نادم | تو نے ہی کیا خجل نبی سے
کیسے آقا کا حکم ٹالا | ہم مر مٹے تیری خودسری سے

آتی نہ تھی جب بدی بھی تجھ کو ہم جانتے ہیں تجھے جبھی سے

حد کے ظالم ستم کے کٹّر پتھر شرمائیں تیرے جی سے

ہم خاک میں مل چکے ہیں کب کے نکلا نہ غبار تیرے جی سے

ہے ظالم میں نبا ہوں تجھ سے اللہ بچائے اس گھڑی سے

جو تم کو نہ جانتا ہو حضرت چالیں چلیے اس اجنبی سے

اللہ کے سامنے وہ گن تھے یاروں میں کیسے متقی سے

رہزن نے لوٹ لی کمائی فریاد ہے خضر ہاشمی سے

اللہ کنوئیں میں خود گرا ہوں اپنی نالش کروں تجھی سے

ہیں پشت پناہ غوثِ اعظم
کیوں ڈرتے ہو تم رضاؔ کسی سے

شجرۂ علیہ حضراتِ عالیہ قادریہ برکاتیہ
رضوانُ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین إلیٰ یوم الدّین

یا الٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے
یارسول اللہ کرم کیجے خدا کے واسطے
مشکلیں حل کر شہِ مشکل کشا کے واسطے
کربلائیں رد شہیدِ کربلا کے واسطے

سیّدِ سجّاد[۵] کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے
علمِ حق دے باقرِ[۶] علمِ ہُدیٰ کے واسطے

صدقِ صادق[۷] کا تصدّق صادق الاسلام کر
بے غضب راضی ہو کاظم[۸] اور رضا[۹] کے واسطے

بہرِ معروف[۱۰] و سری[۱۱] معروف دے بے خود سری
جندِ حق میں گِن جنیدِ[۱۲] باصفا کے واسطے

بہرِ شبلی[۱۳] شیرِ حق دُنیا کے کتّوں سے بچا
ایک کا رکھ عبدِ[۱۲] واحد بے ریا کے واسطے

بوالفرح[۱۳] کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن و سعد
بوالحسن[۱۴] اور بوسعیدِ[۱۵] سعد زا کے واسطے

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا
قدر عبدالقادر[۱۶] قدرت نما کے واسطے

اَحْسَنَ اللّٰہُ لَھُمْ رِزْقًا سے دے رزقِ حسن
بندۂ رزّاق[۱۷] تاج الاصفیا کے واسطے

نصرِ[۱۸] ابی صالح کا صدقہ صالح و منصور رکھ
دے حیاتِ دیں محیّ[۱۹] جاں فزا کے واسطے

طورِ[۲۰] عرفان و علو و حمد و حسنیٰ و بہا
دے علی[۲۱] موسیٰ[۲۲] حسن[۲۳] احمد[۲۴] بہا کے واسطے

بہرِ ابراہیم[25] مجھ پر نارِ غم گلزار کر
بھیک دے داتا بھکاری[26] بادشا کے واسطے

خانۂ دل کو ضیا دے روئے ایماں کو جمال
شہ ضیا[27] مولیٰ جمال[28] الاولیا کے واسطے

دے محمّد[29] کے لئے روزی کر احمد[30] کے لئے
خوانِ فضل[31] اللہ سے حصّہ گدا کے واسطے

دین و دنیا کے مجھے برکات[32] دے برکات سے
عشقِ حق دے عشقیِ[1] عشقِ انتما کے واسطے

حُبِّ اہلِ بیت دے آلِ[33] محمّد کے لئے
کر شہیدِ عشق حمزہ[34] پیشوا کے واسطے

دل کو اچھّا تن کو ستھرا جان کو پُر نور کر
اچھّے پیارے شمس[35] دیں بدرالعلیٰ کے واسطے

دو جہاں میں خادمِ آلِ رسول اللہ کر
حضرتِ آلِ[2] رسول[36] مقتدا کے واسطے

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) [1] یعنی مرتبہ معرفت اور بلندی کا اور خوبی اور بہتری اور نور عطا کر ان مشائخ خمسہ کے واسطے اس میں علو بمناسبت نام پاک حضرت سیدنا علی ہے اور طور عرفاں بمناسبت نام پاک حضرت سیّد موسیٰ اور حسنیٰ بمناسبت نام پاک حضرت سیّدی حسن اور حمد بمناسبت نام سیّدی احمد اور بہا بمناسبت نام پاک حضرت سیّدی بہاءُ الملّۃ والدّین قدست اسرارہم۔
[1] عشقی حضرت سیّدنا شاہ برکت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تخلص ہے اور انتما بمعنی انتساب یعنی نسبت عشق رکھنے والے ۱۲
[2] عرس شریف ۱۶، ۱۷، ۱۸ ذی الحجۃ الحرام، بریلی شریف محلہ سوداگران میں ہوا کرتا ہے۔

صدقہ ان اعیاں کا دے چھ عین عز علم و عمل
عفو و عرفاں عافیت احمد رضا کے واسطے

○

عرش حق ہے مسندِ رفعت رسول اللہ کی
دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی

قبر میں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے
جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ کی

کافروں پر تیغ والا سے گری برقِ غضب
اَبر آسا چھا گئی ہیبت رسول اللہ کی

لَاوَرَبِّ الْعَرْش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

وہ جہنم میں گیا جو اُن سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

تجھ سے اور جنّت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنّت رسول اللہ کی

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مرد کہ ہوں امت رسول اللہ کی

نجدی اُس نے تجھ کو مہلت دی کہ اِس عالم میں ہے
کافر و مرتد پہ بھی رحمت رسول اللہ کی

ہم بھکاری وہ کریم اُن کا خدا اُن سے فزوں
اور نا کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی

اہلِ سنّت کا ہے بیڑا پار اصحابِ حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا
جان کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ کی

ٹوٹ جائیں گے گنہگاروں کے فوراً قید و بند
حشر کو کھل جائے گی طاقت رسول اللہ کی

یارب اِک ساعت میں دھل جائیں سیہ کاروں کے جرم
جوش میں آجائے اب رحمت رسول اللہ کی

ہے گُلِ باغِ قدس رخسارِ زیبائے حضور!
سروِ گلزارِ قدم قامت رسول اللہ کی

اے رضاؔ خود صاحبِ قرآں ہے مدّاحِ حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

○

قافلے نے سوئے طیبہ کمر آرائی کی
مشکل آسان الٰہی مری تنہائی کی

لاج رکھ لی طمعِ عفو کے سودائی کی
اے میں قرباں مرے آقا بڑی آقائی کی

فرش تا عرش سب آئینہ ضمائر حاضر
بس قسم کھائیے اُمّی تری دانائی کی

شش جہت سمت مقابل شب و روز ایک ہی حال
دھوم وَالنَّجم میں ہے آپ کی بینائی کی

پانسو سال کی راہ ایسی ہے جیسے دو گام
آس ہم کو بھی لگی ہے تری شنوائی کی

چاند اشارے کا ہلا حکم کا باندھا سورج
واہ کیا بات شہا تیری توانائی کی

تنگ ٹھہری ہے رضاؔ جس کے لئے وسعتِ عرش
بس جگہ دل میں ہے اس جلوۂ ہرجائی کی

○

پیشِ حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے
آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے

دل نکل جانے کی جا ہے آہ کن آنکھوں سے وہ
ہم سے پیاسوں کے لئے دریا بہاتے جائیں گے

کشتگانِ گرمیِ محشر کو وہ جانِ مسیح
آج دامن کی ہوا دے کر جلاتے جائیں گے

گل کھِلے گا آج یہ اُن کی نسیمِ فیض سے
خون روتے آئیں گے ہم مسکراتے جائیں گے

ہاں چلو حسرت زدو سنتے ہیں وہ دن آج ہے
تھی خبر جس کی کہ وہ جلوہ دکھاتے جائیں گے

آج عیدِ عاشقاں ہے گر خدا چاہے کہ وہ
ابروئے پیوستہ کا عالم دکھاتے جائیں گے

کچھ خبر بھی ہے فقیرو آج وہ دن ہے کہ وہ
نعمتِ خلد اپنے صدقے میں لٹاتے جائیں گے

خاک افتادو بس اُن کے آنے ہی کی دیر ہے
خود وہ گر کر سجدہ میں تم کو اٹھاتے جائیں گے

وسعتیں دی ہیں خدا نے دامنِ محبوب کو
جرم کھلتے جائیں گے اور وہ چھپاتے جائیں گے

لو وہ آئے مسکراتے ہم اسیروں کی طرف
خرمنِ عصیاں پر اب بجلی گراتے جائیں گے

آنکھ کھولو غمزدو دیکھو وہ گریاں آئے ہیں
لوحِ دل سے نقشِ غم کو اب مٹاتے جائیں گے

سوختہ جانوں پہ وہ پُر جوشِ رحمت آئے ہیں
آبِ کوثر سے لگی دل کی بجھاتے جائیں گے

آفتاب ان کا ہی چمکے گا جب اوروں کے چراغ
صرصرِ جوشِ بلا سے جھلملاتے جائیں گے

پائے کو یاں پل سے گزریں گے تری آواز پر
رَبِّ سَلِّم کی صدا پر وجد لاتے جائیں گے

سرورِ دیں لیجے اپنے ناتوانوں کی خبر
نفس و شیطاں سیّدا کب تک دباتے جائیں گے

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائشِ مولیٰ کی دھوم
مثلِ فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضاؔ
دم میں جب تک دم ہے ذکر اُن کا سناتے جائیں گے

○

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے
برستا نہیں دیکھ کر ابرِ رحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے
مدینہ کے خطے خدا تجھ کو رکھے
غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
مرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

میں مجرم ہوں آقا مجھے ساتھ لے لو
کہ رستے میں ہیں جا بجا تھانے والے

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

چل اٹھ جبہہ فرسا ہو ساقی کے در پر
درِ جود اے میرے مستانے والے

تِرا کھائیں تیرے غلاموں سے الجھیں
ہیں منکر عجب کھانے غرّانے والے

رہے گا یوں ہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

اب آئی شفاعت کی ساعت اب آئی
ذرا چین لے میرے گھبرانے والے

رضاؔ نفس دشمن ہے دَم میں نہ آنا
کہاں تم نے دیکھے ہیں چندرانے والے

آنکھیں رو رو کے سُجانے والے — جانے والے نہیں آنے والے

کوئی دن میں یہ سرا اوجڑ ہے — ارے او چھاؤنی چھانے والے

ذبح ہوتے ہیں وطن سے بچھڑے — دیس کیوں گاتے ہیں گانے والے

ارے بدفال بری ہوتی ہے — دیس کا جنگلا سنانے والے

سن لیں اعدا میں بگڑنے کا نہیں — وہ سلامت ہیں بنانے والے

آنکھیں کچھ کہتی ہیں تجھ سے پیغام — او درِ یار کے جانے والے

پھر نہ کروٹ لی مدینہ کی طرف — ارے چل جھوٹے بہانے والے

نفس میں خاک ہوا تو نہ مٹا — ہے مری جان کے کھانے والے

جیتے کیا دیکھ کے ہیں اے حورو! — طیبہ سے خُلد میں آنے والے

نیم جلوے میں دو عالم گلزار — واہ وا رنگ جمانے والے

حسن تیرا سا نہ دیکھا نہ سُنا — کہتے ہیں اگلے زمانے والے

وہی دھوم ان کی ہے ماشاءاللہ — مِٹ گئے آپ مٹانے والے

لبِ سیراب کا صدقہ پانی — اے لگی دل کی بجھانے والے

ساتھ لے لو مجھے میں مجرم ہوں — راہ میں پڑتے ہیں تھانے والے

ہو گیا دھک سے کلیجا میرا — ہائے رخصت کی سنانے والے

خلق تو کیا کہ ہیں خالق کو عزیز — کچھ عجب بھاتے ہیں بھانے والے

کشتۂ دشتِ حرم جنّت کی کھڑکیاں اپنے سرہانے والے

یکوں رضا آج گلی سونی ہے
اٹھ مِرے دھوم مچانے والے

○

کیا مہکتے ہیں مہکنے والے بو پہ چلتے ہیں بھٹکنے والے
جگمگا اٹھی مِری گور کی خاک تیرے قربان چمکنے والے
مہِ بے داغ کے صدقے جاؤں یوں دمکتے ہیں دمکنے والے
عرش تک پھیلی ہے تابِ عارض کیا جھلکتے ہیں جھلکنے والے
گل طیبہ کی ثنا گاتے ہیں نخلِ طوبےٰ پہ چہکنے والے
عاصیو! تھام لو دامن اُن کا وہ نہیں ہاتھ جھٹکنے والے
ابرِ رحمت کے سلامی رہنا پھلتے ہیں پودے لچکنے والے
ارے یہ جلوہ گہِ جاناں ہے کچھ ادب بھی ہے پھڑکنے والے
سنیو! ان سے مدد مانگے جاؤ پڑے بکتے رہیں بکنے والے
شمع یادِ رُخِ جاناں نہ بجھے خاک ہو جائیں بھڑکنے والے
موت کہتی ہے کہ جلوہ ہے قریب اِک ذرا سو لیں بلکنے والے
کوئی اُن تیز رووں سے کہہ دو کس کے ہو کر رہیں تھکنے والے
دل سلگتا ہی بھلا ہے اے ضبط بُجھ بھی جاتے ہیں دہکنے والے

ہم بھی کمھلانے سے غافل تھے کبھی کیا ہنسا غنچے چٹکنے والے
نخل سے چھٹ کے یہ کیا حال ہوا آہ او پتّے کھڑکنے والے
جب گرے منھ سوئے میخانہ تھا ہوش میں ہیں یہ بہکنے والے
دیکھ او زخمِ دِل آپے کو سنبھال پھوٹ بہتے ہیں تپکنے والے
مے کہاں اور کہاں میں زاہد یوں بھی تو چھکتے ہیں چھکنے والے

کفِ دریائے کرم میں ہیں رضاؔ
پانچ فوارے چھلکنے والے

○

راہ پُرخار ہے کیا ہونا ہے پاؤں افگار ہے کیا ہونا ہے
خشک ہے خون کہ دشمن ظالم سخت خونخوار ہے کیا ہونا ہے
ہم کو بد کر وہی کرنا جس سے دوست بیزار ہے کیا ہونا ہے
تن کی اب کون خبر لے ہے ہے دِل کا آزار ہے کیا ہونا ہے
میٹھے شربت دے مسیحا جب بھی ضد ہے اِنکار ہے کیا ہونا ہے
دل کہ تیمار ہمارا کرتا آپ بیمار ہے کیا ہونا ہے
پَر کٹے تنگ قفس اور بلبل نو گرفتار ہے کیا ہونا ہے
چھپ کے لوگوں سے کیے جس کے گناہ وہ خبردار ہے کیا ہونا ہے
ارے او مجرم بے پروا دیکھ سر پہ تلوار ہے کیا ہونا ہے

تیرے بیمار کو میرے عیسیٰ غش لگاتار ہے کیا ہونا ہے

نفس پر زور کا وہ زور اور دل زیر ہے زار ہے کیا ہونا ہے

کام زنداں کے کیے اور ہمیں شوقِ گلزار ہے کیا ہونا ہے

ہائے رے نیند مسافر تیری کوچ تیّار ہے کیا ہونا ہے

دُور جانا ہے رہا دن تھوڑا راہ دشوار ہے کیا ہونا ہے

گھر بھی جانا ہے مُسافر کہ نہیں مت پہ کیا مار ہے کیا ہونا ہے

جان ہلکان ہوئی جاتی ہے بار سا بار ہے کیا ہونا ہے

پار جانا ہے نہیں ملتی ناؤ زور پر دھار ہے کیا ہونا ہے

راہ تو تیغ پر اور تلووں کو گلۂ خار ہے کیا ہونا ہے

روشنی کی ہمیں عادت اور گھر تیرۂ و تار ہے کیا ہونا ہے

بیچ میں آگ کا دریا حائل قصد اس پار ہے کیا ہونا ہے

اس کڑی دھوپ کو کیوں کر جھیلیں شعلہ زن نار ہے کیا ہونا ہے

ہائے بگڑی تو کہاں آ کر ناؤ عین منجدھار ہے کیا ہونا ہے

کل تو دیدار کا دن اور یہاں آنکھ بے کار ہے کیا ہونا ہے

منھ دکھانے کا نہیں اور سحر عام دربار ہے کیا ہونا ہے

ان کو رحم آئے تو آئے ورنہ وہ کڑی مار ہے کیا ہونا ہے

لے وہ حاکم کے سپاہی آئے صبح اظہار ہے کیا ہونا ہے

واں نہیں بات بنانے کی مجال چارہ اقرار ہے کیا ہونا ہے

ساتھ والوں نے یہیں چھوڑ دیا بے کسی یار ہے کیا ہونا ہے

آخری دید ہے آؤ مل لیں رنج بے کار ہے کیا ہونا ہے

دل ہمیں تم سے لگانا ہی نہ تھا اب سفر بار ہے کیا ہونا ہے

جانے والوں پہ یہ رونا کیسا بندہ ناچار ہے کیا ہونا ہے

نزع میں دھیان نہ بٹ جائے کہیں یہ عبث پیار ہے کیا ہونا ہے

اس کا غم ہے کہ ہر اِک کی صورت گلے کا ہار ہے کیا ہونا ہے

باتیں کچھ اور بھی تم سے کرتے پر کہاں وار ہے کیا ہونا ہے

کیوں رضا کڑھتے ہو ہنستے اٹھو
جب وہ غفّار ہے کیا ہونا ہے

○

کِس کے جلوہ کی جھلک ہے یہ اجالا کیا ہے
ہر طرف دیدۂ حیرت زدہ تکتا کیا ہے

مانگ من مانتی منھ مانگی مُرادیں لے گا
نہ یہاں "نا" ہے نہ منگتا سے یہ کہنا "کیا ہے"

پند کڑوی لگے ناصح سے ترش ہو اے نفس
زہرِ عصیاں میں ستمگر تجھے میٹھا کیا ہے

ہم ہیں اُن کے وہ ہیں تیرے تو ہوئے ہم تیرے
اس سے بڑھ کر تری سمت اور وسیلہ کیا ہے

ان کی امت میں بنایا انھیں رحمت بھیجا
یوں نہ فرما کہ ترا رحم ہے دعویٰ کیا ہے

صدقہ پیارے کی حیا کا کہ نہ لے مجھ سے حساب
بخش بے پوچھے لجائے کو لجانا کیا ہے

زاہد اُن کا میں گنہ گار وہ میرے شافع
اتنی نسبت مجھے کیا کم ہے تو سمجھا کیا ہے

ق بے بسی ہو جو مجھے پرسشِ اعمال کے وقت
دوستو! کیا کہوں اُس وقت تمنّا کیا ہے

کاش فریاد مری سُن کے یہ فرمائیں حضور
ہاں کوئی دیکھو یہ کیا شور ہے غوغا کیا ہے

کون آفت زدہ ہے کس پہ بلا ٹوٹی ہے
کس مصیبت میں گرفتار ہے صدمہ کیا ہے

کس سے کہتا ہے کہ للہ خبر لیجے مری
کیوں ہے بیتاب یہ بے چینی کا رونا کیا ہے

اس کی بے چینی سے ہے خاطرِ اقدس پہ ملال
بے کسی کیسی ہے پوچھو کوئی گزرا کیا ہے

یوں ملائک کریں معروض کہ اِک مجرم ہے
اس سے پرسش ہے بتا تو نے کیا کیا کیا ہے

سامنا قہر کا ہے دفترِ اعمال ہیں پیش
ڈر رہا ہے کہ خدا حکم سناتا کیا ہے

آپ سے کرتا ہے فریاد کہ یا شاہِ رسل
بندۂ بےکس ہے شہا رحم میں وقفہ کیا ہے

اب کوئی دم میں گرفتارِ بلا ہوتا ہوں
آپ آجائیں تو کیا خوف ہے کھٹکا کیا ہے

سن کے یہ عرض مری بحرِ کرم جوش میں آئے
یوں ملائک کو ہو ارشاد ٹھہرنا کیا ہے

کس کو تم موردِ آفات کیا چاہتے ہو!
ہم بھی تو آکے ذرا دیکھیں تماشا کیا ہے

ان کی آواز پہ کر اٹھوں میں بے ساختہ شور
اور تڑپ کر یہ کہوں اب مجھے پروا کیا ہے

لو وہ آیا مرا حامی مرا غم خوار امم!
آگئی جاں تنِ بے جاں میں یہ آنا کیا ہے

پھر مجھے دامنِ اقدس میں چھپا لیں سرور
اور فرمائیں ہٹو اس پہ تقاضا کیا ہے

بندہ آزاد شدہ ہے یہ ہمارے دَر کا
کیسا لیتے ہو حساب اس پہ تمہارا کیا ہے

چھوڑ کر مجھ کو فرشتے کہیں محکوم ہیں ہم
حکمِ والا کی نہ تعمیل ہو زہرہ کیا ہے

یہ سماں دیکھ کے محشر میں اٹھے شور کہ واہ
چشمِ بد دُور ہو کیا شان ہے رتبہ کیا ہے

صدقے اس رحم کے اس سایۂ دامن پہ نثار
اپنے بندے کو مصیبت سے بچایا کیا ہے

اے رضاؔ جانِ عنادِل ترے نغموں کے نثار
بلبلِ باغِ مدینہ ترا کہنا کیا ہے

○

سَرور کہوں کہ مالک و مَولیٰ کہوں تجھے
باغِ خلیل کا گلِ زیبا کہوں تجھے

حِرماں نصیب ہوں تجھے امّید گہ کہوں
جانِ مراد و کانِ تمنّا کہوں تجھے

گلزارِ قُدس کا گلِ رنگیں ادا کہوں
درمانِ دردِ بلبلِ شَیدا کہوں تجھے

صبحِ وطن پہ شامِ غریباں کو دُوں شرف
بیکس نواز گیسوؤں والا کہوں تجھے

اللہ رے تیرے جسمِ منوّر کی تابشیں
اے جانِ جاں میں جانِ تجلاّ کہوں تجھے

بے داغ لالہ یا قمرِ بے کلف کہوں
بے خار گلبنِ چمن آرا کہوں تجھے

مجرم ہوں اپنے عفو کا ساماں کروں شہا
یعنی شفیعِ روزِ جزا کا کہوں تجھے

اِس مُردہ دل کو مژدہ حیاتِ ابد کا دوں
تاب و توانِ جانِ مسیحا کہوں تجھے

تیرے تو وصف عیبِ تناہی سے ہیں بری ۔ حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

کہہ لے گی سب کچھ اُن کے ثناخواں کی خامشی ۔ چپ ہو رہا ہے کہہ کے میں کیا کیا کہوں تجھے

لیکن رضاؔ نے ختمِ سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

○

مژدہ باد اے عاصیو! شافع شہِ ابرار ہے
تہنیت اے مجرمو! ذاتِ خدا غفّار ہے

عرش سا فرش زمیں ہے فرش پا عرش بریں
کیا نرالی طرز کی نامِ خدا رفتار ہے

چاند شق ہو پیڑ بولیں جانور سجدے کریں
بارک اللہ مرجعِ عالم یہی سرکار ہے

جن کو سوئے آسماں پھیلا کے جل تھل بھر دیے
صدقہ اُن ہاتھوں کا پیارے ہم کو بھی درکار ہے

لب زلالِ چشمۂ کُن میں گندھے وقتِ خمیر
مُردے زندہ کرنا اے جاں تم کو کیا دشوار ہے

گورے گورے پاؤں چمکا دو خدا کے واسطے
نور کا تڑکا ہو پیارے گور کی شب تار ہے

تیرے ہی دامن پہ ہر عاصی کی پڑتی ہے نظر
ایک جانِ بے خطا پر دو جہاں کا بار ہے

جوششِ طوفاں بحرِ بے پایاں ہوا ناسازگار
نوح کے مولیٰ کرم کر لے تو بیڑا پار ہے

رحمۃ للعالمیں تیری دہائی دب گیا
اب تو مولیٰ بے طرح سر پر گنہ کا بار ہے

حیرتیں ہیں آئینہ دارِ وفورِ وصفِ گُل
اُن کے بلبل کی خموشی بھی لبِ اظہار ہے

گونج گونج اٹھے ہیں نغماتِ رضاؔ سے بوستاں
کیوں نہ ہو کس پھول کی مدحت میں وا منقار ہے

○

عرش کی عقل دنگ ہے چرخ میں آسمان ہے
جانِ مُراد اب کدھر ہائے ترا مکان ہے

بزمِ ثنائے زلف میں میری عروسِ فکر کو
ساری بہارِ ہشت خلد چھوٹا سا عطر دان ہے

عرش پہ جا کے مرغِ عقل تھک کے گرا غش آ گیا
اور ابھی منزلوں پرے پہلا ہی آستان ہے

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش میں طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگائیے تیری ہی داستان ہے

اک ترے رُخ کی روشنی چین ہے دو جہان کی
اِنس کا اُنس اُسی سے ہے جان کی وہ ہی جان ہے

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

گود میں عالمِ شباب حالِ شباب کچھ نہ پوچھ!
گلبنِ باغِ نور کی اور ہی کچھ اٹھان ہے

تجھ سا سیاہ کار کون اُن سا شفیع ہے کہاں
پھر وہ تجھی کو بھول جائیں دل یہ ترا گمان ہے

پیشِ نظر وہ نوبہار سجدے کو دل ہے بے قرار
روکیے سر کو روکیے ہاں یہی امتحان ہے

شانِ خدا نہ ساتھ دے اُن کے خرام کا وہ باز
سدرہ سے تا زمیں جسے نرم سی اِک اُڑان ہے

بارِ جلال اٹھا لیا گرچہ کلیجا شق ہُوا
یوں تو یہ ماہِ سبزہ رنگ نظروں میں دھان پان ہے

خوف نہ رکھ رضاؔ ذرا تو، تو ہے عبدِ مصطفٰے
تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے

○

اٹھا دو پردہ دکھا دو چہرہ کہ نورِ باری حجاب میں ہے
زمانہ تاریک ہو رہا ہے کہ مہر کب سے نقاب میں ہے

نہیں وہ میٹھی نگاہ والا خدا کی رحمت ہے جلوہ فرما
غضب سے اُن کے خدا بچائے جلالِ باری عتاب میں ہے

جلی جلی بُو سے اُس کی پیدا ہے سوزشِ عشقِ چشم والا
کبابِ آہو میں بھی نہ پایا مزہ جو دل کے کباب میں ہے

انھیں کی بُو مایۂ سمن ہے انھیں کا جلوہ چمن چمن ہے
انھیں سے گلشن مہک رہے ہیں انھیں کی رنگت گلاب میں ہے

تری جِلو میں ہے ماہِ طیبہ ہلال ہر مرگ و زندگی کا !
حیات جاں کا رکاب میں ہے ممات اعدا کا ڈاب میں ہے

سیہ لباسانِ دارِ دنیا و سبز پوشانِ عرشِ اعلیٰ
ہر اِک ہے ان کے کرم کا پیاسا یہ فیض اُن کی جناب میں ہے

وہ گُل ہیں لب ہائے نازک ان کے ہزاروں جھڑتے ہیں پھول جن سے
گلاب گلشن میں دیکھے بلبل یہ دیکھ گلشن گلاب میں ہے

جلی ہے سوزِ جگر سے جاں تک ہے طالبِ جلوۂ مُبارک
دکھا دو وہ لب کہ آبِ حیواں کا لطف جن کے خطاب میں ہے

کھڑے ہیں منکر نکیر سر پر نہ کوئی حامی نہ کوئی یاور!
بتا دو آکر مرے پیمبر کہ سخت مشکل جواب میں ہے

خدائے قہار ہے غضب پر کھلے ہیں بدکاریوں کے دفتر
بچالو آکر شفیعِ محشر تمہارا بندہ عذاب میں ہے

کریم ایسا ملا کہ جس کے کھلے ہیں ہاتھ اور بھرے خزانے
بتاؤ اے مفلسو! کہ پھر کیوں تمہارا دل اضطراب میں ہے

گنہ کی تاریکیاں یہ چھائیں امنڈ کے کالی گھٹائیں آئیں
خدا کے خورشید مہر فرما کہ ذرّہ بس اضطراب میں ہے

کریم اپنے کرم کا صدقہ لئیم بے قدر کو نہ شرما
تو اور رضا سے حساب لینا رضا بھی کوئی حساب میں ہے

○

اندھیری رات ہے غم کی گھٹا عصیاں کی کالی ہے
دلِ بے کس کا اِس آفت میں آقا تو ہی والی ہے

نہ ہو مایوس آتی ہے صدا گورِ غریباں سے
نبی امّت کا حامی ہے خدا بندوں کا والی ہے

اترتے چاند ڈھلتی چاندنی جو ہو سکے کر لے
اندھیرا پاکھ آتا ہے یہ دو دن کی اجالی ہے

ارے یہ بھیڑیوں کا بن ہے اور شام آگئی سر پہ
کہاں سویا مسافر ہائے کتنا لا اُبالی ہے

اندھیرا گھر اکیلی جان دَم گھٹتا دل اُکتاتا
خدا کو یاد کر پیارے وہ ساعت آنے والی ہے

زمیں تپتی کٹیلی راہ بھاری بوجھ گھائل پاؤں
مصیبت جھیلنے والے ترا اللہ والی ہے

نہ چونکا دن ہے ڈھلنے پر تری منزل ہوئی کھوٹی
ارے او جانے والے نیند یہ کب کی نکالی ہے

رضاؔ منزل تو جیسی ہے وہ اِک میں کیا سبھی کو ہے
تم اس کو روتے ہو یہ تو کہو یاں ہاتھ خالی ہے

○

گنہ گاروں کو ہاتف سے نویدِ خوش مآلی ہے
مُبارک ہو شفاعت کے لئے احمد سا والی ہے

قضا حق ہے مگر اس شوق کا اللہ والی ہے
جو اُن کی راہ میں جائے وہ جان اللہ والی ہے

ترا قدِّ مبارک گلبنِ رحمت کی ڈالی ہے
اسے بو کر ترے رب نے بِنا رحمت کی ڈالی ہے

تمھاری شرم سے شانِ جلالِ حق ٹپکتی ہے
خمِ گردن ہلالِ آسمانِ ذوالجلالی ہے

زہے خودگم جو گم ہونے پہ یہ ڈھونڈے کہ کیا پایا
ارے جب تک کہ پانا ہے جبھی تک ہاتھ خالی ہے

میں اک محتاجِ بے وقعت گدا تیرے سگِ در کا
تری سرکار والا ہے ترا دربار عالی ہے

تری بخشش پسندی عذر جوئی توبہ خواہی سے
عمومِ بے گناہی جرم شانِ لااُبالی ہے

ابوبکر و عمر عثمان و حیدر جس کے بلبل ہیں
ترا سروِ سہی اس گلبنِ خوبی کی ڈالی ہے

رضاؔ قسمت ہی کھل جائے جو گیلاں سے خطاب آئے
کہ تو ادنیٰ سگِ درگاہِ خدامِ معالی ہے

○

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

آنکھ سے کاجل صاف چرالیں یاں وہ چور بلا کے ہیں
تیری گٹھری تاکی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے

یہ جو تجھ کو بلاتا ہے یہ ٹھگ ہے مار ہی رکھے گا
ہائے مسافر دم میں نہ آنا مَت کیسی متوالی ہے

سونا پاس ہے سونا بن ہے سونا زہر ہے اُٹھ پیارے
تو کہتا ہے نیند ہے میٹھی تیری مت ہی نرالی ہے

آنکھیں ملنا جھنجھلا پڑنا لاکھوں جمائی انگڑائی
نام پر اٹھنے کے لڑتا ہے اٹھنا بھی کچھ گالی ہے

جگنو چمکے پتا کھڑکے مجھ تنہا کا دِل دھڑکے
ڈر سمجھائے کوئی پون ہے یا اگیا بیتالی ہے

بادل گرجے بجلی تڑپے دَھک سے کلیجا ہو جائے
بن میں گھٹا کی بھیانک صورت کیسی کالی کالی ہے

پاؤں اٹھا اور ٹھوکر کھائی کچھ سنبھلا پھر اوندھے منھ
مینھ نے پھسلن کر دی ہے اور دُھر تک کھائی نالی ہے

ساتھی ساتھی کہہ کے پکاروں ساتھی ہو تو جواب آئے
پھر جھنجھلا کر سر دے پٹکوں چل رے مولیٰ والی ہے

پھر پھر کر ہر جانب دیکھوں کوئی آس نہ پاس کہیں
ہاں اِک ٹوٹی آس نے ہارے جی سے رفاقت پالی ہے

تم تو چاند عرب کے ہو پیارے تم تو عجم کے سورج ہو
دیکھو مجھ بے کس پر شب نے کیسی آفت ڈالی ہے

دنیا کو تو کیا جانے یہ بِس کی گانٹھ ہے حرّافہ
صورت دیکھو ظالم کی تو کیسی بھولی بھالی ہے

شہد دکھائے زہر پلائے قاتل ڈائن شوہر کش
اس مُردار پہ کیا للچایا دنیا دیکھی بھالی ہے

وہ تو نہایت سستا سودا بیچ رہے ہیں جنّت کا
ہم مفلس کیا مول چکائیں اپنا ہاتھ ہی خالی ہے

مولیٰ تیرے عفو و کرم ہوں میرے گواہ صفائی کے
ورنہ رضاؔ سے چور پہ تیری ڈِگری تو اقبالی ہے

○

نبی سرورِ ہر رسول و ولی ہے
نبی رازدارِ مَعَ اللّٰہ لِی ہے

وہ نامی کہ نامِ خدا نام تیرا
رؤف و رحیم و علیم و علی ہے

ہے بیتاب جس کے لئے عرشِ اعظم
وہ اس رہروِ لامکاں کی گلی ہے

نکیرین کرتے ہیں تعظیم میری
فدا ہو کے تجھ پر یہ عزّت ملی ہے

طلاطم ہے کشتی پہ طوفانِ غم کا
یہ کیسی ہوائے مخالف چلی ہے

نہ کیوں کر کہوں یا حبیبی اَغِثْنی[1]
اِسی نام سے ہر مصیبت ٹلی ہے

---

[1] اے میرے پیارے میری فریاد کو پہنچو ۱۲

صبا ہے مجھے صرصرِ دشتِ طیبہ اسی سے کلی میرے دل کی کھلی ہے
ترے چاروں ہمدم ہیں یک جان یک دل ابوبکر فاروق عثمان علی ہے
خدا نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے
کروں عرض کیا تجھ سے اے عالِمِ السِّر کہ تجھ پر مری حالتِ دل کھلی ہے
تمنّا ہے فرمایئے روزِ محشر یہ تیری رہائی کی چِٹھی ملی ہے
جو مقصد زیارت کا بر آئے پھر تو نہ کچھ قصد کیجے یہ قصدِ دلی ہے
ترے در کا درباں ہے جبریلِ اعظم ترا مدح خواں ہر نبی و ولی ہے
شفاعت کرے حشر میں جو رضا کی
سوا تیرے کس کو یہ قدرت ملی ہے

○

نہ عرشِ ایمن نہ اِنِّیْ ذَاھِبٌ[1] میں میہمانی ہے
نہ لطف اُدْنُ یَا اَحْمَدْ نصیب لَنْ تَرَانِیْ ہے
نصیبِ دوستاں گر اُن کے در پر موت آنی ہے
خدا یوں ہی کرے پھر تو ہمیشہ زندگانی ہے
اُسی در پر تڑپتے ہیں مچلتے ہیں بلکتے ہیں
اٹھا جاتا نہیں کیا خوب اپنی ناتوانی ہے

---

[1] موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا اِنِّیْ ذَاھِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَھْدِیْنِ (اگلے صفحہ پر)

ہر اِک دیوار و دَر پر مہر نے کی ہے جبیں سائی
نگارِ مسجدِ اقدس میں کب سونے کا پانی ہے

ترے منگتا کی خاموشی شفاعت خواہ ہے اُس کی
زبانِ بے زبانی ترجمانِ خستہ جانی ہے

کھلے کیا رازِ محبوب و محب مستانِ غفلت پر
شرابِ قَدۡ رَأَی الۡحَقَّ زیبِ جامِ مَنۡ رَاٰنِیۡ ہے

جہاں کی خاکروبی نے چمن آرا کیا تجھ کو
صبا ہم نے بھی اُن گلیوں کی کچھ دن خاک چھانی ہے

شہا کیا ذات تیری حق نما ہے فردِ امکاں میں
کہ تجھ سے کوئی اوّل ہے نہ تیرا کوئی ثانی ہے

کہاں اس کو شکِ جانِ جناں میں زر کی نقاشی
اِرم کے طائرِ رنگِ پرِ پریدہ کی نشانی ہے

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)۔ میں اپنے رب کے پاس جاؤں گا وہ مجھے راہ دکھائے گا۔

۲؎ حدیث میں ہے رب عزوجل نے ہمارے مولیٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے شب معراج فرمایا اُدۡنُ یَا اَحۡمَدُ اُدۡنُ یَا مُحَمَّدُ اُدۡنُ یَا خَیۡرَ الۡبَرِیَّۃِ پاس آ اے احمد! پاس آ اے محمّد! پاس آ اے تمام جہان سے بہتر ۱۲

۳؎ موسیٰ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے کوہ طور پر خواہش کی دیدارِ الٰہی کی۔ حکم ہوا لَنۡ تَرَانِیۡ تم ہرگز مجھے نہ دیکھو گے۔ یعنی دنیا میں دیدارِ الٰہی کی تاب کسی کو نہیں۔ یہ مرتبۂ اعلیٰ صرف سیّد الانبیاء کے لئے ہے۔ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم۔

۱؎ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم فرماتے ہیں من رانی فقد رای الحق جسے میرا دیدار ہوا اسے دیدارِ حق ہوا۔

ذِیَابٌ فِی ثِیَابٍ[1] لب پہ کلمہ دِل میں گستاخی
سلام اسلام ملحد کو کہ تسلیم زبانی ہے

یہ اکثر ساتھ اُن کے شانہ و مسواک کا رہنا
بتاتا ہے کہ دل ریشوں پہ زائد مہربانی ہے

اسی سرکار سے دنیا و دیں ملتے ہیں سائل کو
یہی دربارِ عالی کنز آمال و امانی ہے

درودیں صورتِ ہالہ محیطِ ماہِ طیبہ ہیں
برستا امّتِ عاصی پہ ابرِ رحمت کا پانی ہے

تعالیٰ اللہ استغنا ترے دَر کے گداؤں کا
کہ ان کو عار فرو شوکتِ صاحبِ قرانی ہے

وہ سرگرمِ شفاعت ہیں عرق افشاں ہے پیشانی
کرم کا عطر صَندل کی زمیں رحمت کی گھانی ہے

یہ سر ہو اور وہ خاکِ درِ وہ خاکِ در ہو اور یہ سر
رضاؔ وہ بھی اگر چاہیں تو اب دل میں یہ ٹھانی ہے

---

[1] حدیث میں فرمایا آخر زمانے میں کچھ لوگ ہوں گے ذِیَابٌ فِی ثِیَابٍ کپڑے پہنے بھیڑیے یعنی انسانی صورت اور بھیڑیے کی سیرت ۱۲

○

سنتے ہیں کہ محشر میں صرف اُن کی رسائی ہے

گر اُن کی رسائی ہے لو جب تو بن آئی ہے

مچلا ہے کہ رحمت نے امید بندھائی ہے

کیا بات تری مجرم کیا بات بنائی ہے

سب نے صفِ محشر میں للکار دیا ہم کو

اے بے کسوں کے آقا اب تیری دہائی ہے

یوں تو سب انھیں کا ہے پر دل کی اگر پوچھو

یہ ٹوٹے ہوئے دل ہی خاص اُن کی کمائی ہے

زائر گئے بھی کب کے دِن ڈھلنے پہ ہے پیارے

اٹھ میرے اکیلے چل کیا دیر لگائی ہے

بازارِ عمل میں تو سودا نہ بنا اپنا

سرکارِ کرم تجھ میں عیبی کی سمائی ہے

گرتے ہوؤں کو مژدہ سجدے میں گرے مولیٰ

رو رو کے شفاعت کی تمہید اٹھائی ہے

اے دل یہ سلگنا کیا جلنا ہے تو جل بھی اٹھ

دَم گھٹنے لگا ظالم کیا دھونی رمائی ہے

مجرم کو نہ شرماؤ احباب کفن ڈھک دو
منھ دیکھ کے کیا ہوگا پردے میں بھلائی ہے

اب آپ ہی سنبھالیں تو کام اپنے سنبھل جائیں
ہم نے تو کمائی سب کھیلوں میں گنوائی ہے

اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھُٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

حرص و ہوسِ بد سے دل تو بھی ستم کر لے
تو ہی نہیں بے گانہ دنیا ہی پرائی ہے

ہم دل جلے ہیں کس کے ہٹ فتنوں کے پرکالے
کیوں پھونک دوں اِک اُف سے کیا آگ لگائی ہے

طیبہ نہ سہی افضل مکّہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

مطلع میں یہ شک کیا تھا واللہ رضا واللہ
صرف اُن کی رسائی ہے صرف اُن کی رسائی ہے

○

حرزِ جاں ذکرِ شفاعت کیجیے نار سے بچنے کی صورت کیجیے
اُن کے نقشِ پا پہ غیرت کیجیے آنکھ سے چھپ کر زیارت کیجیے

اُن کے حسنِ باملاحت پر نثار | شیرۂ جاں کی حلاوت کیجیے
اُن کے در پر جیسے ہو مٹ جایئے | ناتوانو! کچھ تو ہمّت کیجیے
پھیر دیجے پنجۂ دیوِ لعیں | مصطفیٰ کے بل پہ طاقت کیجیے
ڈوب کر یادِ لبِ شاداب میں | آبِ کوثر کی سباحت کیجیے
یادِ قامت کرتے اٹھیے قبر سے | جانِ محشر پر قیامت کیجیے
اُن کے در پر بیٹھیے بن کر فقیر | بے نواؤ فکرِ ثروت کیجیے
جس کا حسن اللہ کو بھی بھا گیا | ایسے پیارے سے محبّت کیجیے
حیّ باقی جس کی کرتا ہے ثنا | مرتے دم تک اس کی مدحت کیجیے
عرش پر جس کی کمانیں چڑھ گئیں | صدقے اس بازو پہ قوّت کیجیے
نیم واطیبہ کے پھولوں پر ہو آنکھ | بلبلو! پاسِ نزاکت کیجیے
سر سے گرتا ہے ابھی بارِ گناہ | خم ذرا فرقِ ارادت کیجیے
آنکھ تو اٹھتی نہیں کیا دیں جواب | ہم پہ بے پرسش ہی رحمت کیجیے
عذر بدتر از گنہ کا ذکر کیا | بے سبب ہم پر عنایت کیجیے
نعرہ کیجے یا رسول اللہ کا | مفلسو! سامانِ دولت کیجیے
ہم تمہارے ہو کے کس کے پاس جائیں | صدقہ شہزادوں کا رحمت کیجیے
مَنْ رَّاٰنِیْ قَدْ رَاَی الْحَق جو کہے | کیا بیاں اس کی حقیقت کیجیے
عالمِ علمِ دو عالم ہیں حضور | آپ سے کیا عرضِ حاجت کیجیے
آپ سلطانِ جہاں ہم بے نوا | یاد ہم کو وقتِ نعمت کیجیے

تجھ سے کیا کیا اے مرے طیبہ کے چاند ظلمتِ غم کی شکایت کیجیے

دَر بدر کب تک پھریں خستہ خراب طیبہ میں مدفن عنایت کیجیے

ہر برس وہ قافلوں کی دھوم دھام آہ سنیے اور غفلت کیجیے

پھر پلٹ کر منھ نہ اُس جانب کیا سچ ہے اور دعوائے الفت کیجیے

اقربا حُبِّ وطن بے ہمتی آہ کس کس کی شکایت کیجیے

اب تو آقا منھ دِکھانے کا نہیں کِس طرح رفعِ ندامت کیجیے

اپنے ہاتھوں خود لٹا بیٹھے ہیں گھر کس پہ دعوائے بضاعت کیجیے

کس سے کہیے کیا کیا کیا ہو گیا خود ہی اپنے پر ملامت کیجیے

عرض کا بھی اب تو منھ پڑتا نہیں کیا علاجِ دردِ فرقت کیجیے

اپنی اک میٹھی نظر کے شہد سے چارۂ زہرِ مصیبت کیجیے

دے خدا ہمت کہ یہ جانِ حزیں آپ پر واریں وہ صورت کیجیے

آپ ہم سے بڑھ کے ہم پر مہرباں ہم کریں جرم آپ رحمت کیجیے

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضاؔ

یاد اس کی اپنی عادت کیجیے

○

دشمنِ احمد پہ شدّت کیجیے ملحدوں کی کیا مروّت کیجیے

ذِکر اُن کا چھیڑیے ہر بات میں چھیڑنا شیطاں کا عادت کیجیے

مثلِ فارس زلزلے ہوں نجد میں | ذکرِ آیاتِ ولادت کیجیے
غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل | "یا رسول اللہ" کی کثرت کیجیے
کیجیے چرچا انھیں کا صبح و شام | جانِ کافر پر قیامت کیجیے
آپ درگاہِ خدا میں ہیں وجیہ | ہاں شفاعت بالوجاہت کیجیے
حق تمھیں فرما چکا اپنا حبیب | اب شفاعت بالمحبّت کیجیے
اِذن کب کا مل چکا اب تو حضور | ہم غریبوں کی شفاعت کیجیے
ملحدوں کا شک نکل جائے حضور | جانبِ مہ پھر اشارت کیجیے
شرک ٹھہرے جس میں تعظیمِ حبیب | اس بُرے مذہب پہ لعنت کیجیے
ظالمو! محبوب کا حق تھا یہی | عشق کے بدلے عداوت کیجیے
والضحیٰ حجرات الم نشرح سے پھر | مومنو! اتمامِ حجّت کیجیے
بیٹھتے اٹھتے حضور پاک سے | التجا و استعانت کیجیے
یا رسول اللہ دُہائی آپ کی | گوشمالِ اہلِ بدعت کیجیے
غوثِ اعظم آپ سے فریاد ہے | زندہ پھر یہ پاک ملّت کیجیے
یا خدا تجھ تک ہے سب کا منتہیٰ | اولیا کو حکمِ نصرت کیجیے

میرے آقا حضرتِ اچھّے میاں
ہو رضاؔ اچھّا وہ صورت کیجیے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

حاضری بارگاہ بہیں جاہ ۱۳۲۴ھ

وصل اوّل رنگ علمی

حضور جانِ نور ۱۳۲۴ھ

شکرِ خدا کہ آج گھڑی اُس سفر کی ہے
جس پر نثار جان فلاح و ظفر کی ہے

گرمی ہے تپ ہے درد ہے کلفت سفر کی ہے
ناشکر یہ تو دیکھ عزیمت کدھر کی ہے

کس خاکِ پاک کی تو بنی خاکِ پا شفا
تجھ کو قسم جنابِ مسیحا کے سر کی ہے

آبِ حیاتِ رُوح ہے زرقا[1] کی بُوند بُوند
اکسیر اعظم مسِ دل خاک دَر کی ہے

---

[1] مدینہ طیبہ کی نہر مبارک کا نام ہے۔

ہم کو تو اپنے سائے میں آرام ہی سے لائے
حیلے بہانے والوں کو یہ راہ ڈر کی ہے

لٹتے ہیں مارے جاتے ہیں یوں ہی سنا کیے
ہر بار دی وہ امن کہ غیرت حضر کی ہے

وہ دیکھو جگمگاتی ہے شب اور قمر ابھی
پہروں نہیں کہ بست و چہارم صفر کی ہے

ماہِ مدینہ اپنی تجلّی عطا کرے!
یہ ڈھلتی چاندنی تو پہر دو پہر کی ہے

مَنْ زَارَ تُرْبَتِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ[1]
اُن پر درود جن سے نوید اِن بُشَر کی ہے

اس کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیے
اصلِ مُراد حاضری اس پاک در کی ہے

کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کہا
پوچھا تھا ہم سے جس نے کہ نہضت[2] کدھر کی ہے

---

[1] حدیث میں فرمایا ہے من زار قبری وجبت لہ شفاعتی جو میرے مزار پاک کی زیارت کرے اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو جائے۔ ۱۲

[2] نہضت کہیں جانے کے ارادے سے کھڑا ہونا۔

کعبہ بھی ہے انھیں کی تجلّی کا ایک ظلّ
روشن انھیں کے عکس سے پتلی حجر[1] کی ہے

ہوتے کہاں خلیل[2] و بنا کعبہ و منیٰ
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

مولیٰ[3] علی نے واری تری نیند پر نماز
اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر[4] کی ہے

صدّیق[5] بلکہ غار میں جان اس پہ دے چکے
اور حفظِ جاں تو جان فروضِ غرر[6] کی ہے

---

[1] یعنی سنگِ اسود کہ سیاہ رنگ کا پتھر کعبہ معظمہ میں نصب ہے اور آنکھ کی پتلی سے مشابہ ہے۔ ۱۲

[2] کعبہ معظمہ خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنایا اور منیٰ مکہ معظمہ سے تین میل پر وہ بستی ہے جہاں قربانی ہوتی ہے اور تین جگہ شیطان کو سنگریزے مارے جاتے ہیں۔ یہ دونوں باتیں بھی اس مقام میں سنّتِ خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں

[3] خیبر سے واپسی میں منزلِ صہبا پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نمازِ عصر پڑھ کر مولیٰ علی کرم اللہ تعالی وجہہ کے زانو پر سرِ اقدس رکھ کر آرام فرمایا۔ مولیٰ علی نے نماز نہ پڑھی تھی۔ آنکھ سے دیکھتے رہے کہ وقت جاتا ہے مگر صرف اس خیال سے کہ زانو سرکاؤں تو شاید حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے خواب میں خلل آئے جنبش نہ کی یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا۔

[4] خطر بمعنی شرف نمازِ عصر صلوٰۃ وسطیٰ ہے کہ سب نمازوں سے افضل واعلیٰ ہے ۱۲

[5] اس کا اشارہ نیند کی طرف ہے یعنی صدّیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غارِ ثور میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیند پر اپنی جان قربان کر دی کہ غارِ ثور کے سوراخ میں اپنے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر بند کر دیے۔ ایک سوراخ باقی رہا اس میں پاؤں کا انگوٹھا رکھ دیا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلایا۔ حضور نے ان کے زانو پر سرِ اقدس رکھ آرام فرمایا۔ اس غار میں ایک سانپ مشتاق زیارتِ اقدس رہتا تھا۔ اپنا سر صدّیق کے پاؤں پر ملا۔ انھوں نے اس خیال سے کہ جان جائے محبوب کی نیند میں خلل نہ آئے (اگلے صفحہ پر)

ہاںؑ تو نے ان کو جان انھیں پھیر دی نماز
پَر وہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگیؑ اس تاجور کی ہے

شرؑ خیر شور سور شرر دور نار نور!
بشریٰ کہ بارگاہ یہ خیر البشر کی ہے

مجرم بلائے آئے ہیں جاءُوکؑ ہے گواہ
پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

(بقیہ) پاؤں نہ ہٹایا، آخر اس نے پاؤں میں کاٹ لیا۔ ہر سال وہ زہر عود کرتا۔ آخر اسی سے شہادت پائی
۶؎ غُرَر بالضم جمع اغر بمعنی روشن تر یعنی جان کا رکھنا سب فرضوں سے زیادہ اہم ہے۔ صدیق نے خواب اقدس کے مقابل اس کا بھی خیال نہ کیا۔

۱؎ چشم اقدس کھلی مولیٰ علی نے اپنی نماز کا حال عرض کیا حضورؐ نے حکم دیا فوراً ڈوبا ہوا سورج پلٹ آیا۔ عصر کا وقت ہو گیا مولیٰ علی نے نماز ادا کی آفتاب ڈوب گیا اور جب صدیق اکبر کے آنسو چہرۂ اقدس پر گرے چشم مبارک کھلی، صدیق اکبر نے حال عرض کیا، لعابِ دہنِ اقدس لگا دیا فوراً آرام ہو گیا، بارہ برس بعد اسی سے شہادت پائی۔
۲؎ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بندگی یعنی خدمت و غلامی بھی خدا ہی کا فرض ہے مگر یہ فرض سب فرائض سے اعظم و اہم ہے جیسا کہ صدیقِ اکبر اور مولیٰ علی نے عمل کر کے بتا دیا اور اللہ و رسول نے اسے مقبول رکھا۔
۳؎ یعنی یہاں حاضر ہو کر شر خیر سے بدل جاتا ہے اور غم و الم کا شور سور یعنی خوشی و شادی ہو جاتا ہے، اور غم و گناہ کے شر دور ہو جاتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ نار یہاں کی حاضری سے نور ہو جاتی ہے۔
يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ۔
۴؎ قرآن عظیم میں ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ الآیہ یعنی اگر وہ جب گناہ کریں اے نبی تیری بارگاہ میں حاضر ہو کر معافی چاہیں اور تو ان کی شفاعت (اگلے صفحہ پر)

بدہیں مگر انھیں کے ہیں باغی نہیں ہیں ہم
نجدی نہ آئے اس کو یہ منزل خطر کی ہے

تف نجدیت نہ کفر نہ اسلام سب پہ حرف
کافر ادھر کی ہے نہ اُدھر کی ادھر کی ہے

حاکم حکیم داد و دوا دیں یہ کچھ نہ دیں[1]
مردود یہ مُراد کِس آیت خبر کی ہے

شکلِ بشر میں نورِ الٰہی اگر نہ ہو!
کیا قدر اُس خمیرۂ ما و مدر کی ہے

نورِ الٰہ کیا ہے محبّت حبیب کی
جس دل میں یہ نہ ہو وہ جگہ خوک و خر کی ہے

ذکرِ خدا جو اُن سے جُدا چاہو نجدیو!
واللہ ذکرِ حق نہیں کنجی سقر کی ہے[2]

(بقیہ پچھلے صفحہ کا) چاہے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں تو قرآن عظیم خود گنہگاروں کو اپنے حبیب کے دربار میں بلا رہا ہے اور کریموں کی یہ شان نہیں کہ اپنے در پر بلا کر رَد کر دیں۔

[1] حکام مستغیث کو داد دیتے ہیں حکیم مریض کو دوا دیتے ہیں، وہابی بھی ان باتوں کو مانتے ہیں مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضور کچھ دیتے نہیں اگر غیر خدا سے مانگنا شرک ہے تو حاکم و حکیم سے داد یا دوا کا مانگنا کیوں نہ شرک ہوا اور اگر واسطہ عطائے خدا جان کر اُن سے مانگنا شرک نہیں تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مانگنا کیوں شرک ہوا۔ یہ ناپاک فرق کون سی آیت و حدیث میں ہے۔

[2] ہنود کے جوگی اور یہود و نصاریٰ کے راہب بھی اپنے زعم میں یادِ خدا کرتے ہیں مگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے الگ ہو کر۔ لہٰذا جہنمی ہوئے۔ ۱۲

بے اُن کے واسطہ کے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

مقصود یہ ہیں آدم و نوح و خلیل سے
تخمِ کرم میں ساری کرامت ثمر کی ہے

اُن کی نبوّت اُن کی اُبوّت ہے سب کو عام[1]
امّ البشر عروس انھیں کے پسر کی ہے[2]

ظاہر میں میرے پھول حقیقت میں میرے نخل[3]
اس گل کی یاد میں یہ صدا ابوالبشر کی ہے

پہلے ہو ان کی یاد کہ پائے جِلا نماز[4]
یہ کہتی ہے اذان جو پچھلے پہر کی ہے

---

۱ ائمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ دنیا میں اور آخرت میں ظاہر میں اور باطن میں جسم میں اور روح میں جو نعمت جو برکت اور جو خوبی روزِ ازل سے ابدالآباد تک جسے ملی اور ملتی ہے اور ملے گی اس سب میں واسطہ و قاسم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہیں حضور کے ہاتھ سے ملی اور ملتی ہے اور ملے گی۔ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ الْمُعْطِی دینے والا خدا ہے اور بانٹنے والا میں۔ اس کا مفصل بیان مصنّف کے رسالہ "سَلْطَنَۃُ الْمُصْطَفٰی فِیْ مَلَکُوْتِ کُلِّ الْوَرٰی" میں ہے۔

۲ علماء فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم تمام عالم کے پدرِ معنوی ہیں کہ سب کچھ انھیں کے نور سے پیدا ہوا۔ اسی لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک ابوالارواح ہے تو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسّلام اگرچہ صورت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باپ ہیں مگر حقیقت میں وہ بھی حضور کے بیٹے ہیں تو امّ البشر یعنی حضرت حوّا حضور ہی کے پسر آدم کی عروس ہیں علیہم الصلوٰۃ والسّلام (بقیہ اگلے صفحہ پر)

دنیا مزار حشر جہاں ہیں غفور[1] ہیں
ہر منزل اپنے چاند کی منزل غفر[2] کی ہے

اُن پر درود جن کو حجر تک کریں سلام
ان پر سلام جن کو تحیّت شجر کی ہے

اُن پر درود جن کو کسِ بے کساں کہیں
اُن پر سلام جن کو خبر بے خبر کی ہے

جن و بشر سلام کو حاضر ہیں السَّلام
یہ بارگاہ مالکِ جن و بشر کی ہے

شمس و قمر سلام کو حاضر ہیں السّلام
خوبی انھیں کی جوت سے شمس و قمر کی ہے

سب بحر و بر سلام کو حاضِر ہیں السَّلام
تملیک انھیں کے نام تو ہر بحر و بر کی ہے

(بقیہ)
[3] آدم جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یاد کرتے تو یوں کہتے یَا اِبْنِیْ صُوْرَۃً وَّاَبِیْ مَعْنًی اے ظاہر میں میرے بیٹے اور حقیقت میں میرے باپ۔

[4] دونوں حرم شریف میں تہجّد کے وقت سے مؤذن مناروں پر جا کر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام باآوازِ بلند عرض کرتے رہتے ہیں تو نمازِ صبح سے پہلے حضور کی یاد ہوتی ہے جس سے نماز جِلا پاتی ہے۔ جیسے فرض سے پہلے سنتیں۔

---

[1] غفور بھی حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک ہے جس کی طرف توریت میں اشارہ ہے ۱۲

[2] چاند کی ۲۸ منزلوں سے پندرہویں منزل کا نام ہے۔

سنگ و شجر سلام کو حاضر ہیں السّلام
کلمے سے تر زبان درخت و حجر کی ہے

عرض و اثر سلام کو حاضر ہیں السّلام
ملجا یہ بارگاہ دُعا و اثر کی ہے

شوریدہ سر سلام کو حاضر ہیں السّلام
راحت انھیں کے قدموں میں شوریدہ سر کی ہے

خستہ جگر سلام کو حاضر ہیں السّلام
مرہم یہیں کی خاک تو خستہ جگر کی ہے

سب خشک و تر سلام کو حاضر ہیں السّلام
یہ جلوہ گاہ مالکِ ہر خشک و تر کی ہے

سب کرّ و فر سلام کو حاضر ہیں السّلام
ٹوپی یہیں تو خاک پہ ہر کرّ و فر کی ہے

اہلِ نظر سلام کو حاضر ہیں السّلام
یہ گرد ہی تو سُرمہ سب اہلِ نظر کی ہے

آنسو بہا کہ بہ گئے کالے گنہ کے ڈھیر
ہاتھی ڈوباؤ جھیل یہاں چشم تر کی ہے

تیری قضا خلیفۂ احکامِ ذی الجلال
تیری رضا حلیف قضا و قدر کی ہے

(حاشیہ اگلے صفحہ پر)

یہ پیاری پیاری کیاری ترے خانہ باغ کی
سَرد اس کی آب و تاب سے آتش سقر کی ہے

جنّت[2] میں آکے نار میں جاتا نہیں کوئی
شکرِ خدا نوید نجات و ظفر کی ہے

مومن ہوں مومنوں پہ رؤفٌ رحیم ہو
سائل ہوں سائلوں کو خوشی لانہر[3] کی ہے

دامن کا واسطہ مجھے اُس دھوپ سے بچا
مجھ کو تو شاق جاڑوں میں اِس دوپہر کی ہے

ماں دونوں بھائی بیٹے بھتیجے عزیز دوست
سب تجھ کو سونپے مِلک ہی سب تیرے گھر کی ہے

(پچھلے صفحہ کا بقیہ) [1] قضا حکم خلیفہ نائب حلیف وہ دوست جن میں ہمیشہ دوستی رکھنے کا حلف ہو گیا ہو۔

[1] قبرانور و منبر اطہر کے بیچ میں جو زمین ہے اس کی نسبت ارشاد فرمایا کہ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ. جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے۔ ۱۲

[2] یہ اللہ اور رسول کے کرم پر بھروسہ کر کے ایک مدلّل تمنّا ہے یعنی صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ یہ مقام جنّت کی کیاری ہے اور اللہ و رسول نے محض اپنے کرم سے محتاجوں کو یہاں جگہ دی یہاں نمازیں پڑھنی نصیب کیں تو بحمد اللہ تعالیٰ جنّت میں داخل ہوئے اور جنت میں جا کر پھر کوئی نار میں نہیں جاتا تو امید ہے کہ اب ہم نار کا منھ نہ دیکھیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

[3] پہلے مصرع میں آیت بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ کی طرف تلمیح تھی، یہاں وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ کی طرف اشارہ ہے یعنی سائل کو نہ جھڑک لا تنہر کے یہ معنی کہ جھڑکنا نہیں۔ ہر کلمہ ثلاثی حلقی العین مثل شعر و نہر و بعر و زہر تسکین و تحریک عین دونوں مطرد ہیں۔ ۱۲

جن جن مرادوں کے لئے احباب نے کہا
پیشِ خبیر کیا مجھے حاجت خبر کی ہے

فضلِ خدا سے غیبِ شہادت ہوا انھیں
اس پر شہادت آیت و وحی و اثر[1] کی ہے

کہنا نہ کہنے والے تھے جب سے تو اطلاع[2]
مولیٰ کو قول و قائل و ہر خشک و تر کی ہے

اُن پر کتاب اتری بَیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ[3]
تفصیل جس میں مَا عَبَرْ[4] و مَا غَبَرْ کی ہے

آگے رہی عطا وہ بقدرِ طلب تو کیا
عادت یہاں امید سے بھی بیشتر کی ہے

بے مانگے دینے والے کی نعمت میں غرق ہیں
مانگے سے جو ملے کسے فہم اس قدر کی ہے

---

[1] وحی سے مراد بدلیل مقابلہ وحی غیر متلو احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اثر اقوال صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

[2] حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰہَ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ما ھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہ بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے دنیا اٹھالی تو میں تمام دنیا کو اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھتا ہوں جیسا اپنی اس ہتھیلی کو۔ ۱۲

[3] اشارہ بہ آیۂ کریمہ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ ہم نے تم پر اتارا قرآن ہر چیز کا روشن بیان۔ (بقیہ اگلے پر)

احباب اس سے بڑھ کے تو شاید نہ پائیں عرض
ناکردہ عرض عرض یہ طرزِ دگر کی ہے

دنداں کا نعت خواں ہوں پایاب ہوگی آب
ندی گلے گلے مرے آبِ گُہُر کی ہے

دشتِ حرم میں رہنے دے صیّاد اگر تجھے
مٹی عزیز بلبلِ بے بال و پر کی ہے

یارب رضاؔ نہ احمد پارینہ[1] ہو کے جائے
یہ بارگاہ تیرے حبیبِ اَبَرّ[2] کی ہے

توفیق دے کہ آگے نہ پیدا ہو خوئے بَد
تبدیل کر جو خصلتِ بد پیشتر کی ہے

آ کچھ سُنا دے عشق کے بولوں میں اے رضاؔ
مشتاق طبع لذّتِ سوزِ جگر کی ہے

(پچھلے صفحہ کا بقیہ) [4] ماعبر جو گزر گیا، اور ماغبر جو باقی رہا، اشارہ بحدیث فیہ نبأ من قبلکم وخبر من بعدکم قرآن میں تم سے اگلوں اور تم سے پچھلوں سب کے احوال کی خبر ہے۔

[1] پارینہ یعنی جیسا سال گزشتہ، اشارہ بمصرعہ "من ہماں احمد پارینہ کہ بودم ہستم۔"

[2] بفتحتین ورائے مشدّدہ نکوتر اور سب سے زیادہ احسان کرنے والا۔ ۱۲

حاضری درگاہ ابدی پناہ
۱۳۲۴ھ

وصلِ دُوم رنگِ عشقی

بھینی سُہانی صبح میں ٹھنڈک جگر کی ہے
کلیاں کھلیں دلوں کی ہوا یہ کدھر کی ہے

کھبتی ہوئی نظر میں ادا کس سحر کی ہے
چھبتی ہوئی جگر میں صدا کس گجر کی ہے

ڈالیں ہری ہری ہیں تو بالیں بھری بھری
کشتِ اَمَل[1] پَری ہے یہ بارش کدھر کی ہے

ہم جائیں اور قدم سے لپٹ کر حرم کہے
سونپا خدا کو یہ عظمت کس سفر کی ہے

ہم گردِ کعبہ پھرتے تھے کل تک اور آج وہ
ہم پر نثار[2] ہے یہ ارادت کدھر کی ہے

---

[1] اَمَل بفتحتین امید و آرزو پَری یعنی خوب صورت و خوشنما۔ ۱۲

[2] بارہا ثابت ہوا کہ کعبہ معظمہ نے مقبولان بارگاہِ عزت گدایانِ سرکار رسالت کے گرد طواف کیا ہے (بقیہ اگلے صفحہ پر)

کالک جبیں کی سجدۂ در سے چھڑاؤ گے

مجھ کو بھی لے چلو یہ تمنّا حجر کی ہے

ڈوبا ہوا ہے شوق میں زمزم اور آنکھ سے

جھالے برس رہے ہیں یہ حسرت کدھر کی ہے

برسا کہ جانے والوں پہ گوہر کروں نثار

ابرِ کرم سے عرض یہ میزاب[1] زر کی ہے

آغوشِ شوق کھولے ہے جن کے لئے حطیم[2]

وہ پھر کے دیکھتے نہیں یہ دھن کدھر کی ہے

ہاں ہاں رہِ مدینہ ہے غافل ذرا تو جاگ

او پاؤں رکھنے والے یہ جا چشم و سر کی ہے

واروں قدم قدم پہ کہ ہر دم ہے جانِ نو

یہ راہِ جاں فزا مرے مولیٰ کے در کی ہے

گھڑیاں گنی ہیں برسوں کہ یہ سُبْ گھڑی پھری

مر مر کے پھر یہ سِل مرے سینے سے سرکی ہے

(بقیہ گذشتہ صفحہ کا) حدیث میں ہے مسلمانوں کی حرمت اللہ کے نزدیک کعبۂ معظمہ کی حرمت سے زیادہ ہے۔

---

[1] کعبۂ معظمہ کی دیوارِ شمالی پر حطیم کی طرف جو خالص سونے کا پرنالہ لگا ہے اسے میزابِ زر کہتے ہیں۔

[2] زمانۂ جاہلیت میں قریش نے بنائے کعبۂ معظمہ کی تجدید کی بقی کمی خرچ کے باعث چند گز زمین شمال کی طرف چھوڑ کر دیواریں اٹھا دیں وہ زمین اصل میں کعبۂ معظمہ ہی کی ہے اس کے گرد قوسی شکل پر کمر تک بلند ایک دیوار کھینچ دی گئی ہے اور دونوں طرف سے جانے کی راہ رکھی ہے اس ٹکڑے کو حطیم کہتے ہیں یہ بالکل آغوش کی شکل پر ہے (بقیہ اگلے صفحہ پر)

اللہ اکبر اپنے قدم اور یہ خاکِ پاک

حسرت ملائکہ کو جہاں وضعِ سر کی ہے

معراج کا سماں ہے کہاں پہنچے زائرو!

کرسی سے اونچی کرسی اسی پاک گھر کی ہے

عشاقِ[1] روضہ سجدہ میں سوئے حرم جھکے

اللہ جانتا ہے کہ نیّت کدھر کی ہے

یہ[2] گھر یہ در ہے اس کا جو گھر در سے پاک ہے

مژدہ ہو بے گھرو کہ صلا اچھے گھر کی ہے

(بقیہ پچھلے صفحہ کا) [3] سُب بضم سین وسکون بائے موحدہ زبان ہندی میں بمعنی نیک وسعید سگھڑی ساعتِ سعید۔

[1] اس شعر کے دو معنی ہیں ایک ظاہری یعنی عاشقانِ روضہ کا اپنا جی تو چاہتا تھا کہ روضۂ اطہر کی طرف سجدہ کا حکم ہو مگر شرع مطہر نے اس سے منع فرمایا اور کعبۂ معظمہ قبلہ قرار پایا تو تعمیل حکم کعبہ ہی کیطرف سجدہ میں جھکے۔ مگر دل کی خواہش سے خدا کو خبر ہے تو اس وقت گویا ان کی وہ حالت ہے جو ۱۷ مہینے بیت المقدس کی طرف حکم سجود ہونے میں مسلمانوں کی حالت تھی کہ بہ تعمیل حکم بیت المقدس کی طرف سجدہ کرتے اور دل میں خواہش یہی تھی کہ مکہ معظمہ قبلہ کر دیا جائے قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبْلَۃً تَرْضٰىہَا اس تقدیر پر نیت بمعنی رغبت وخواہش ہے۔ دوسرے معنی دقیق کہ عاشقان روضہ کا سجدہ اگرچہ صورتًا سوئے حرم ہے مگر نیت کا حال خدا جانتا ہے کہ وہ کسی وقت اس کے محبوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے جدا نہ ہوئے۔ وہ جانتے ہیں کہ ع کعبہ بھی ہے انھیں کی تجلی کا ایک ظل۔ کعبہ بھی انھیں کے نور سے بنا انھیں کے جلوہ نے کعبہ کو کعبہ بنا دیا۔ تو حقیقت کعبہ وہ جلوۂ محمدیہ ہے جو اس میں تجلّی فرما ہے وہی روح قبلہ اور اسی کی طرف حقیقۃً سجدہ ہے اتنا یاد رہے کہ حقیقتِ محمدیہ ہماری شریعت میں مسجود الیہا ہے اور ..... اگلی شریعتوں میں سجدۂ تعظیمی کی مسجود لہا تھی۔ ملائکہ ویعقوب وابنائے یعقوب علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اسی کو سجدہ کیا۔ آدم ویوسف علیہما الصلوٰۃ والسلام قبلہ تھے۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

مجبوبِ ربِّ عرش ہے اس سبز قبہ میں
پہلو میں جلوہ گاہ عتیق[1] و عمر کی ہے

چھائے ملائکہ ہیں لگاتار ہے ورود!
بدلے ہیں پہرے بدلی میں بارش دُرر کی ہے[2]

سعدین[3] کا قِران ہے پہلوئے ماہ میں
جھرمٹ کیے ہیں تارے تجلّی قمر کی ہے

ستّر ہزار صبح ہیں ستّر ہزار شام
یوں بندگیِ زلف و رُخ آٹھوں پہر کی ہے

جو ایک بار آئے دوبارہ نہ آئیں گے
رخصت ہی بارگاہ سے بس اس قدر کی ہے

(بقیہ پچھلے صفحہ کا) یعنی روضہ پر نور تجلی الٰہی کا گھر عطائے الٰہی کا دروازہ ہے کہ اللہ عزوجل کے ظلِ اوّل و اتم و اکمل و خلیفۂ مطلق و قاسمِ ہر نعمت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس میں تشریف فرما ہیں

[1] عتیق بمعنی آزاد و کریم و حسین نام سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ

[2] مزار پر انوار پر ستّر ہزار فرشتے ہر وقت حاضر رہ کر صلوٰۃ و سلام عرض کرتے رہتے ہیں۔ ستّر ہزار صبح آتے ہیں عصر تک رہتے ہیں۔ عصر کے وقت بدل دیے جاتے ہیں، ستّر ہزار دوسرے آتے ہیں وہ صبح تک رہتے ہیں یوں ہی قیامت تک بدلی ہوگی اور جو ایک بار آئے دوبارہ نہ آئیں گے کہ منظور ان سب ملائکہ کو یہاں کی حاضری سے مشرف فرمانا ہے اگر یہ تبدیل نہ ہوتے تو کروڑوں محروم رہ جاتے، بدلی یہاں بمعنی تبدیل ہے اور اس سے بطور ایہام معنی ابر و سحاب کی طرف اشارہ کیا اور اس بدلی میں دُرر یعنی موتیوں کی بارش بتائی جس سے مراد لگاتار درود شریف ہے۔

[3] سعدین دو سیارہ سعید زہرہ و مشتری اور قِران بکسر قاف، ان کا ایک درجہ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

تڑپا کریں بدل کے پھر آنا کہاں نصیب
بے حکم کب مجال پرندے کو پر کی ہے

اے وائے بے کسیِ تمنّا کہ اب امید
دن[1] کو نہ شام کی ہے نہ شب کو سحر کی ہے

یہ بدلیاں نہ ہوں تو کروروں کی آس جائے
اور بارگاہ مرحمتِ عام تر کی ہے

معصوموں کو ہے عمر میں صرف ایکبار بار
عاصی پڑے رہیں تو صلا عمر بھر کی ہے

زندہ رہیں تو حاضریِ بارگہ نصیب
مر جائیں تو حیاتِ اَبد عیش گھر کی ہے

مفلس اور ایسے در سے پھرے بے غنی ہوئے
چاندی ہر اک طرح تو یہاں گدیہ گر کی ہے

جاناں پہ تکیہ خاک نہالی ہے دل نہال
ہاں بے نوا و خوب یہ صورت گزر کی ہے

(بقیہ پچھلے صفحہ کا) دقیقہ رفلک میں جمع ہونا یہاں سعدین سے مُراد صدّیق و فاروق ہیں رضی اللہ تعالےٰ عنہما اور ماہ و قمر رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اور تارے وہی ستّر ہزار ملائکہ کہ مزار انور پر چھائے ہوئے رہتے ہیں۔ ۱۲

---

[1] جو شام کو حاضر ہونے والے تھے اُن کو دن بھر شام کی امید لگی تھی کہ شام ہو اور ہم حاضر ہوں۔ جو صبح کو حاضر ہونے والے تھے انھیں شب بھر صبح کی آس بندھی ہوئی تھی کہ صبح ہو اور ہم حاضر ہوں۔ جو ایک بار حاضر ہو چکے ہیں انھیں نہ دن کو ویسی شام کی امید ہے نہ شب کو ویسی صبح کی کہ دوبارہ آنا نہ ہوگا۔

ہیں چتر و تخت سایۂ دیوار و خاکِ در
شاہوں کو کب نصیب یہ دھج کرّ و فر کی ہے

اس پاک کُو میں خاک بسر سر بخاک ہیں
سمجھے ہیں کچھ یہی جو حقیقت بسر[1] کی ہے

کیوں تاجدارو! خواب میں دیکھی کبھی یہ شے
جو آج جھولیوں میں گدایانِ در کی ہے

جارُوکشوں[2] میں چہرے لکھے ہیں ملوک کے
وہ بھی کہاں نصیب فقط نام بھر کی ہے

طیبہ[3] میں مر کے ٹھنڈے چلے جاؤ آنکھیں بند
سیدھی سڑک یہ شہرِ شفاعت نگر کی ہے

عاصی بھی ہیں چہیتے یہ طیبہ ہے زاہدو!
مکّہ نہیں کہ جانچ جہاں خیر و شر کی ہے

شانِ جمالِ طیبۂ جاناں ہے نفعِ محض!
وسعت جلالِ مکّہ میں سود و ضرر کی ہے

۱؎ بسر بمعنی گزر، خوب بسر ہوتی ہے یعنی خوب گزرتی ہے ۔۱۲

۲؎ جارُوکش مخفف جاروب کش، دونوں سرکاروں میں سلطان روم اعز اللہ نصرہ وغیرہ سلاطینِ اسلام کے چہرے جاروب کشوں میں لکھے ہیں۔ سرکاروں سے اس کی تنخواہ پاتے ہیں ان کا نائب رہتا اور یہ خدمت بجالاتا ہے۔

۳؎ حدیث میں فرمایا من استطاع منکوان یموت بالمدینۃ فلیمت بھا فإنی اشفع لمن یموت بھا۔ تم میں جس سے ہوسکے کہ مدینے میں مرے تو مدینہ ہی میں مرنا کہ جو اس میں مرے گا میں اس کی شفاعت کروں گا۔ ۱۲

کعبہ ہے بے شک انجمن آرا دُلھن مگر
ساری بہار دُلھنوں میں دُولھا کے گھر کی ہے

کعبہ دُلھن ہے تربتِ اطہر نئی دُلھن
یہ رشکِ آفتاب وہ غیرت قمر کی ہے

دونوں بنیں سجیلی انیلی بنی مگر
جو پی کے پاس ہے وہ سُہاگن کنور[1] کی ہے

سر[2] سبز وصل یہ ہے سیہ پوشِ ہجر وہ
چمکی دوپٹوں سے ہے جو حالت جگر کی ہے

ما[3] و شما تو کیا کہ خلیلِ جلیل کو
کل دیکھنا کہ اُن سے تمنّا نظر کی ہے

اپنا شرف دُعا سے ہے باقی رہا قبول
یہ جانیں ان کے ہاتھ میں کنجی اثر کی ہے

جو چاہے ان سے مانگ کے دونوں جہاں کی خیر
زر ناخریدہ ایک کنیز اُن کے گھر کی ہے

رومی غلام دن حبشی باندیاں شبیں
گنتی کنیز زادوں میں شام و سحر کی ہے

---

[1] کنور بزبان ہندی بمعنی امیر، سردار، خوب صورت، حسین۔ [2] روضۂ اطہر پر غلاف سبز ہے اور کعبۂ معظمہ پر سیاہ ۱۲ [3] صحیح حدیث میں فرمایا کہ روزِ قیامت تمام خلائق میری طرف نیاز مند ہوگی۔ یہاں (بقیہ اگلے صفحہ پر)

اتنا عجب[1] بلندیٔ جنّت پہ کس لئے
دیکھا نہیں کہ بھیک یہ کس اونچے گھر کی ہے

عرشِ بریں پہ کیوں نہ ہو فردوس کا دماغ
اتری ہوئی شبیہ ترے بام و در کی ہے

وہ خلد جس میں اترے گی ابرار[2] کی برات
ادنیٰ نچھاور اس مرے دولھا کے سر کی ہے

عنبر[3] زمیں عبیر ہوا مشکِ تر غبار
ادنیٰ سی یہ شناخت تری رہگزر کی ہے

سرکار ہم گنواروں میں طرزِ ادب کہاں
ہم کو تو بس تمیز یہی بھیک بھر کی ہے

مانگیں گے مانگے جائیں گے منھ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ لا[4] ہے نہ حاجت اگر کی ہے

(بقیہ پچھلے صفحہ کا) تک کہ خلیل اللہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ۱۲

[1] جنّت ساتوں آسمانوں سے اوپر ہے جس کی چھت عرشِ معلّٰی ہے بعض گدایانِ بارگاہ اگر تعجب کریں کہ ہم جیسے پست وبے مقدار اور اتنی بلند عطا تو جواب بنایا ہے کہ یہ تمہارے استحقاق ولیاقت کی بنا پر نہیں بلکہ دینے والے کی رحمت وعطا ہے دیکھتے نہیں کہ بھیک کیسے اونچے گھر کی ہے تو اس کی اتنی بلندی کیا عجب ہے ۱۲

[2] ابرار کا مرتبہ مقربین سے بہت کم ہے یہاں تک کہ حسنات الابرار سیات المقربین پھر مقربین میں بھی درجات بے شمار ہیں اور انھیں بھی اعلیٰ اور اعلیٰ سے اعلیٰ جو درجے ملیں گے وہ بھی سب حضور ہی کا تصدق ہے اسی لئے اسے ادنیٰ نچھاور کہا ورنہ جنت میں کچھ ادنیٰ نہیں۔ ۱۲

[3] یعنی جس راہ سے حضور گزر فرمائیں وہاں کی زمین عنبر ہو جاتی ہے ہوا عبیر بن جاتی ہے اور (بقیہ اگلے صفحہ پر)

اف بے حیائیاں کہ یہ منھ اور ترے حضور
ہاں تو کریم ہے تری خُو در گزر کی ہے

تجھ سے چھپاؤں منھ تو کروں کس کے سامنے
کیا اور بھی کسی سے توقع نظر کی ہے

جاؤں کہاں پکاروں کسے کس کا منھ تکوں
کیا پرسش اور جا بھی سگِ بے ہنر کی ہے

بابِ عطا تو یہ ہے جو بہکا ادھر ادھر
کیسی خرابی اس نگھرے دربدر کی ہے

آباد ایک در ہے ترا اور ترے[1] سوا
جو بارگاہ دیکھیے غیرت کھنڈر کی ہے

لب وا ہیں آنکھیں بند ہیں پھیلی ہیں جھولیاں
کتنے مزے کی بھیک ترے پاک در کی ہے

گھیرا اندھیریوں نے دہائی ہے چاند کی
تنہا ہوں کالی رات ہے منزل خطر کی ہے

(بقیہ اگلے صفحہ کا) غبار مشک تر ہو جاتا ہے۔

[۴] سائل کو نہ ملنے کی دو صورتیں ہوتی ہیں ایک یہ کہ جس سے مانگا وہ سرے سے انکار کر دے۔ یہ تو 'لا' ہوا یعنی نہیں۔ دوسرے یہ کہ شرط پر ٹالے کہ اگر ہمارے پاس ہوا تو دیں گے یا اگر تم نے فلاں کام کیا تو دیں گے۔ ان کی سرکار میں یہ دونوں باتیں نہیں، تو ضرور ہمیں امید ہے کہ جو ہم مانگیں گے پائیں گے۔

[۱] اولیاء کرام کی بارگاہیں بھی حضور ہی کی بارگاہ ہیں۔ حضور ہی کی کفش برداری سے وہ اولیاء ہوئے اور واسطہ و وسیلہ بنے حتیٰ کہ انبیاء بھی حضور ہی کے طفیلی اور عطائے فیض میں حضور ہی کے نائب ہیں (علیہم الصلوٰۃ والسلام)

قِسمت میں لاکھ پیچ ہوں سَو بَل ہزار کج

یہ ساری گتھی اِک تِری سیدھی نظر کی ہے

ایسی بندھی نصیب کھلے مشکلیں کھلیں

دونوں جہاں میں دھوم تمہاری کمر کی ہے

جنت نہ دیں، نہ دیں، تری رویت ہو خیر سے

اس گل کے آگے کس کو ہوس برگ و بر کی ہے

شربت[1] نہ دیں، نہ دیں، تو کرے بات لطف سے

یہ شہد ہو تو پھر کسے پروا شکر کی ہے

میں خانہ زاد کہنہ ہوں صورت لکھی ہوئی

بندوں کنیزوں میں مرے مادر پدر کی ہے

منگتا کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین تھی

دُوری قبول و عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

سنکی وہ دیکھ بادِ شفاعت کہ دے ہوا

یہ آبرو رضاؔ[2] ترے دامانِ تر کی ہے

---

[1] بظاہر ایک گونہ انسانی کی صنعت ہے جنت سے گویا بے رغبتی ظاہر کی مگر اس شرط پر کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رویت خیر سے ہو اور یقیناً معلوم ہے کہ جسے حضور کی رویت خیر سے ہو گی جنت اس کے قدموں سے لگی ہوتی ہے پھر محال ہے کہ اسے جنت نہ دیں علاوہ بریں عشاق ہرگز اپنے محبوب کے سوا گل و بلبل شہد و شیر کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ ۱۲

[2] کسی کے دامن کو خشک کرنے کے لئے ہوا دیتے ہیں۔ اور تر دامنی استعارہ ہے گناہ سے یعنی تیرے دامن تر کو ہوا دینے کے لئے وہ دیکھ شفاعت کی نسیم چلی۔ والحمد للہ۔

معراج نظم نذرِ گدا بحضور سلطانُ الانبیا علیہ افضل الصّلوٰۃ والثنا

در تہنیتِ شادیٔ اسرا

وہ سرورِ کشورِ رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہمان کے لئے تھے

بہار ہے شادیاں مبارک چمن کو آبادیاں مبارک
ملک فلک اپنی اپنی لے میں یہ گھر عنادل کا بولتے تھے

وہاں فلک پر یہاں زمیں میں رچی تھی شادی مچی تھی دھومیں
اُدھر سے انوار ہنستے آتے اِدھر سے نفحات اُٹھ رہے تھے

یہ چھوٹ پڑتی تھی اُن کے رُخ کی کہ عرش تک چاندنی تھی چھٹکی
وہ رات کیا جگمگا رہی تھی جگہ جگہ نصب آئنے تھے

نئی دلھن کی پھبن میں کعبہ نکھر کے سنورا سنور کے نکھرا
حجر کے صدقے کمر کے اِک تِل میں رنگ لاکھوں بناؤ کے تھے

نظر میں دولھا کے پیارے جلوے حیا سے محراب سر جھکائے
سیاہ پردے کے منھ پر آنچل تجلّیِ ذاتِ بحت سے تھے

خوشی کے بادل اُمنڈ کے آئے دلوں کے طاؤس رنگ لائے
وہ نغمۂ نعت کا سماں تھا حرم کو خود وجد آ رہے تھے

یہ جھوما میزابِ زر کا جھومر کہ آ رہا کان پر ڈھلک کر
پھوہار برسی تو موتی جھڑ کر حطیم کی گود میں بھرے تھے

دلھن کی خوشبو سے مست کپڑے نسیم گستاخ آنچلوں سے
غلافِ مشکیں جو اُڑ رہا تھا غزال نافے بسا رہے تھے

پہاڑیوں کا وہ حسن تزئیں وہ اونچی چوٹی وہ ناز و تمکیں!
صبا سے سبزہ میں لہریں آتیں دوپٹے دھانی چنے ہوئے تھے

نہا کے نہروں نے وہ چمکتا لباس آبِ رواں کا پہنا
کہ موجیں چھڑیاں تھیں دھار لچکا حبابِ تاباں کے تھل ٹکے تھے

پرانا پر داغ ملگجا تھا اٹھا دیا فرش چاندنی کا
ہجومِ تارِ نگہ سے کوسوں قدم قدم فرش بادلے تھے

غبار بن کر نثار جائیں کہاں اب اُس رہ گزر کو پائیں
ہمارے دل حوریوں کی آنکھیں فرشتوں کے پر جہاں بچھے تھے

خدا ہی دے صبر جانِ پرغم دکھاؤں کیوں کر تجھے وہ عالم
جب اُن کو جھرمٹ میں لے کے قدسی جناں کا دولھا بنا رہے تھے

اتار کر اُن کے رخ کا صدقہ یہ نور کا بٹ رہا تھا باڑا
کہ چاند سورج مچل مچل کر جبیں کی خیرات مانگتے تھے

وہی تو اب تک چھلک رہا ہے وہی تو جوبن ٹپک رہا ہے
نہانے میں جو گرا تھا پانی کٹورے تاروں نے بھر لیے تھے

بچا جو تلووں کا ان کے دھوون بنا وہ جنّت کا رنگ و روغن
جنھوں نے دولھا کی پائی اُترن وہ پھول گلزارِ نور کے تھے

خبر یہ تحویلِ مہر کی تھی کہ رُت سہانی گھڑی پھرے گی
وہاں کی پوشاک زیبِ تن کی یہاں کا جوڑا اتر ھا چکے تھے

تجلیِ حق کا سہرا سر پر صلوٰۃ و تسلیم کی نچھاور
دو رُویہ قدسی پَرے جما کر کھڑے سلامی کے واسطے تھے

جو ہم بھی واں ہوتے خاکِ گلشن لپٹ کے قدموں سے لیتے اُترن
مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامُرادی کے دن لکھے تھے

ابھی نہ آئے تھے پشتِ زیں تک کہ سَر ہوئی مغفرت کی شلّک
صَدا شفاعت نے دی مُبارک گناہ مستانہ جھومتے تھے

عجب نہ تھا رخش کا چمکنا غزالِ دم خوردہ سا بھڑکنا
شعاعیں بکے اڑا رہی تھیں تڑپتے آنکھوں پہ صاعقے تھے

ہجومِ اُمید ہے گھٹاؤ مُرادیں دے کر انھیں ہٹاؤ
ادب کی باگیں لیے بڑھاؤ ملائکہ میں یہ غلغلے تھے

اٹھی جو گردِ رہِ منوّر وہ نور برسا کہ راستے بھر
گھرے تھے بادل بھرے تھے جل تھل امنڈ کے جنگل اُبل رہے تھے

سِتم کیا کیسی مَت کٹی تھی قمر وہ خاک اُن کے رہ گزر کی
اٹھا نہ لایا کہ ملتے ملتے یہ داغ سب دیکھتا مٹے تھے

بُراق کے نقش سُم کے صدقے وہ گل کھلائے کہ سارے رستے
مہکتے گلبن لہکتے گلشن ہرے بھرے لہلہا رہے تھے

نمازِ اقصیٰ میں تھا یہی سِر عیاں ہوں معنیِ اوّل آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

یہ اُن کی آمد کا دبدبہ تھا نکھار ہر شئے کا ہو رہا تھا
نجوم و افلاک جام و مینا اجالتے تھے کھنگالتے تھے

نقاب الٹے وہ مہرِ انور جلال رُخسار گرمیوں پر!
فلک کو ہیبت سے تپ چڑھی تھی تپکتے انجم کے آبلے تھے

یہ جوششِ نور کا اثر تھا کہ آبِ گوہر کمر کمر تھا
صفائے رہ سے پھسل پھسل کر ستارے قدموں پہ لوٹتے تھے

بڑھا یہ لہرا کے بحرِ وحدت کہ دُھل گیا نامِ ریگِ کثرت
فلک کے ٹیلوں کی کیا حقیقت یہ عرش و کرسی دو بلبلے تھے

وہ ظلِّ رحمت وہ رخ کے جلوے کہ تارے چھپتے نہ کھلنے پاتے
سنہری زربفت اودی اطلس یہ تھان سب دھوپ چھاؤں کے تھے

چلا وہ سروِ چماں خراماں نہ رُک سکا سدرہ سے بھی داماں
پلک جھپکتی رہی وہ کب کے سب این و آں سے گزر چکے تھے

جھلک سی اِک قدسیوں پر آئی ہوا بھی دامن کی پھر نہ پائی
سواری دولھا کی دُور پہنچی برات میں ہوش ہی گئے تھے

تھکے تھے رُوح الامیں کے بازو چھٹا وہ دامن کہاں وہ پہلو
رکاب چھوٹی امید ٹوٹی نگاہ حسرت کے ولولے تھے

روش کی گرمی کو جس نے سوچا دماغ سے اِک بھبوکا پھوٹا
خرد کے جنگل میں پھول چمکا دہر دہر پیڑ جل رہے تھے

جلو میں جو مرغِ عقل اڑے تھے عجب بُرے حالوں گرتے پڑتے
وہ سدرہ ہی پر رہے تھے تھک کر چڑھا تھا دم تیور آگئے تھے

قوی تھے مرغانِ وہم کے پر اڑے تو اڑنے کو اور دم بھر
اٹھائی سینے کی ایسی ٹھوکر کہ خونِ اندیشہ تھوکتے تھے

سُنا یہ اتنے میں عرشِ حق نے کہ لے مبارک ہوں تاج والے
وہی قدم خیر سے پھر آئے جو پہلے تاجِ شرف ترے تھے

یہ سن کے بے خود پکار اٹھا نثار جاؤں کہاں ہیں آقا
پھر ان کے تلووں کا پاؤں بوسہ یہ میری آنکھوں کے دن پھرے تھے

جھکا تھا مجرے کو عرشِ اعلیٰ گرے تھے سجدے میں بزمِ بالا
یہ آنکھیں قدموں سے مل رہا تھا وہ گرد قربان ہو رہے تھے

ضیائیں کچھ عرش پر یہ آئیں کہ ساری قندیلیں جھلملائیں
حضورِ خورشید کیا چمکتے چراغ منھ اپنا دیکھتے تھے

یہی سماں تھا کہ پیکِ رحمت خبر یہ لایا کہ چلیے حضرت
تمہاری خاطر کشادہ ہیں جو کلیم پر بند راستے تھے

بڑھ اے محمّد قریں ہو احمد قریب آ سرورِ ممجّد
نثار جاؤں یہ کیا ندا تھی یہ کیا سماں تھا یہ کیا مزے تھے

تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوشِ لن ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے

خرد سے کہدو کہ سر جھکا لے گماں سے گزرے گزرنے والے
پڑے ہیں یاں خود جہت کو لالے کسے بتائے کدھر گئے تھے

سراغ این و متیٰ کہاں تھا نشانِ کیف و اِلیٰ کہاں تھا
نہ کوئی راہی نہ کوئی ساتھی نہ سنگِ منزل نہ مرحلے تھے

اُدھر سے پیہم تقاضے آنا اِدھر تھا مشکل قدم بڑھانا
جلال و ہیبت کا سامنا تھا جمال و رحمت ابھارتے تھے

بڑھے تو لیکن جھجکتے ڈرتے حیا سے جھکتے ادب سے رکتے
جو قرب انھیں کی روش پہ رکھتے تو لاکھوں منزل کے فاصلے تھے

پر ان کا بڑھنا تو نام کو تھا حقیقۃً فعل تھا اُدھر کا
تنزّلوں میں ترقی افزا دَنیٰ تدلّٰی کے سلسلے تھے

ہوا نہ آخر کہ ایک بجرا تموجِ بحرِ ہُو میں اُبھرا
دَنیٰ کی گودی میں ان کو لے کر فنا کے لنگر اٹھا دیے تھے

کسے ملے گھاٹ کا کنارا کدھر سے گزرا کہاں اتارا
بھرا جو مثلِ نظر طرارا وہ اپنی آنکھوں سے خود چھپے تھے

اٹھے جو قصرِ دنیٰ کے پردے کوئی خبر دے تو کیا خبر دے
وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی نہ کہہ کہ وہ بھی نہ تھے ارے تھے

وہ باغ کچھ ایسا رنگ لایا کہ غنچہ و گل کا فرق اٹھایا
گرہ میں کلیوں کی باغ پھولے گلوں کے تکمے لگے ہوئے تھے

محیط و مرکز میں فرق مشکل رہے نہ فاصل خطوط واصل
کمانیں حیرت میں سر جھکائے عجیب چکر میں دائرے تھے

حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے
عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

زبانیں سوکھی دکھا کے موجیں تڑپ رہی تھیں کہ پانی پائیں
بھنور کو یہ ضعفِ تشنگی تھا کہ حلقے آنکھوں میں پڑ گئے تھے

وہی ہے اوّل وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اُسی کے جلوے اُسی سے ملنے اُسی سے اُس کی طرف گئے تھے

کمانِ امکاں کے جھوٹے نقطو تم اوّل آخر کے پھیر میں ہو
محیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سے آئے کدھر گئے تھے

ادھر سے تھیں نذرِ شہ نمازیں ادھر سے انعامِ خسروی میں
سلام و رحمت کے ہار گندھ کر گلوئے پر نور میں پڑے تھے

زباں کو انتظارِ گفتن تو گوش کو حسرتِ شنیدن
یہاں جو کہنا تھا کہہ لیا تھا جو بات سننی تھی سن چکے تھے

وہ برجِ بطحا کا ماہ پارہ بہشت کی سیر کو سدھارا
چمک پہ تھا خلد کا ستارہ کہ اس قمر کے قدم گئے تھے

سُرورِ مَقدم کی روشنی تھی کہ تابشوں سے مہِ عرب کی
جناں کے گلشن تھے جھاڑ فرشی جو پھول تھے سب کنول بنے تھے

طرب کی نازش کہ ہاں لچکیے ادب وہ بندش کہ ہل نہ سکیے
یہ جوشِ ضدّین تھا کہ پودے کشاکشِ ارّہ کے تلے تھے

خدا کی قدرت کہ چاند حق کے کروروں منزل میں جلوہ کر کے
ابھی نہ تاروں کی چھاؤں بدلی کہ نور کے تڑکے آلیے تھے

نبیِ رحمت شفیعِ امّت رضاؔ پہ لِلّٰہ ہو عنایت
اسے بھی ان خلعتوں سے حصّہ جو خاص رحمت کے واں بٹے تھے

ثنائے سرکار ہے وظیفہ قبولِ سرکار ہے تمنّا
نہ شاعری کی ہوس نہ پروا روی تھی کیا کیسے قافیے تھے

رُباعیات

آتے رہے انبیا کَمَا قِیْلَ لَھُمْ
وَالْخَاتَمُ حَقُّکُمْ کہ خاتم ہوئے تم
یعنی جو ہوا دفترِ تنزیل تمام
آخر میں ہوئی مہر کہ اَکْمَلْتُ لَکُمْ

شب لحیہ و شارب ہے رُخِ روشن دن
گیسو و شب قدر و برات مومن
مژگاں کی صفیں چار ہیں دو ابرو ہیں
وَالْفَجْر کے پہلو میں لَیَالٍ عَشْرٍ

اللہ کی سرتا بقدم شان ہیں یہ
اِن سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انھیں
ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

بوسہ گہِ اصحاب وہ مہرِ سامی
وہ شانۂ چپ میں اُس کی عنبر فامی
یہ طرفہ کہ ہے کعبۂ جان و دِل میں
سنگِ اسود نصیب رکنِ شامی

کعبہ سے اگر تربتِ شہ فاضل ہے
کیوں بائیں طرف اُس کے لئے منزل ہے
اس فکر میں جو دل کی طرف دھیان گیا
سمجھا کہ وہ جسم ہے یہ مرقد دل ہے

تم چاہو تو قسمت کی مصیبت ٹل جائے
کیوں کر کہوں ساعت سے قیامت ٹل جائے
للّٰہ اٹھا دو رُخِ روشن سے نقاب
مولیٰ مِری آئی ہوئی شامت ٹل جائے

یاں شبہ شبیہہ کا گزرنا کیسا !
بے مثل کی تمثال سنورنا کیسا
ان کا متعلق ہے ترقی پہ مُدام
تصویر کا پھر کھیے اترنا کیسا

یہ شہ کی تواضع کا تقاضا ہی نہیں
تصویر کھنچے ان کو گوارا ہی نہیں
معنی ہیں یہ مانی کہ کرم کیا مانے
کھنچنا تو یہاں کسی سے ٹھہرا ہی نہیں

اللّٰہ
ربّ
محمّد
صلّی علیہ
وسلّما

حدائقِ بخشش

۱۳۲۵ھ

حصّہ دوم

حسّانُ الہند سیّدنا اعلیحضرت امام احمد رضا قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شائع کردہ:-
رضا اکیڈمی بمبئی

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَا یَا اَیُّھَا السَّاقِی اَدِرْ کَاسًا وَّنَاوِلْھَا
کہ بر یادِ شہِ کوثر بنا سازیم محفلہا
بلا بارید حبِّ شیخِ نجدی بر وہابیہ
کہ عشق آساں نمود اوّل ولے افتاد مشکلہا
وہابی گرچہ اخفا می کند بغضِ نبی لیکن
نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا
توہّب گاہ ملکِ ہند اقامت را نمی شاید
جرس فریاد می دارد کہ بربندید محملہا
صلائے مجلسم در گوش آمد بیں بیا بشنو
جرس مستانہ می گوید کہ بربندید محملہا
مگرداں رُو ازیں محفل رہِ اربابِ سنّت رَو
کہ سالک بے خبر نبود زِ راہ و رسمِ منزلہا
دریں جلوت بیا از راہِ خلوت تا خُدا یابی
مَتٰی مَا تَلْقَ مَنْ تَہْوٰی دَعِ الدُّنْیَا وَاَمْھِلْھَا

دلم قربانت اے دودِ چراغِ محفلِ مولد
زتابِ جعدِ مشکینت چہ خوں افتاد در دلہا
غریقِ بحرِ عشقِ احمدیم از فرحتِ مولد
کجا دانند حالِ ما سبکسارانِ ساحلہا
رضا مست جامِ عشق ساغر باز می خواہد
اَلَا یَا اَیُّھَا السَّاقِیْ اَدِرْ کَاسًا وَّنَاوِلْھَا

○

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا
باغِ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا
مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا
بارھویں کے چاند کا مجرا ہے سجدہ نور کا
بارہ برجوں سے جھکا ایک اک ستارہ نور کا
ان کے قصرِ قدر سے خلد ایک کمرہ نور کا
سدرہ پائیں باغ میں ننھا سا پودا نور کا
عرش بھی فردوس بھی اس شاہ والا نور کا
یہ مثمن برج وہ مشکوئے اعلیٰ نور کا

آئی بدعت چھائی ظلمت رنگ بدلا نور کا
ماہِ سنّت مہرِ طلعت لے لے بدلا نور کا

تیرے ہی ماتھے رہا اے جان سہرا نور کا
بخت جاگا نور کا چمکا ستارا نور کا

میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا
نور دن دونا ترا دے ڈال صدقہ نور کا

تیری ہی جانب ہے پانچوں وقت سجدہ نور کا
رُخ ہے قبلہ نور کا ابرو ہے کعبہ نور کا

پشت پر ڈھلکا سرِ انور سے شملہ نور کا
دیکھیں موسیٰ طور سے اُترا صحیفہ نور کا

تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا
سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نور کا

بینیِ پُر نور پر رخشاں ہے بُکّہ نور کا
ہے لواء الحمد پر اڑتا پھریرا نور کا

مصحفِ عارض پہ ہے خطِ شفیعہ نور کا
لو سیہ کارو مبارک ہو قبالہ نور کا

آبِ زر بنتا ہے عارض پر پسینہ نور کا
مصحفِ اعجاز پر چڑھتا ہے سونا نور کا

پیچ کرتا ہے فدا ہونے کو لمعہ نور کا
گردِ سر پھرنے کو بنتا ہے عمامہ نور کا

ہیبتِ عارض سے تھراتا ہے شعلہ نور کا
کفشِ پا پر گر کے بن جاتا ہے گپّھا نور کا

شمع دِل مشکوٰۃ تن سینہ زجاجہ نور کا
تیری صورت کے لئے آیا ہے سُورہ نور کا

مَیل سے کس درجہ ستھرا ہے وہ پتلا نور کا
ہے گلے میں آج تک کورا ہی کرتا نور کا

تیرے آگے خاک پر جھکتا ہے ماتھا نور کا
نور نے پایا ترے سجدے سے سیما نور کا

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

کیا بنا نامِ خدا اسرا کا دُولھا نور کا
سر پہ سہرا نور کا بر میں شہانہ نور کا

بزمِ وحدت میں مزا ہوگا دو بالا نور کا
ملنے شمعِ طور سے جاتا ہے اِکّا نور کا

وصفِ رخ میں گاتی ہیں حوریں ترانہ نور کا
قدرتی بینوں میں کیا بجتا ہے لہرا نور کا

یہ کتابِ کُن میں آیا طرفہ آیہ نور کا
غیرِ قائل کچھ نہ سمجھا کوئی معنیٰ نور کا

دیکھنے والوں نے کچھ دیکھا نہ بھالا نور کا
مَنْ رَاٰی کیسا؟ یہ آئینہ دکھایا نور کا

صبح کر دی کفر کی سچّا تھا مژدہ نور کا
شام ہی سے تھا شبِ تیرہ کو دھڑکا نور کا

پڑتی ہے نوری بھرن امڈا ہے دریا نور کا
سر جھکا اے کشتِ کفر آتا ہے اہلا نور کا

ناریوں کا دَور تھا دل جل رہا تھا نور کا
تم کو دیکھا ہو گیا ٹھنڈا کلیجا نور کا

نسخ ادیاں کر کے خود قبضہ بٹھایا نور کا
تاجور نے کر لیا کچّا علاقہ نور کا

جو گدا دیکھو لیے جاتا ہے توڑا نور کا
نور کی سرکار ہے کیا اس میں توڑا نور کا

بھیک لے سرکار سے لا جلد کاسہ نور کا
ماہِ نو طیبہ میں بٹتا ہے مہینہ نور کا

دیکھ ان کے ہوتے نازیبا ہے دعویٰ نور کا
مہر لکھ دے یاں کے ذرّوں کو مچلکا نور کا

یاں بھی داغِ سجدۂ طیبہ ہے تمغا نور کا
اے قمر کیا تیرے ہی ماتھے ہے ٹیکا نور کا

شمع ساں ایک ایک پروانہ ہے اس با نور کا
نورِ حق سے لو لگائے دل میں رشتہ نور کا

انجمن والے ہیں انجم بزم حلقہ نور کا
چاند پر تاروں کے جھرمٹ سے ہے ہالہ نور کا

تیری نسلِ پاک میں ہے بچّہ بچّہ نور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانا نور کا

نور کی سرکار سے پایا دوشالہ نور کا
ہو مبارک تم کو ذوالنّورین جوڑا نور کا

کس کے پردے نے کیا آئینہ اندھا نور کا
مانگتا پھرتا ہے آنکھیں ہر نگینہ نور کا

اب کہاں وہ تابشیں کیسا وہ تڑکا نور کا
مہر نے چھپ کر کیا خاصا دھندلکا نور کا

تم مقابل تھے تو پہروں چاند بڑھتا نور کا
تم سے چھٹ کر منھ نکل آیا ذرا سا نور کا

قبرِ انور کہیے یا قصرِ معلّٰے نور کا
چرخِ اطلس یا کوئی سادہ ساقبہ نور کا

آنکھ مِل سکتی نہیں در پر ہے پہرا نور کا
تاب ہے بے حکم پر مارے پرندہ نور کا

نزع میں لوٹے گا خاکِ در پہ شیدا نور کا
مر کے اوڑھے گی عروسِ جاں دوپٹا نور کا

تابِ مہرِ حشر سے چونکے نہ کشتہ نور کا
بوندیاں رحمت کی دینے آئیں چھینٹا نور کا

وضع واضع میں تری صورت ہے معنی نور کا
یوں مجازاً چاہیں جس کو کہہ دیں کلمہ نور کا

انبیا اجزا ہیں تو بالکل ہے جملہ نور کا
اس علاقے سے ہے اُن پر نام سچا نور کا

یہ جو مہر و مہ پہ ہے اطلاق آتا نور کا
بھیک تیرے نام کی ہے استعارہ نور کا

سرمگیں آنکھیں حریم حق کے وہ مشکیں غزال
ہے فضائے لامکاں تک جن کا رمنا نور کا

تابِ حسنِ گرم سے کھل جائیں گے دل کے کنول
نو بہاریں لائے گا گرمی کا جھلکا نور کا

ذرّے مہرِ قدس تک تیرے توسّط سے گئے
حدّ اوسط نے کیا صغریٰ کو کبریٰ نور کا

سبزۂ گردوں جھکا تھا بہرِ پا بوسِ بُراق
پھر نہ سیدھا ہو سکا کھایا وہ کوڑا نور کا

تابِ سم سے چوندھیا کر چاند انھیں قدموں پھرا
ہنس کے بجلی نے کہا دیکھا چھلاوا نور کا

دیدِ نقشِ سم کو نکلی سات پردوں سے نگاہ
پتلیاں بولیں چلو آیا تماشا نور کا

عکسِ سم نے چاند سورج کو لگائے چار چاند
پڑ گیا سیم و زرِ گردوں پہ سکّہ نور کا

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

ایک سینہ تک مشابہ اک وہاں سے پاؤں تک
حسنِ سبطین ان کے جاموں میں ہے نیما نور کا

صاف شکل پاک ہے دونوں کے ملنے سے عیاں
خطِ توأم میں لکھا ہے یہ دو ورقہ نور کا

ک گیسو ہ دہن ی ابرو آنکھیں ع ص
کھیعص اُن کا ہے چہرہ نور کا

اے رضاؔ یہ احمدِ نوری کا فیضِ نور ہے
ہوگئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا

○

امتنان و سیاہ کاریہا — شافعِ حشر و غم گساریہا
دوُر از کوئے صاحبِ کوثر — چشم دارد چہ اشکباریہا
در فراقِ تو یا رسول اللہ! — سینہ دارد چہ بے قراریہا
ظلمت آبادِ گور روشن شد — داغِ دل راست نور باریہا
چہ کند نفس پردہ در مولیٰ — چوں تو لیُ گرمِ پردہ داریہا
سگِ کوئے نبی و یک نگہے — من و تا حشر جاں نثاریہا
سَوۡفَ یُعۡطِیۡكَ رَبُّكَ تَرۡضٰی — حق نمودت چہ پاسداریہا
دارم اے گل بیادِ زلف و رخت — سحر و شام آہ و زاریہا

تازہ لطفِ تو بر رضاؔ ہر دم
مرہمِ کہنہ دلِ فگاریہا

وصلِ اوّل فضائلِ سرکارِ غوثیت
رضی اللہ تعالےٰ عنہ

تِرا ذرّہ مہِ کامل ہے یا غوث — تِرا قطرہ یمِ سائل ہے یا غوث
کوئی سالک ہے یا واصل ہے یا غوث — وہ کچھ بھی ہو ترا سائل ہے یا غوث

قدِ بے سایہ ظلِ کبریا ہے ۔۔۔ تو اس بے سایہ ظِل کا ظل ہے یا غوث
تری جاگیر میں ہے شرق تا غرب ۔۔۔ قلمرو میں حرم تا حل ہے یا غوث
دل عشق و رُخِ حسن آئینہ ہیں ۔۔۔ اور ان دونوں میں تیرا ظل ہے یا غوث
تری شمعِ دِل آرا کی تب و تاب ۔۔۔ گل و بلبل کی آب و گل ہے یا غوث
ترا مجنوں ترا صحرا ترا نجد ۔۔۔ تری لیلیٰ ترا محمل ہے یا غوث
یہ تیری چمپئی رنگت حسینی ۔۔۔ حسن کے چاند صبح دل ہے یا غوث
گلستاں زار تیری پنکھڑی ہے ۔۔۔ کلی سو خلد کا حاصل ہے یا غوث
اگال اس کا ادھار ابرار کا ہو ۔۔۔ جسے تیرا اُلش حاصل ہے یا غوث
اشارہ میں کیا جس نے قمر چاک ۔۔۔ تو اس مہ کا مہِ کامل ہے یا غوث
جسے عرشِ دوم کہتے ہیں افلاک ۔۔۔ وہ تیری کرسیِ منزل ہے یا غوث
تو اپنے وقت کا صدّیقِ اکبر ۔۔۔ غنی و حیدر و عادل ہے یا غوث
ولی کیا مُرسل آئیں خود حضور آئیں ۔۔۔ وہ تیری وعظ کی محفل ہے یا غوث
جسے مانگے نہ پائیں جاہ والے ۔۔۔ وہ بن مانگے تجھے حاصل ہے یا غوث
فیوضِ عالمِ اُمّی سے تجھ پر ۔۔۔ عیاں ماضی و مستقبل ہے یا غوث
جو قرنوں سیر میں عارف نہ پائیں ۔۔۔ وہ تیری پہلی ہی منزل ہے یا غوث
ملک مشغول ہیں اُس کی ثنا میں ۔۔۔ جو تیرا ذاکر و شاغل ہے یا غوث
نہ کیوں ہو تیری منزل عرش ثانی ۔۔۔ کہ عرشِ حق تری منزل ہے یا غوث
وہیں سے اُبلے ہیں ساتوں سمندر ۔۔۔ جو تیری نہر کا ساحل ہے یا غوث

ملائک کے بشر کے جن کے حلقے
تری ضَو ماہ ہر منزل ہے یا غوث

بخارا و عراق و چشت و اجمیر
تری لَو شمع ہر محفل ہے یا غوث

جو تیرا نام لے ذاکر ہے پیارے
تصوّر جو کرے شاغل ہے یا غوث

جو سر دے کر ترا سودا خریدے
خدا دے عقل وہ عاقل ہے یا غوث

کہا تونے کہ جو مانگو ملے گا
رضؔا تجھ سے ترا سائل ہے یا غوث

وصل دوم فضائل غر بطرز دِگر

جو تیرا طِفل ہے کامل ہے یا غوث
طفیلی کا لقب واصل ہے یا غوث

تصوّف تیرے مکتب کا سبق ہے
تصرّف پر ترا عامل ہے یا غوث

تری سَیرِ الی اللّٰہ ہی ہے فی اللّٰہ
کہ گھر سے چلتے ہی موصل ہے یا غوث

تو نورِ اوّل و آخر ہے مولیٰ
تو خیرِ عاجل و آجل ہے یا غوث

ملک کے کچھ بشر کچھ جن کے ہیں پیر
تو شیخ عالی و سافل ہے یا غوث

کتابِ ہر دِل آثار تعرّف
ترے دفتر ہی سے ناقل ہے یا غوث

فتوح الغیب اگر روشن نہ فرمائے
فتوحات و فصوص آفل ہے یا غوث

ترا منسوب ہے مرفوع اس جا
اضافت رَفع کی عامل ہے یا غوث

ترے کامی مشقت سے بَری ہیں
کہ برتر نصب سے فاعل ہے یا غوث

اَحَد سے احمد اور احمد سے تجھ کو — کُن اور سب کُن مکن حاصل ہے یا غوث

تری عزت، تری رفعت ترا فضل — بفضلہٖ افضل و فاضل ہے یا غوث

ترے جلوے کے آگے منطقہ سے — مہ و خور پر خطِ باطل ہے یا غوث

سیاہی مائل اس کی چاندنی آئی — قمر کا یوں فلک مائل ہے یا غوث

طلائے مہر ہے ٹکسال باہر — کہ خارج مرکز حامل ہے یا غوث

تو برزخ ہے برنگِ نونِ منّت — دو جانب منتصل واصل ہے یا غوث

نبی سے آخذ اور امّت پہ فائض — ادھر قابل ادھر فاعل ہے یا غوث

نتیجہ حدّ اوسط گر کے دے اور — یہاں جب تک کہ تو شامل ہے یا غوث

اَلَاطُوْبٰی لَکُمْ ہے وہ کہ جن کا — شبانہ روز وردِ دل ہے یا غوث

عجم کیسا عرب حل کیا حرم میں — جمی ہر جا تری محفل ہے یا غوث

ہے شرحِ اسمِ اَلْقَادِر ترا نام — یہ شرح اس متن کی حامل ہے یا غوث

جبینِ جبہ فرسائی کا صندل — تری دیوار کی کہگل ہے یا غوث

بجا لایا وہ امرِ سَارِعُوْا کو — تری جانب جو مستعجل ہے یا غوث

تری قدرت تو فطریات سے ہے — کہ قادر نام میں داخل ہے یا غوث

تصرّف والے سب مظہر ہیں تیرے — تو ہی اس پردے میں فاعل ہے یا غوث

رضا کے کام اور رُک جائیں حاشا
ترا سائل ہے تو باذل ہے یا غوث

وصل سوم تفضیل حضور و رغم ہر عدو مقہور

بدل یا فرد جو کامل ہے یا غوث — ترے ہی در سے مستکمل ہے یا غوث
جو تیری یاد سے ذاہل ہے یا غوث — وہ ذکر اللہ سے غافل ہے یا غوث
انا السیّاف سے جاہل ہے یا غوث — جو تیرے فضل پر صائل ہے یا غوث
سخن ہیں اصفیا تو مغز معنی — بدن ہیں اولیا تو دل ہے یا غوث
اگر وہ جسمِ عرفاں ہیں تو تُو آنکھ — اگر وہ آنکھ ہیں تو تل ہے یا غوث
الوہیّت نبوّت کے سوا تُو — تمام افضال کا قابل ہے یا غوث
نبی کے قدموں پر ہے جز نبوّت — کہ ختم اس راہ میں حائل ہے یا غوث
الوہیّت ہی احمد نے نہ پائی — نبوّت ہی سے تو عاطل ہے یا غوث
صحابیّت ہوئی پھر تابعیّت — بس آگے قادری منزل ہے یا غوث
ہزاروں تابعی سے تو فزوں ہے — وہ طبقہ مجملاً فاضل ہے یا غوث
رہا میدان و شہرستان عرفان — ترا رمنا تری محفل ہے یا غوث
یہ چشتی سہروردی نقشبندی — ہر اک تیری طرف مائل ہے یا غوث
تری چڑیاں ہیں تیرا دانہ پانی — ترا میلہ تری محفل ہے یا غوث
انھیں تو قادری بیعت ہے تجدید — وہ ہاں خاطی جو مستبدل ہے یا غوث

قمر پر جیسے خور کا یوں ترا فرض | سب اہل نور پر فاضل ہے یاغوث
غلط کردم تو واہب ہے نہ مقرض | تری بخشش ترا نائل ہے یاغوث
کوئی کیا جانے تیرے سر کا رتبہ | کہ تلوا تاجِ اہلِ دل ہے یاغوث
مشایخ میں کسی کی تجھ پہ تفضیل | بحکمِ اولیا باطل ہے یاغوث
جہاں دشوار ہو وہمِ مساوات | یہ جرأت کس قدر ہائل ہے یاغوث
ترے خدام کے آگے ہے اِک بات | جو اور اقطاب کو مشکل ہے یاغوث
اُسے اِدبار جو مُدبر ہے تجھ سے | وہ ذی اقبال جو مقبل ہے یاغوث
خدا کے در سے ہے مطرود و مخذول | جو تیرا تارک و خاذل ہے یاغوث
ستم کوری وہابی رافضی کی | کہ ہندو تک ترا قائل ہے یاغوث
وہ کیا جانے گا فضلِ مرتضیٰ کو | جو تیرے فضل کا جاہل ہے یاغوث

رضا کے سامنے کی تاب کس میں
فلک وارے اس پہ تیرا ظل ہے یاغوث

وصلِ چہارم استعانت از سرکارِ غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

طلب کا منہ تو کس قابل ہے یاغوث | مگر تیرا کرم کامل ہے یاغوث
دوہائی یا محی الدین دوہائی | بلا اسلام پر نازل ہے یاغوث
وہ سنگیں بدعتیں وہ تیزیِ کفر | کہ سر پر تیغ دل پر سِل ہے یاغوث

عَزُوْمًا قَانِلاً عِنْدَ الْقِتَالِ — مدد کو آ دمِ بسمل ہے یا غوث
خدا را ناخدا آ دے سہارا — ہوا بگڑی بھنور حائل ہے یا غوث
جِلا دے دیں جَلا دے کفر و الحاد — کہ تو محیی ہے تو قاتل ہے یا غوث
تِرا وقت اور پڑے یوں دین پر وقت — نہ تو عاجز نہ تو غافل ہے یا غوث
رہی ہاں شامتِ اعمال یہ بھی — جو تو چاہے ابھی زائل ہے یا غوث
غیورا اپنی غیرت کا تصدق — وہی کر جو ترے قابل ہے یا غوث
خدارا مرہمِ خاکِ قدم دے — جگر زخمی ہے دل گھائل ہے یا غوث
نہ دیکھوں شکلِ مشکل تیرے آگے — کوئی مشکل سی یہ مشکل ہے یا غوث
وہ گھیرا رشتۂ شرکِ خفی نے — پھنسا زنار میں یہ دل ہے یا غوث
کیے ترسا و گبر اقطاب و ابدال — یہ محض اسلام کا سائل ہے یا غوث
تو قوت دے میں تنہا کام بسیار — بدن کمزور دل کاہل ہے یا غوث
عدو بد دین مذہب والے حاسد — تو ہی تنہا کا زورِ دل ہے یا غوث
حسد سے ان کے سینے پاک کر دے — کہ بدتر دق سے بھی یہ سِل ہے یا غوث
غذائے دق یہی خون استخواں گوشت — یہ آتش دین کی آکل ہے یا غوث
دیا مجھ کو انھیں محروم چھوڑا — مرا کیا جرم حق فاصل ہے یا غوث
خدا سے لیں لڑائی وہ ہے معطی — نبی قاسم ہے تو موصل ہے یا غوث
عطائیں مقتدر غفار کی ہیں — عبث بندوں کے دل میں غل ہے یا غوث
ترے بابا کا پھر تیرا کرم ہے — یہ منھ ورنہ کسی قابل ہے یا غوث

بھرن والے ترا جھالا تو جھالا ترا چھینٹا مرا غاسل ہے یا غوث
ثنا مقصود ہے عرضِ غرض کیا غرض کا آپ تو کافل ہے یا غوث

رضا کا خاتمہ بالخیر ہوگا
تری رحمت اگر شامل ہے یا غوث

○

کعبہ کے بدرُ الدجیٰ تم پہ کروروں درود
طیبہ کے شمسُ الضحیٰ تم پہ کروروں درود[الف]

شافعِ روزِ جزا تم پہ کروروں درود
دافعِ جملہ بلا تم پہ کروروں درود

جان و دلِ اصفیا تم پہ کروروں درود
آب و گلِ انبیا تم پہ کروروں درود

لائیں تو یہ دوسرا دوسرا جس کو ملا
کوشکِ عرش و دنیٰ تم پہ کروروں درود

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

طور پہ[کوہِ کلیم] جو شمع تھا چاند تھا ساعیر[کوہِ مسیح] کا
نیّرِ فاراں ہوا تم پہ کروروں درود

دل کرو ٹھنڈا مرا وہ کفِ پا چاند سا
سینہ پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروروں درود

ذات ہوئی انتخاب وصف ہوئے لاجواب
نام ہوا مصطفےٰ تم پہ کروروں درود (ب)

غایت و علّت سبب بہرِ جہاں تم ہو سب
تم سے بنا تم بِنا تم پہ کروروں درود

تم سے جہاں کی حیات تم سے جہاں کا ثبات
اصل سے ہے ظل بندھا تم پہ کروروں درود (ت)

مغز ہو تم اور پوست اور ہیں باہر کے دوست
تم ہو درونِ سرا تم پہ کروروں درود

کیا ہیں جو بیحد ہیں لوث تم تو ہو غیث اور غوث
چھینٹے میں ہوگا بھلا تم پہ کروروں درود (ث)

تم ہو حفیظ و مغیث کیا ہے وہ دشمن خبیث
تم ہو تو پھر خوف کیا تم پہ کروروں درود

وہ شبِ معراج راج وہ صفِ محشر کا تاج
کوئی بھی ایسا ہوا تم پہ کروروں درود (ج)

نُحْتَ فَلَاحَ الْفَلَاحْ رُحْتَ فَرَاحَ الْمَرَاحْ
عُدْ لِیَعُوْدَ الْهَنَا تم پہ کروروں درود (ح)

جان وجہانِ مسیح داد کہ دل ہے جریح
نبضیں چھٹیں دَم چلا تم پہ کروروں درود

اُف وہ رہِ سنگلاخ آہ یہ پا شاخ شاخ
اے مِرے مشکل کُشا تم پہ کروروں درود (خ)

تم سے کھلا بابِ جود تم سے ہے سب کا وجود
تم سے ہے سب کی بقا تم پہ کروروں درود (د)

خستہ ہوں اور تم معاذ بستہ ہوں اور تم ملاذ
آگے جو شہ کی رضا تم پہ کروروں درود (ذ)

گرچہ ہیں بے حد قصور تم ہو عفوّ و غفور!
بخشدو جرم و خطا تم پہ کروروں درود (ر)

مہرِ خدا نور نور دل ہے سیہ دن ہے دُور
شب میں کرو چاندنا تم پہ کروروں درود

تم ہو شہید و بصیر اور میں گنہ پر دلیر
کھول دو چشمِ حیا تم پہ کروروں درود

چھینٹ تمہاری سحر چھوٹ تمہاری قمر
دل میں رچا دو ضیا تم پہ کروروں درود

تم سے خدا کا ظہور اس سے تمہارا ظہور
لِم ہے یہ وہ اِنْ ہوا تم پہ کروروں دُرود

بے ہنر و بے تمیز کس کو ہوئے ہیں عزیز
ایک تمہارے سوا تم پہ کروروں درود (ز)

آس ہے کوئی نہ پاس ایک تمہاری ہے آس
بس ہے یہی آسرا تم پہ کروروں درود (س)

طارمِ اعلیٰ کا عرش جس کفِ پا کا ہے فرش
آنکھوں پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروروں درود (ش)

کہنے کو ہیں عام و خاص ایک تمہیں ہو خلاص
بند سے کر دو رہا تم پہ کروروں درود (ص)

تم ہو شفائے مرض خلقِ خدا خود غرض
خلق کی حاجت بھی کیا تم پہ کروروں درود (ض)

آہ وہ راہِ صراط بندوں کی کتنی بساط
المدد اے رہنما تم پہ کروروں درود (ط)

بے ادب و بد لحاظ کر نہ سکا کچھ حفاظ
عفو پہ بھولا رہا تم پہ کروروں درود (ظ)

لو تہِ دامن کہ شمع جھونکوں میں ہے روزِ جمع
آندھیوں سے حشر اٹھا تم پہ کروروں درود (ع)

سینہ کہ ہے داغ داغ کہہ دو کرے باغ باغ
طیبہ سے آکر صبا تم پہ کروروں درود (غ)

گیسو و قد لام الف کر دو بلا منصرف
لا کے تہِ تیغ لا تم پہ کروروں درود (ف)

تم نے برنگِ فلق جیبِ جہاں کر کے شق
نور کا تڑکا کیا تم پہ کروروں درود (ق)

نوبتِ در ہیں فلک خادمِ در ہیں ملک
تم ہو جہاں بادشا تم پہ کروروں درود (ک)

خلق تمہاری جمیل خُلق تمہارا جلیل
خَلق تمہاری گدا تم پہ کروروں درود (ل)

طیبہ کے ماہِ تمام جملہ رسل کے امام
نوشہ ملکِ خدا تم پہ کروروں درود (م)

تم سے جہاں کا نظام تم پہ کروروں سلام
تم پہ کروروں ثنا تم پہ کروروں درود

تم ہو جواد و کریم تم ہو رؤف و رحیم
بھیک ہو داتا عطا تم پہ کروروں درود

خلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تم
تم سے ملا جو ملا تم پہ کروروں درود

نافع و دافع ہو تم شافع و رافع ہو تم
تم سے بس افزوں خدا تم پہ کروروں درود

شافی و نافی ہو تم کافی و وافی ہو تم
درد کو کر دو دوا تم پہ کروروں درود

جائیں نہ جب تک غلام خلد ہے سب پر حرام
ملک تو ہے آپ کا تم پہ کروروں درود

مَظہرِ حق ہو تمہیں مُظہرِ حق ہو تمہیں
(ن) تم میں ہے ظاہر خدا تم پہ کروروں درود

زور دہِ نارساں تکیہ گہِ بے کساں
بادشہِ ماورا تم پہ کروروں درود

برسے کرم کی بھرن پھولیں نِعَم کے چمن
ایسی چلا دو ہوا تم پہ کروروں درود

کیوں کہوں بیکس ہوں میں، کیوں کہوں بے بس ہوں میں
تم ہو میں تم پر فدا تم پہ کروروں درود

گندے نکمّے کمین مہنگے ہوں کوڑی کے تین
کون ہمیں پالتا تم پہ کروروں درود

باٹ نہ دَر کے کہیں گھاٹ نہ گھر کے کہیں
ایسے تمہیں پالنا تم پہ کروروں درود

ایسوں کو نعمت کھلاؤ دودھ کے شربت پلاؤ
(و) ایسوں کو ایسی غذا تم پہ کروروں درود

گرنے کو ہوں روک لو غوطہ لگے ہاتھ دو
ایسوں پر ایسی عطا تم پہ کروروں درود

اپنے خطاواروں کو اپنے ہی دامن میں لو
کون کرے یہ بھلا تم پہ کروروں درود

کرکے تمہارے گناہ مانگیں تمہاری پناہ
تم کہو دامن میں آ تم پہ کروروں درود (ڈ)

کردو عَدُو کو تباہ حاسدوں کو رُو براہ
اہلِ وِلا کا بھلا تم پہ کروروں درود

ہم نے خطا میں نہ کی تم نے عطا میں نہ کی
کوئی کمی سَروَرا تم پہ کروروں درود (ی)

کام غضب کے کیے اس پہ ہے سرکار سے
بندوں کو چشمِ رضا تم پہ کروروں درود (ے)

آنکھ عطا کیجیے اس میں ضیا دیجیے
جلوہ قریب آ گیا تم پہ کروروں درود

کام وہ لے لیجیے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نامِ رضا تم پہ کروروں درود

○

زعکسَت ماہِ تاباں آفریدند
زبوئے تو گلستاں آفریدند

نہ از بہر تو صرف ایمانیانند | کہ خود بہرِ تو ایماں آفریدند
صبا رامست از بویت بہرسو | چناں افتاں وخیزاں آفریدند
برائے جلوۂ یک گلبنِ ناز | ہزاراں باغ و بُستاں آفریدند
زمہرِ تو مثالے بر گرفتند | وزاں مہرِ سُلیماں آفریدند
چو انگشتِ تو شد جولاں دہِ برق | قمر را بہر قرباں آفریدند
زلعلِ نوش خندِ جانفزایت | زُلالِ آبِ حیواں آفریدند
نہ غیرِ کبریا جان آفرینے | نہ خود مثلِ تو جاناں آفریدند
پئے نظارۂ محبوبِ لاہوت | جبینت آئنہ ساں آفریدند
بنا کردند تا قصرِ رسالت | ترا شمعِ شبستاں آفریدند
زمہر و چرخ بہر خوانِ جودت | عجب قرص و نمکداں آفریدند

زحسنت تا بہارِ تازہ گل کرد
رضایت را غزل خواں آفریدند

وظیفۂ قادریہ

۱۳۲۱ھ

سَقَانِی الْحُبُّ کَاسَاتِ الْوِصَالِ — فَقُلْتُ لِخَمْرَتِیْ نَحْوِیْ تَعَالِ
داد عشقم جامِ وصلِ کبریا — پس بگفتم بادہ ام را سویم آ
الصلا اے فضلہ خورانِ حضور — شاہ بر جود ست وصہبا در وفور
بخش کردن گر نہ عزمِ خسروی ست — آخر ایں نوشیدہ خواندن بہر چیست
سَعَتْ وَمَشَتْ لِنَحْوِیْ فِیْ کُئُوْسٍ — فَهِمْتُ لِسُکْرَتِیْ بَیْنَ الْمَوَالِیْ
شد دواں در جامہا سویم رواں — والہِ سکرم شدم در سروراں
شکر تو از ذکر و شکر اکبر بود — سکر کو چوں حکم خود بر می رود
سوئے مے بر بوئے مے مرداں رواں — بادہ خود سویت بپائے سر دواں
فَقُلْتُ لِسَائِرِ الْاَقْطَابِ لُمُّوْا — بِحَالِیْ وَادْخُلُوْا اَنْتُمْ رِجَالِیْ
گفتم اے قطباں بعونِ شانِ من — جملہ در آئید تاں مردانِ من
جمع خواندی تا قوی دلہا شوند — ہم زعونِ حالِ خود دادی کمند
ورنہ تا بامِ حضور تو صعود! — حاش للّٰہ تاب و یارائے کہ بود
وَهُمُّوْا وَاشْرَبُوْا اَنْتُمْ جُنُوْدِیْ — فَسَاقِی الْقَوْمِ بِالْوَافِیْ مَلَالِیْ
ہمت آرید و خورید اے لشکرم — ساقیم دادہ لبالب از کرم
شکرِ حق جامِ تو لبریزِ مے ست — ہر لبالب را چکیدن در پے ست
تا بما ہم آید انشاء العظیم — آں نصیبُ الارض من کاس الکریم

شَرِبْتُمْ فُضْلَتِیْ مِنْ بَعْدِ سُکْرِیْ — وَلَا نِلْتُمْ عُلُوِّیْ وَاتِّصَالِیْ

من شدم سرشار و سورم می چشید — رفت تا قرب و علوّم کے کشید

فضلہ خوار انش شہان و من گدائے — روئے آنم گو کہ خواہم قطرہ لائے

یلّلے جودِ شہم گفتہ ملائے — مے طلب لانشنوی ایں جا نہ لائے

مَقَامُکُمُ الْعُلٰی جمعًا ولکن — مَقَامِیْ فَوْقَکُمْ مَازَالَ عَالِیْ

جائے تاں بالا و لے جایم بود — فوق تاں از روزِ اوّل تا ابد

جات بالاتر ز وہم جائہا — جائہا خود ہست بہر پائہا

پائہا چہ بود کہ سرہا زیرِ پات — پات ہم کے چوں فرود آئی ز جات

جات

بالاتر ز وہم

ہم کے چوں فرود آئی ز

صنعت اتصال تربیعی

اَنَا فِیْ حَضْرَۃِ التَّقْرِیْبِ وَحْدِیْ — یُصَرِّفُنِیْ وَحَسْبِیْ ذُو الْجَلَالِ

یکہ در قربم خدا گرداندم — حال و کافی آں جلیل واحدم

ایکہ می گرداندت آں یک نہ غیر — حال ما گرداں ز شرہا سوئے خیر

تاج قربش شادماں بر سر بنہ — شیئًا لِلّٰہ قربِ خود ما را بدہ

اَنَا الْبَازِيُّ اَشْهَبُ كُلِّ شَيْخٍ　　وَمَنْ ذَا فِي الرِّجَالِ اُعْطِي مِثَالِ
بازِ اشہب ما و شیخاں چوں حمام　　کیست در مرداں کہ چوں من یافت کام
حبذا اشہباز طیرستانِ قدس　　اے شکارِ پنجہ ات مرغانِ قدس
شادماں بر قمری کوتر بزن　　گہ نگہ بر خستہ چغدے ہم فگن
كَسَانِي خِلْعَةً بِطِرَازِ عَزْمٍ　　وَتَوَّجَنِي بِتِيجَانِ الْكَمَالِ
خلعتم با خوش نگارِ عزم داد　　بر سرم صد تاج دارائی نہاد
یارب ایں خلعت ہمایوں تا نشور　　حلہ پوشا یک نظر بر مشت عور
تاج را از فرقِ خود معراج دہ　　بر سرم از خاک راہت تاج نہ
وَاَطْلَعَنِي عَلٰى سِرٍّ قَدِيْمٍ　　وَقَلَّدَنِي وَاَعْطَانِي سُؤَالِي
آگہم فرمود بر رازِ قدیم　　عہدہ داد و جملہ کامم آں کریم
عہدہ از تو عہد از تو ماز تو　　ما بظلِ نعمت و ہم ناز تو
یللے وخ وخ زمانِ خرمی ست　　سوئے ماشد شحنہ حالا ترس کیست
وَوَلَّانِي عَلَى الْاَقْطَابِ جَمْعًا　　فَحُكْمِي نَافِذٌ فِي كُلِّ حَالِ
والیم کردہ بر اقطابِ جہاں　　پس بہر حال ست حکمِ من رواں
از ثریا تا ثرے امرت امیر　　کج روئے بے حکم را در حکم گیر
پیش ازاں کافند سوئے آتش نیاز　　نرم نرم از دست لطفت راست ساز
فَلَوْ اَلْقَيْتُ سِرِّي فِي بِحَارٍ　　لَصَارَ الْكُلُّ غَوْرًا فِي الزَّوَالِ
رازِ خود گر افگنم اندر بحار　　جملہ گم گردد فرو رفتہ بغار

نفس و شیطاں نزعِ جاں گور و نشور نامہ خواندن بر سرِ خنجر عبور

ناخدایا ہفت دریا در رہم دست گیر اے یم زرازت کم زنم

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ جِبَالٍ لَدُکَّتْ وَاخْتَفَتْ بَیْنَ الرِّمَالِ

رازم ار جلوہ دہم گردد جبال پارہ پارہ گشتہ پنہاں در رمال

اے زرازت کوہ کاہ و کاہ کوہ کاہِ بے جاں راست سدِّ راہ کوہ

طاعتم کاہ است جرمم کوہ وار کوہ را کاہ د بپرور کاہ زار

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ نَارٍ لَخَمِدَتْ وَانْطَفَتْ مِنْ سِرِّمَالِیْ

پرتوِ راز افگنم گر بر اثیر سرد و خامش گردد از رازم سعیر

نیرّامن نار جرمم افروختم ہم دلِ زارم در و نش سوختم

زارِمن از زور باخود نوش کن نارِ من از نور خود خاموش کن

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ مَیْتٍ لَقَامَ بِقُدْرَۃِ الْمَوْلٰی تَعَالٰی

رازِ خود بر مردۂ گر افگنم زندہ برخیزد باذنِ ذوالکرم

اے نگاہت زندہ سازِ مردہا چیست پیشت در دلِ افسردہا

ایں لبانت شہد بار جلوہ کن قم بفرما مردہ ام را زندہ کن

وَمَا مِنْھَا شُھُوْرٌ اَوْ دُھُوْرٌ تَمُرُّ وَتَنْقَضِیْ اِلَّا اَتَالِیْ

نیست شہرے نیست دہرے رامرور تا نیاید بردرم پیش از ظہور

اے درِ تو مرجع ہر دہر و شہر بندگانت راچہ ترس از دست دہر

ہر مہ عمرم کن از مہرت بخیر خیر محضا من نہ بینم ہیچ ضیر

وَتُخْبِرُنِیْ بِمَا یَاتِیْ وَتَجْرِیْ — وَتُعْلِمُنِیْ فَاَقْصِرْ عَنْ جِدَالِیْ

جملہ گوید بامن از حال وصفت — از جدالم دست کوتہ بایدت

ادحش اللہ زیبد ایں شہ را جلال — عرض بیگیِ درِ او ماہ وسال

در جدالش کے کجا یابی اماں — خود کنیزِ اُو زمیں بندہ زماں

مُرِیْدِیْ هِمْ وَطِبْ وَاشْطَحْ وَغَنِّ — وَافْعَلْ مَاتَشَآءُ فَالْاِسْمُ عَالٍ

بندہ ام خوش می سرا بیباک و مست — ہرچہ خواہی کن کہ نسبت برتر است

ایں سخن را بندہ باید بندہ گو — بندہ کن اے بادشاہ بندہ جو

شاد و پاکوباں رود جانم زتن — بر مریدی ھم وطب واشطح وغن

مُرِیْدِیْ لَاتَخَفْ اَللّٰهُ رَبِّیْ — عَطَانِیْ رِفْعَةً نِلْتُ الْمَنَالِ

رب من حق بندہ از ترسے منال — رفعتم آمد رسیدم تا منال

اے ترا اللہ رب محبوب اب — طرفہ مربوبی و محبوبی عجب

رب و اب پاکت نمود از ریب و عیب — از دلم برکش شہا ہر عیب و ریب

مُرِیْدِیْ لَاتَخَفْ وَاشٍ فَاِنِّیْ — عَزُوْمٌ قَاتِلٌ عِنْدَ الْقِتَالِ

بندہ ام ترسے مدار از بدسگال — سخت عزم و قاتلم وقتِ قتال

شکر حق با بندگاں شہ را سرست — خانہ زادیم ز ابّ و مادر ست

بندہ ات را دشمناں مانند خس — یَا عَزُوْمًا قَاتِلًا فریادرس

طُبُوْلِیْ فِی السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ دُقَّتْ — وَشَاؤُسُ السَّعَادَةِ قَدْ بَدَالِیْ

نوبتم در خضری و غبرا زدند! — شد نقیب موکبم بختِ بلند

یارب ایں شہ را مبارک دیرباز
تخت و بخت و تاج و باج و ساز و ناز

بادشاہا شکر سلطانی خویش
یک نگاہے بر گدائے سینہ ریش

بِلَادُ اللّٰہِ مُلْکِیْ تَحْتَ حُکْمِیْ
وَوَقْتِیْ قَبْلَ قَلْبِیْ قَدْ صَفَالِیْ

ملکِ حق ملکم تہ فرمانِ من
وقت من شد صاف پیش از جانِ من

بارک اللہ وسعتِ سلطانِ تو
شرق تا غرب آنِ تو قربانِ تو

تیرہ وقتے خیرہ بختے سینہ ریش
بر در آمد دِہ زکوٰۃ وقتِ خویش

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا
کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالٖ

در نگاہم جملہ مُلکِ ذوالجلال
دانہ خردل ساں بحکم اتصال

وہ کہ تو می بینی و ما در گناہ
آہ آہ از کوریِ ما آہ آہ!

چشم دہ تا زیں بلاہا وارہیم
روئے تو بینیم و بر پا جاں دہیم

وَکُلُّ وَلِیٍّ لَہٗ قَدَمٌ وَاِنِّیْ
عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْکَمَالٖ

ہر ولی را یک قدم دادند و ما
بر قدمہائے نبی بدر العلٰے

کام جانہا تو بگامِ مصطفٰے
حیف بر خطوات دیو آئیم ما

گام بر گامِ سگے مارا مبیں
دست دِہ بر کش سوئے راہِ مبیں

دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْبًا
وَنِلْتُ السَّعْدَ مِنْ مَوْلَی الْمَوَالِیْ

درس کردم علم تا قطبے شدم
کرد مولائے موالی اسعدم

اے سعیدِ بوسعید سعدِ دیں
سعد چرخت بندہ اے سعد زمیں

نے ہمیں سعدی کہ شاہا سعد کن
سعد کن تا سعد مارا سعد کن

رِجَالِیْ فِیْ هَوَاجِرِهِمْ صِیَامٌ وَفِیْ ظُلَمِ اللَّیَالِیْ کَالَّلاٰلِ

در تموزِ روز جیشم روزہ دار در شبِ تیرہ چو گوہر نور بار

کارِ مردانت صیام است و قیام کام مادر خورد بام و خواب شام

مردکن یا خاک راہت کن شتاب ایں بہائم راچناں گو کن تراب

اَنَا الْحَسَنِیْ وَالْمِخْدَعْ مَقَامِیْ وَاَقْدَامِیْ عَلٰی عُنُقِ الرِّجَالِ

از حسن نسلِ من و مخدع مقام پائے من بر گردنِ جملہ کرام

سرورا ما ہم براہ افتادہ ایم پائمالت را سرے بنہادہ ایم

گل براہا یک قدم گل کم بداں حسبتہً لِلّٰہ مرو دامن کشاں

اَنَا الْجِیْلِیْ مُحْیُ الدِّیْنِ اِسْمِیْ وَاَعْلَامِیْ عَلٰی رَأْسِ الْجِبَالِ

مولدم جیلاں و نامم محی دیں رایتم بر قلّہائے کوہ بیں

اے زایاتِ خدا رایاتِ تو معجزاتِ مصطفٰے ایاتِ تو

جلوہ دہ از رایتت ایں آیتت چوں منی محشور زیر رایتت

وَعَبْدُالْقَادِرِ الْمَشْهُوْرُ اِسْمِیْ وَجَدِّیْ صَاحِبُ الْعَیْنِ الْکَمَالِ

نام مشہور است عبدالقادرم عین ہر فضل آنکہ جدِّ اکبرم

آں جدّت چوں نباشد آنِ تو دارثی اے جانِ من قربانِ تو

بر رضائے ناقصت افشاں نوال یک چشیدن آبے از بحرالکمال

خفتہ دِل تا چند ننگِ زیستن بر رخش از بحرِ فضل آبے بزن

تشنہ کامے پابدامے کردہ غش بحر سائل را بگو خود در بر ش

روبرش اُورا برش بیدارساز ہوش بخش و توش بخش جاں نواز

جاں نوازا جاں فدائے نامِ تو کامِ جاں دہ اے جہاں درکامِ تو

ایں دُعا از بندہ آمیں از ملک

پوزش از بغداد اجابت از فلک

ترنمِ عندلیبِ قلم بر شاخسارِ مدحِ اکرم حضورِ پیر و مرشدِ برحق علیہ رضوان الحق

خوشا دلے کہ دہندش ولائے آلِ رسول

خوشا سرے کہ کنندش فدائے آلِ رسول

گناہِ بندہ بخش اے خدائے آلِ رسول

برائے آلِ رسول از برائے آلِ رسول

ہزار درجِ سعادت برآرد از صدفے

بہائے ہر گہرے بہائے آلِ رسول

سیہ سپید نہ شد گر رشید مصرش داد

سیہ سپید کہ سازد عطائے آلِ رسول

اِذَا رُءُوا ذُکِرَ اللّٰہ معائنہ بینی!

من و خدائے من آنست ادائے آلِ رسول

خبر دہد ز تنگِ لآاِلٰہ اِلاّ اللّٰہ
فنائے آلِ رسول و بقائے آلِ رسول

ہزار مہر پرد در ہوائے او چو ہبا
بروزنے کہ درخشد ضیائے آلِ رسول

نصیب پست نشیناں بلند لیست ایں جا
تواضع ست درِ مُرتقائے آلِ رسول

براآبہ چرخ برین و ببیں ستارۂ او
گرا بہ خاک و بیا بر سمائے آلِ رسول

قبائے شہ بگلیمِ سیاہ خود نخرد
سیہ گلیم نباشد گدائے آلِ رسول

دوائے تلخ مخور شہد نوش و مژدہ نیوش
بیا مریض بدار الشفائے آلِ رسول

ہمیں نہ از سر افسر کہ ہم ز سر برخاست
نشست ہر کہ بفرقش ہمائے آلِ رسول

بسخر و طعنۂ سختی زند بعارضِ گل
بسنگ صخرہ وزد گر صبائے آلِ رسول

دہد زباغِ منے غنچہ ہائے زر بہ گرہ
دمِ سوال حیا و غنائے آلِ رسول

زچرخ کانِ زرِ شرقی ،مغربی آرند
بدر دمس بمس کیمیائے الِ رسول

بجرس بصلصلۂ اش آنچہ گفت راہی را
ہماں بسلسلہ ارد ورائے الِ رسول

رسول داں شوی از نامِ او نمی بینی
دو حرف معرفہ در ابتدائے الِ رسول

بخد متش نخرد باج وتاج زنگ و فرنگ
سپید بخت سیاہ سرائے الِ رسول

اگر شب است و خطر سخت ورہ نمی دانی
ببند چشم و بیا بر قفائے الِ رسول

زسر نہند کلاہِ غرور مدعیاں
بجلوۂ مدد اے کفش پائے الِ رسول

ہزار جامۂ سالوس راکتانی دہ
بتاب اے مہِ جیب قبائے الِ رسول

مرو بمیکدہ کانجا سیاہ کار انند
بیا بخانقہ نور زائے الِ رسول

مرو بمجلسِ فسق و فجور شیاداں
بیا بانجمنِ اتقائے الِ رسول

مرو بدامگہِ ایں دروغ بافاں ہیچ
بیا بجلوہ گہِ دلکشائے آلِ رسول

ازاں باانجمنِ پاک سبز پوشاں رفت
کہ سبز بود دراں بزم جائے آلِ رسول

شکستِ شیشہ بہجر و پری بشیشہ ہنوز
ز دِل نمی رود آں جلوہ ہائے آلِ رسول

شہیدِ عشق نمیرد کہ جاں بجاناں داد
تو مُردی ایکہ جدائی زپائے آلِ رسول

بگو کہ وائے من و وائے مردہ ماندن من
منال ہرزہ کہ ہیہات وائے آلِ رسول

کہ می بُرد زمریضانِ تلخ کام نیاز
بعہد شہد فروشِ بقائے آلِ رسول

صبا سلام اسیرانِ بستہ بال رساں
بطائرانِ ہوا و فضائے آلِ رسول

خطا مکن دِلکا؟ پردہ ایست دوری نیست
بگوش می خورد اکنوں صدائے آلِ رسول

مگو کہ دیدہ گری و غبار دیدہ بخند
بکار تست کنوں توتیائے آلِ رسول

پیچ در غمِ عیّار گانِ ذنب شعار
اگر ادب نکنند از برائے آلِ رسول

ہر آنکہ نکث کند نکث بہرِ نفس ویست
غنی ست حضرتِ چرخ اعتلائے آلِ رسول

سپاس کن کہ بپاس وسپاسِ بدمنشاں
نیاز وناز ندارد ثنائے آلِ رسول

نہ سگ لبشور و نہ شپرّ بخامشی کاہد
زِ قدرِ بدر و ضیائے ذکائے آلِ رسول

تواضعِ شہِ مسکیں نواز را نازم
کہ ہمچو بندہ کند بوس پائے آلِ رسول

منم امیر جہانگیر کج کلہ یعنی
کمینہ بندہ و مسکیں گدائے آلِ رسول

اگر مثالِ خلافت دہد فقیرے را
عجب مدار زِ فیض و سخائے آلِ رسول

مگیر خردہ کہ آں کس نہ اہلِ ایں کار است
کہ داند اہل نمودن عطائے آلِ رسول

ببیں تفاوتِ رہ از کجاست "تا بکجا"
تبارکَ اللہ ما و ثنائے آلِ رسول

مرا زِ نسبتِ ملک است امید آنکہ بہ حشر
ندا کنند بیا اے رضائے آلِ رسول

○

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

مہرِ چرخِ نبوّت پہ روشن درود
گلِ باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام

شہر یارِ اِرم تاجدارِ حرم
نوبہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

شبِ اسریٰ کے دولھا پہ دائم درود
نوشۂ بزمِ جنّت پہ لاکھوں سلام

عرش کی زیب و زینت پہ عرشی درود
فرش کی طیب و نزہت پہ لاکھوں سلام

نورِ عینِ لطافت پہ الطف درود
زیب و زین نظافت پہ لاکھوں سلام

سروِ نازِ قدم مغزِ رازِ حکم
یکّہ تازِ فضیلت پہ لاکھوں سلام

نقطۂ سِرِّ وحدت پہ یکتا درود
مرکزِ دورِ کثرت پہ لاکھوں سلام

صاحبِ رجعتِ شمس و شقّ القمر
نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

جس کے زیرِ لوا آدم و من سِوا
اس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام

عرش تا فرش ہے جس کے زیرِ نگیں
اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

اصلِ ہر بُود و بہبُود تخمِ وجود
قاسمِ کنزِ نعمت پہ لاکھوں سلام

فتحِ بابِ نبوّت پہ بے حد درود
ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

شرقِ انوارِ قدرت پہ نوری درود
فتقِ ازہارِ قربت پہ لاکھوں سلام

بے سہیم و قسیم و عدیل و مثیل
جوہرِ فردِ عزّت پہ لاکھوں سلام

سرِّ غیبِ ہدایت پہ غیبی درود
عطرِ جیبِ نہایت پہ لاکھوں سلام

ماہِ لاہوتِ خلوت پہ لاکھوں درود
شاہِ ناسوتِ جلوت پہ لاکھوں سلام

کنزِ ہر بے کس و بے نوا پر درود
حرزِ ہر رفتہ طاقت پہ لاکھوں سلام

پرتوِ اسمِ ذاتِ احد پر درود
نسخۂ جامعیت پہ لاکھوں سلام

مطلعِ ہر سعادت پہ اسعد درود
مقطعِ ہر سیادت پہ لاکھوں سلام

خلق کے دادرس سب کے فریاد رس
کہفِ روزِ مصیبت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے بے کس کی دَولت پہ لاکھوں درود
مجھ سے بے بس کی قوت پہ لاکھوں سلام

شمعِ بزمِ دَنیٰ ھُوْ میں گُمْ کُنْ اَنَا
شرحِ متنِ ہُویت پہ لاکھوں سلام

انتہائے دوئی ابتدائے یکی
جمع تفریق و کثرت پہ لاکھوں سلام

کثرتِ بعدِ قلّت پہ اکثر درود
عزّتِ بعد ذلت پہ لاکھوں سلام

ربِّ اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درود
حق تعالیٰ کی منت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

فرحتِ جانِ مومن پہ بے حد درود
غیظِ قلبِ ضلالت پہ لاکھوں سلام

سببِ ہر سبب منتہائے طلب
علّتِ جملہ علت پہ لاکھوں سلام

مصدرِ مظہریت پہ اظہر درود
مظہرِ مصدریت پہ لاکھوں سلام

جس کے جلوے سے مرجھائی کلیاں کھلیں
اُس گلِ پاک منبت پہ لاکھوں سلام

قدِّ بے سایہ کے سایۂ مرحمت
ظلِّ ممدود رافت پہ لاکھوں سلام

طائرانِ قُدُس جس کی ہیں قمریاں
اس سہی سرو قامت پہ لاکھوں سلام

وصف جس کا ہے آئینۂ حق نما
اس خدا ساز طلعت پہ لاکھوں سلام

جس کے آگے سرِ سروراں خم رہیں
اس سرِ تاجِ رفعت پہ لاکھوں سلام

وہ کرم کی گھٹا گیسوئے مشک سا

لکۂ ابرِ رأفت پہ لاکھوں سلام

لَیلَۃُ القَدر میں مَطلَعِ الفَجر حق

مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام

لختِ لختِ دلِ ہر جگر چاک سے

شانہ کرنے کی حالت پہ لاکھوں سلام

دُور و نزدیک کے سننے والے وہ کان

کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

چشمۂ مہر میں موجِ نورِ جلال

اس رگِ ہاشمیت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا

اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

جن کے سجدے کو محرابِ کعبہ جھکی

ان بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

اُن کی آنکھوں پہ وہ سایہ افگن مژہ

ظلۂ قصرِ رحمت پہ لاکھوں سلام

اشکباریِ مژگاں پہ برسے درُود

سلکِ درِّ شفاعت پہ لاکھوں سلام

معنی قَد رَأیٰ مقصدِ مَاطغیٰ

نرگسِ باغِ قدرت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اٹھ گئی دَم میں دَم آگیا
اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پر درود
اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

جن کے آگے چراغِ قمر جھلملائے
ان عذاروں کی طلعت پہ لاکھوں سلام

اُن کے خد کی سہولت پہ بے حد درود
ان کے قد کی رشاقت پہ لاکھوں سلام

جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

چاند سے منھ پہ تاباں درخشاں درود
نمک آگیں صباحت پہ لاکھوں سلام

شبنمِ باغِ حق یعنی رخ کا عرق
اس کی سچی براقت پہ لاکھوں سلام

خط کی گردِ دہن وہ دلِ آرا پھبن
سبزۂ نہرِ رحمت پہ لاکھوں سلام

ریش خوش مُعتدِل مرہم ریش دِل
ہالۂ ماہِ ندرت پہ لاکھوں سلام

پتلی پتلی گلِ قدس کی پتیاں
اُن لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

وہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

جس کے پانی سے شاداب جان و جناں
اس دہن کی طراوت پہ لاکھوں سلام

جس سے کھاری کنویں شیرۂ جاں بنے
اس زلالِ حلاوت پہ لاکھوں سلام

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

اس کی پیاری فصاحت پہ بیحد درود
اس کی دلکش بلاغت پہ لاکھوں سلام

اس کی باتوں کی لذت پہ لاکھوں درود
اس کے خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام

وہ دُعا جس کا جوبن بہارِ قبول
اس نسیمِ اجابت پہ لاکھوں سلام

جن کے گچھے سے لچھے جھڑیں نور کے
ان ستاروں کی نزہت پہ لاکھوں سلام

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اس تبسّم کی عادت پہ لاکھوں سلام

جس میں نہریں ہیں شیر و شکر کی رواں
اس گلے کی نضارت پہ لاکھوں سلام

دوش بر دوش ہے جن سے شانِ شرف
ایسے شانوں کی شوکت پہ لاکھوں سلام

حجرِ اسودِ کعبۂ جان و دل
یعنی مہرِ نبوت پہ لاکھوں سلام

روئے آئینۂ علم پشتِ حضور
پشتیِ قصرِ ملت پہ لاکھوں سلام

ہاتھ جس سمت اُٹھّا غنی کر دیا
موجِ بحرِ سماحت پہ لاکھوں سلام

جس کو بارِ دو عالم کی پروا نہیں
ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام

کعبۂ دین و ایماں کے دونوں ستوں
ساعدینِ رسالت پہ لاکھوں سلام

جس کے ہر خط میں ہے موجِ نورِ کرم
اس کفِ بحرِ ہمت پہ لاکھوں سلام

نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں
انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

عیدِ مشکل کشائی کے چمکے ہلال
ناخنوں کی بشارت پہ لاکھوں سلام

رفعِ ذکرِ جلالت پہ اَرفع درود
شرحِ صدرِ صدارت پہ لاکھوں سلام

دل سمجھ سے وراہے مگر یوں کہوں
غنچۂ رازِ وحدت پہ لاکھوں سلام

کل جہاں مِلک اور جَو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

جو کہ عزمِ شفاعت پہ کھینچ کر بندھی
اس کمر کی حمایت پہ لاکھوں سلام

انبیا تہ کریں زانو اُن کے حضور
زانوؤں کی وجاہت پہ لاکھوں سلام

ساق اصلِ قدم شاخ نخلِ کرم
شمعِ راہِ اصابت پہ لاکھوں سلام

کھائی قرآں نے خاکِ گزر کی قسم
اس کفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

جس سُہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دِل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

پہلے سجدہ پہ روزِ ازل سے درود
یادگاریِ امت پہ لاکھوں سلام

زرع شاداب و ہر ضرع پر شیر سے
برکاتِ رضاعت پہ لاکھوں سلام

بھائیوں کے لئے ترک پستاں کریں
دودھ پیتوں کی نِصفت پہ لاکھوں سلام

مہد والا کی قسمت پہ صدہا درود
بُرجِ ماہِ رسالت پہ لاکھوں سلام

اللہ اللہ وہ بچپنے کی پھبن!
اس خدا بھاتی صورت پہ لاکھوں سلام

اٹھتے بوٹوں کی نشوو نما پر درود
کِھلتے غنچوں کی نکہت پہ لاکھوں سلام

فضلِ پیدائشی پر ہمیشہ درود
کھیلنے سے کراہت پہ لاکھوں سلام

اعتلائے جبلت پہ عالی درود
اعتدال طویت پہ لاکھوں سلام

بے بناوٹ ادا پر ہزاروں درود
بے تکلف ملاحت پہ لاکھوں سلام

بھینی بھینی مہک پر مہکتی درود
پیاری پیاری نفاست پہ لاکھوں سلام

میٹھی میٹھی عبارت پہ شیریں درود
اچھی اچھی اشارت پہ لاکھوں سلام

سیدھی سیدھی روش پر کروروں درود
سادی سادی طبیعت پہ لاکھوں سلام

روزِ گرم و شبِ تیرہ و تار میں
کوہ و صحرا کی خلوت پہ لاکھوں سلام

جس کے گھیرے میں ہیں انبیا و ملک
اس جہانگیر بعثت پہ لاکھوں سلام

اندھے شیشے جھلاجھل دمکنے لگے
جلوہ ریزیِ دعوت پہ لاکھوں سلام

لطفِ بیداریِ شب پہ بے حد درود
عالمِ خوابِ راحت پہ لاکھوں سلام

خندۂ صبحِ عشرت پہ نوری درود
گریۂ ابرِ رحمت پہ لاکھوں سلام

نرمیِ خوئے لینت پہ دائم درود
گرمیِ شانِ سطوت پہ لاکھوں سلام

جس کے آگے کھنچی گردنیں جھک گئیں
اس خدا داد شوکت پہ لاکھوں سلام

کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھوں والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

گردِ مہ دستِ انجم میں رخشاں ہلال
بدر کی دفعِ ظلمت پہ لاکھوں سلام

شورِ تکبیر سے تھرتھراتی زمیں
جنبشِ جیشِ نصرت پہ لاکھوں سلام

نعرہائے دلیراں سے بن گونجتے
غرّشِ کوسِ جرأت پہ لاکھوں سلام

وہ چقاچاق خنجر سے آتی صدا
مصطفیٰ تیری صولت پہ لاکھوں سلام

اُن کے آگے وہ حمزہ کی جانبازیاں
شیرِ غرّانِ سطوت پہ لاکھوں سلام

الغرض اُن کے ہر مُو پہ لاکھوں درود
ان کی ہر خو و خصلت پہ لاکھوں سلام

ان کے ہر نام و نسبت پہ نامی درود
اُن کے ہر وقت و حالت پہ لاکھوں سلام

اُن کے مولیٰ کی اُن پر کروروں درود
اُن کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام

پارہائے صحف غنچہائے قدس
اہلِ بیتِ نبوت پہ لاکھوں سلام

آبِ تطہیر سے جس میں پودے جمے
اس ریاضِ نجابت پہ لاکھوں سلام

خونِ خیر الرّسل سے ہے جن کا خمیر
اُن کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام

اس بتولِ جگر پارۂ مصطفٰے
حجلہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام

جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے
اس رِدائے نزاہت پہ لاکھوں سلام

سیّدہ زاہرہ طیّبہ طاہرہ
جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

حَسَنِ مجتبٰے سیّد الاسخیا
راکبِ دوشِ عزت پہ لاکھوں سلام

اَوجِ مہرِ ہدیٰ مَوجِ بحرِ ندیٰ
روحِ روحِ سخاوت پہ لاکھوں سلام

شہد خوارِ لعابِ زبانِ نبی
چاشنی گیرِ عصمت پہ لاکھوں سلام

اس شہیدِ بلا شاہ گلگوں قبا
بیکسِ دشتِ غربت پہ لاکھوں سلام

دُرّ دُرجِ نجف مہر برجِ شرف
رنگِ روئے شہادت پہ لاکھوں سلام

اہلِ اسلام کی مادرانِ شفیق
بانوانِ طہارت پہ لاکھوں سلام

جلوگیانِ بیت الشّرف پر درود
پردگیّانِ عفت پہ لاکھوں سلام

سیّما پہلی ماں کہفِ امن و اماں
حق گزارِ رفاقت پہ لاکھوں سلام

عرش سے جس پہ تسلیم نازل ہوئی
اس سرائے سلامت پہ لاکھوں سلام

منزلٌ مِن قَصَبٍ لَانَصَبٌ لَاصَخَبٌ
ایسے کوشک کی زینت پہ لاکھوں سلام

بنتِ صدّیق آرامِ جانِ نبی
اس حریمِ برائت پہ لاکھوں سلام

یعنی ہے سورۂ نور جن کی گواہ
ان کی پر نور صورت پہ لاکھوں سلام

جن میں رُوح القدس بے اجازت نہ جائیں
اُن سُرادق کی عصمت پہ لاکھوں سلام

شمع تابان کاشانۂ اجتہاد
مفتیِ چار ملت پہ لاکھوں سلام

جاں نثارانِ بدر و احد پر درود
حق گزارانِ بَیعت پہ لاکھوں سلام

وہ دسوں جن کو جنّت کا مژدہ ملا
اس مُبارک جماعت پہ لاکھوں سلام

خاص اس سابقِ سیرِ قربِ خدا
اوحدِ کاملیّت پہ لاکھوں سلام

سایۂ مصطفٰے مایۂ اصطفٰے
عزّو نازِ خلافت پہ لاکھوں سلام

یعنی اُس افضل الخلق بعد الرسل
ثانی اثنینِ ہجرت پہ لاکھوں سلام

اصدق الصادقیں سیّد المتقیں
چشم و گوش وزارت پہ لاکھوں سلام

وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر

اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

فارق حق و باطل امام الہدیٰ

تیغ مسلول شدت پہ لاکھوں سلام

ترجمانِ نبی ہمزبانِ نبی

جانِ شانِ عدالت پہ لاکھوں سلام

زاہدِ مسجدِ احمدی پر درود

دولتِ جیش عسرت پہ لاکھوں سلام

درّ منثور قرآں کی سلک بہی

زَوجِ دو نور عفت پہ لاکھوں سلام

یعنی عثمان صاحبِ قمیصِ ہدی

حُلّہ پوشِ شہادت پہ لاکھوں سلام

مرتضیٰ شیر حق اشجع الاشجعیں

ساقی شیر و شربت پہ لاکھوں سلام

اصل نسلِ صفا وجہِ وصلِ خدا

بابِ فصلِ ولایت پہ لاکھوں سلام

اوّلیں دافعِ اہلِ رفض و خروج

چارمی رکنِ ملت پہ لاکھوں سلام

شیرِ شمشیر زن شاہِ خیبر شکن
پرتوِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

ماحیِ رفض و تفضیل و نصب و خروج
حامیِ دین و سنت پہ لاکھوں سلام

مومنین پیشِ فتح و پسِ فتح سب
اہلِ خیر و عدالت پہ لاکھوں سلام

جس مسلماں نے دیکھا انھیں اک نظر
اس نظر کی بصارت پہ لاکھوں سلام

جن کے دشمن پہ لعنت ہے اللہ کی
ان سب اہلِ محبت پہ لاکھوں سلام

باقیِ ساقیانِ شرابِ طہور
زینِ اہلِ عبادت پہ لاکھوں سلام

اور جتنے ہیں شہزادے اس شاہ کے
ان سب اہلِ مکانت پہ لاکھوں سلام

اُن کی بالا شرافت پہ اعلیٰ درود
ان کی والا سیادت پہ لاکھوں سلام

شافعی مالک احمد امام حنیف
چار باغِ امامت پہ لاکھوں سلام

کاملانِ طریقت پہ کامل درود
حاملانِ شریعت پہ لاکھوں سلام

غوثِ اعظم امام التقیٰ والنقیٰ
جلوۂ شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام

قطبِ ابدال وارشاد ورُشد الرّشاد
محیِ دین وملت پہ لاکھوں سلام

مرد خیلِ طریقت پہ بے حد درود
فردِ اہلِ حقیقت پہ لاکھوں سلام

جس کی منبر ہوئی گردنِ اولیا
اس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام

شاہ برکات و برکات پیشینیاں
نو بہارِ طریقت پہ لاکھوں سلام

سیّد آلِ محمّد امام الرشید
گلِ روضِ ریاضت پہ لاکھوں سلام

حضرتِ حمزہ شیرِ خدا و رسول
زینتِ قادریت پہ لاکھوں سلام

نام وکام وتن وجان وحال ومقال
سب میں اچھّے کی صورت پہ لاکھوں سلام

نورِ جاں عطرِ مجموعہ آلِ رسول
میرے آقائے نعمت پہ لاکھوں سلام

زیبِ سجادہ سجّاد نوری نہاد
احمدِ نور طینت پہ لاکھوں سلام

بے عذاب و عتاب و حساب و کتاب
تا ابد اہلِ سنت پہ لاکھوں سلام

تیرے ان دوستوں کے طفیل اے خدا
بندۂ ننگِ خلقت پہ لاکھوں سلام

میرے استاد ماں باپ بھائی بہن
اہلِ ولد و عشیرت پہ لاکھوں سلام

ایک میرا ہی رحمت میں دعویٰ نہیں
شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور
بھیجیں سب اُن کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضاؔ
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

اے شافعِ تر دامناں وے چارۂ دردِ نہاں
جانِ دل و روحِ رواں یعنی شہِ عرش آستاں
اے مسندت عرشِ بریں وے خادمت روحِ امیں
مہرِ فلک ماہِ زمیں شاہِ جہاں زیبِ جناں
اے مرہمِ زخمِ جگر یاقوت لب والا گہر
غیرت دہِ شمس و قمر رشکِ گل و جانِ جہاں
اے جانِ من جانانِ من ہم درد ہم درمانِ من
دینِ من و ایمانِ من امن و امانِ امتاں
اے مقتدا شمعِ ہدیٰ نورِ خدا ظلمت زدا
مہرت فدا ماہت گدا نورت جدا از این و آں
عینِ کرم زینِ حرم ماہِ قدم انجم خدم
والا حشم عالی ہمم زیرِ قدم صد لامکاں
آئینہ ہا حیرانِ تو شمس و قمر جویانِ تو
سیارہا قربانِ تو شمعت فدا پروانہ ساں
گل مست شد از بوئے تو بلبل فدائے روئے تو
سنبل نثارِ موئے تو طوطی بیادت نغمہ خواں

بادِ صبا جویان تو باغِ خدا از آنِ تو
بالا بلا گردانِ تو شاخِ چمن سروِ چماں
یعقوب گریانت شدہ ایوب حیرانت شدہ
صالح حدی خوانت شدہ اے یکہ تازِ لامکاں
خضر ست گویاں العطش موسیٰ بایمن گشتہ غش
یعقوب شد بینائیش دریادت اے جانِ جہاں
در ہجرِ تو سوزاں دلم پارہ جگر از رنج و غم
صد داغ سینہ از الم وز چشم دریائے رواں
بہرِ خدا مرہم بنہ از کار من بکشا گرہ
فریاد رس دادے بدہ دستے بما افتادگاں
مولا زپا افتادہ ام دارم شہا چشم کرم
مہر عرب ماہ عجم رحمے بحال بندگاں
شکرہ بدہ گو یک سخن تلخ است برمن جانِ من
یارِ نقاب از رُخ فگن بہرِ رضائے خستہ جاں
شَجَرَةٌ طَيِّبَةٌ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ

نالۂ دلِ زارِ بسرکارِ ابد قرار صلوٰت اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ الاطہار

یا خدا بہرِ جنابِ مصطفےٰ امداد کُن
یا رسول اللہ از بہرِ خدا امداد کُن

یاشفیع المذنبیں یارحمۃ للعٰلمیں
یا امان الخائفیں یاملتجا امداد کُن

حرزمن لاحرزلہٗ یاکنزمن لاکنزلہٗ
عزّمن لاعزّلہٗ یامرتجا امداد کُن

ثروتِ بے ثروتاں اے قوّتِ بے قوتاں
اے پناہ بیکساں اے عمر زدا امداد کُن

یامفیض الجودیاسرالوجوداے تخم بود
اے بہارِ ابتدا و انتہا امداد کُن

اے مغیث اے غوث اے غیث اے غیاث نشأتین
اے غنی اے مغنی اے صاحب حیا امداد کُن

نعمتِ بے محنتا اے منّتِ بے منتہیٰ
رحمتا بے زحمتا عینِ عطا امداد کُن

نیّرانورالہدیٰ بدرالدجیٰ شمس الضحیٰ
اے رخت آئینۂ ذاتِ خدا امداد کُن

اے گدایت جن وانس وحور وغلمان وملک
وے فدایت عرش وفرش ارض وسما امداد کُن

اے قریشی ہاشمی طیبی تہامی البطحی
عزبیت اللہ وعذرا و قبا امداد کُن

یاطبیبَ الروح یاطیبَ الفتوح اے بے قبوح
منظہر سبّوح پاک از عیبہا امداد کُن

اے عطاپاش اے خطاپوش اے عفوکیش اے کریم
اے سراپا رافتِ ربّ العلیٰ امداد کُن

اے سرورِ جانِ غمگیں اے پیئے اُمت حزیں
اے غمِ تو ضامنِ شادیِّ ما امداد کُن

اے بہیں عطرے زِ اعلیٰ جونہ عطار قُدس
اے مہیں دُرے زِ دُرجِ اِصطفا امداد کُن

اے کہ عالم جملہ دادندت مگر عیب وقصور
سرورِ بے نقص شاہ بے خطا امداد کُن

بندۂ مولیٰ و مولائے تمامی بندگان
اے ز عالم بیش و بیش از تو خدا امداد کُن

اے علیم اے عالِم اے علاّم اعلم اے علَم
علمِ تو مغنی ز عرضِ مدعا امداد کُن

اے بدستِ تو عنانِ کُن مکن کُن لا تکن
وے بحکمت عرش و ماتحت الثریٰ امداد کُن

سیّدا قلبُ الہدیٰ جلبُ الندیٰ سلبُ الردیٰ
غمزدا غمرالردا لحد..... امداد کُن

سَرورا کہفُ الوریٰ تن رَا دَوا جاں را شفا
اے نسیمِ دامنت عیسیٰ لقا امداد کُن

اے برائے ہر دلِ مغشوش و چشمِ پُر غبار
خاکِ کُویت کیمیا و توتیا امداد کُن

جانِ جاں جانِ جہاں جانِ جہاں را جانِ جاں
بلکہ جانہا خاکِ نعلینت شہا امداد کُن

مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ آقا آنچہ بَر روئے زمیں ست
دَر تو فانی در تو گم بَر تو فدا امداد کُن

کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ اے آں کہ خلق
دَر تو مستہلک تو دَر ذاتِ خدا امداد کُن

سہل کارے باشدت تسہیل ہر مشکل از آنکہ
ہر چہ خواہی می کند فوراً ترا امداد کُن

دار ہاں از من مرا بے من سوئے خود خواں مرا
مدّعا بخشا دلے بے مدّعا امداد کُن

فغانِ جانِ غمگین بر آستانِ والا تمکین اسدُ اللہ المرتضیٰ کرمَ اللہُ وجہہٗ

مرتضیٰ شیرِ خدا مرحب کشا خیبر کشا
سرورا لشکر کشا مشکل کشا امداد کُن

حیدرا اژ در دراضِ غام ہائل منظرا
شہرِ عرفاں را درا روشن دُرا امداد کُن

ضیغما غیظ و غما زیغ و فتن را راغما
پہلوانِ حق امیرِ لافتےٰ امداد کُن

اے خدارا تیغ واے اندام احمد را سپر
یا علی یا بوالحسن یا بوالعلےٰ امداد کُن

یا یدُاللہ یا قوی یا زورِ بازوے نبی
من زپا افتادم اے دستِ خدا امداد کُن

اے نگارِ رازدارِ قصرِ اللہ انتجےٰ
اے بہارِ لالہ زارِ انّما امداد کُن

اے تنت را جامہ پر زر جلوہ باری عبا
اے سرت را تاجِ گوہر ہَلْ اَتیٰ امداد کُن

اے رُخت را غازۂ تطہیر واذہابِ نجس
اے لبت را مایۂ فصل القضا امداد کُن

اے بجنّات وحریر امین زِ شمس و زمہریر
اے ترا فردوس مشتاقِ لقا امداد کُن

اے بحضرت روزِ حسرت رو بنصرت جاں بسوز
شکرِ ایں نصرت بیک نظرت مرا امداد کُن

یا طلیق الوجہ فی یوم عبوس قمطریہ
یا بہیج القلب فی یوم الاسےٰ امداد کن

اے وقاہم ربہم امنت ز شر مستطیر
مجرمم می جویم از کیفر وقا امداد کن

اے تنت در راہِ مولیٰ خاک و جانت عرش پاک
بوتراب اے خاکیاں را پیشوا امداد کن

اے شب ہجرت بجائے مصطفےٰ بر رخت خواب
اے دم شدت فدائے مصطفےٰ امداد کن

اے عدوئے کفر و نصب و رفض و تفضیل و خروج
اے علوئے سنت و دین ہدیٰ امداد کن

شمع بزم و تیغ رزم و کوہ عزم و کان حزم
اے کذا و اے فزوں تر از کذا امداد کن

نفیر دل تفتگان کرب و بلا بر در حسین سیّد الشہداء
علیٰ جدہ و علیہ الصلوٰۃ والثناء

یا شہید کربلا یا دافع کرب و بلا
گل رخا شہزادۂ گلگوں قبا امداد کن

اے حُسین اے مصطفےٰ را راحتِ جاں نورِ عین
راحتِ جاں نورِ عینم دہ بیا امداد کُن

اے ز حسنِ خلق و حسن خلق احمد نسخہ
سینہ تا پا شکلِ محبوبِ خدا امداد کُن

جانِ حُسن ایمانِ حسن اے کانِ حسن اے شانِ حسن
اے جمالت لمع شمعِ من رأیٰ امداد کُن

جانِ زہرا و شہیدِ زہر را زور و ظہیر
زہرتِ ازہارِ تسلیم و رضا امداد کُن

اے بواقع بیکسانِ دہر را زیبا کسے
وے بظاہر بیکس دشتِ جفا امداد کُن

اے گلویت گہ لبانِ مصطفےٰ را بوسہ گاہ
گہ لبِ تیغِ لعیں را حسرتا امداد کُن

اے تن تو گہ سوارِ شہسوارِ عرش تاز
گہ چناں پامال خیلِ اشقیا امداد کُن

اے دل و جانہا فدائے تشنہ کامیہائے تو
اے لبت شرحِ رضینا بالقضا امداد کُن

اے کہ سوزت خانمانِ آب را آتش زدے
گر نہ بودے گریۂ ارض و سما امداد کُن

ہے چہ بحر و تفتگی کو تزلب وایں تشنگی
خاک بر فرق فرات از لب مرا امداد کن

ابرِ گوہر گز مبار و نہر گوہر گز مریز
خود لبت تسلیم و فیضت حبذا امداد کن

نذرِ ثانی مدح نگار بذکر بقیہ ائمہ اطہار و دیگر اولیائے کبار تا حضرت غوثیت مدار علیہم رضوان الغفار

باقیِ اسیاد یا سجّاد یا شاہِ جواد
خضر ارشاد آدم آلِ عبا امداد کن

اے بقیدِ ظلم و صد قیدی ز بندِ غم کشا
اے تہِ بے داد و کانِ دادہا امداد کن

باقرا یا عالمِ سادات یا بحر العلوم
از علومِ خود بدفعِ جہلِ ما امداد کن

جعفر صادق بحق ناطق بحق واثق توئی
بہرِ حق ما را طریقِ حق نما امداد کن

شانِ حلماً کانِ علماً جانِ سلماً السّلام
موسیِ کاظم جہاں ناظم مرا امداد کن

اے ترازین ازعبادت وز توزین عابداں
بہرایں بے زینت اززین وصفا امداد کُن

ضامن شامن رِضابرمن نگاہے از رضا
خشم راشایانم و گویم رِضا امداد کُن

یاشہ معروف مارارَہ سوئے معروف دہ
یاسری امن ازسقط در دوسرا امداد کُن

یاجنید اے بادشاہِ جندِ عرفاں المدد
شبلیا اے شبل شیر کبریا امداد کُن

شیخ عبدالواحدا را ہم سوئے واحد نما
بے فرح را بالفرح طرطوسیا امداد کُن

بوالحسن ہکاریا حالم حسن کن بے ریا
اے علی اے شاہِ عالی مرتقیٰ امداد کُن

سرورِ مخزوم سیف اللہ اے خالدلقرب
بوسعیدا اسعدا سعد الورےٰ امداد کُن

اے ترا بیرے چو عبدالقادر جیلی مرید
بر سگانِ درگہش لطفے نما امداد کُن

دَہ چہ شیرِ شرزہ راہ تست از بختِ سعید
دشتِ ضیغم لیث شیر وشیرزا امداد کُن

بہ امید اجابت بر خود بالیدن و زمان ضراعت بر خاک مالیدن و بدرگاہ بیکس پناہ غوثیت نالیدن

یلّلے خوش آمدم در کوئے بغداد آمدم
رقص و جوش شد ز ہر مویم ندا امداد کن

طرفہ تر سازے زنم برلب زدہ مہرِ ادب
خیزد از ہر تار جیب من صدا امداد کن

بوسہ گستاخانہ چیدن خواہم از پائے سگش
ورنہ بخشد پیشِ شہ گریم شہا امداد کن

مطلع دوم مشرق مہر مدحت از افق سپہر قادریّت

آہ یا غوثاہ یا غیثاہ یا امداد کن
یا حیاۃ الجود یا رُوح المنا امداد کن

یا ولی الاَولیا ابن نبی الاَنبیا
اے کہ پایت بر رقابِ اولیا امداد کن

دست بخش حضرتِ حماد زیبِ دستِ خود
از تو دستے خواہد ایں بیدست و پا امداد کن

مجمعِ ہر دو طریق و مرجعِ ہر دو فریق
فاصلان و واصلاں را مقتدا امداد کن

واشیاں بر بندہ از ہر سُو ہجوم آوردہ اند
یا عزوماً قاتلاً عند الوغا امداد کُن

بہرِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِم نَجِّنَا مِمَّا نَخَافُ
بہرِ لَا ہُمْ یَحْزَنُوْن غَمْہَا زدا امداد کُن

اے بامُصَارِ کرم دو قرن پیشیں دو حرم
تو بمُلکِ اولیا چوں ایلیا امداد کُن

عِزَّنَا یا حِرْزَنَا یا کَنْزَنَا یا فَوْزَنَا
لَیْثُنَا یا غَیْثُنَا یا غَوْثَنَا امداد کُن

شاہِ دیں عمرِ سنن ماہِ زمیں مہرِ زمن
گاہ کیں بہرِ فتن برقِ فنا امداد کُن

طیّب الاخلاق وحق مشتاق و واصل بیفراق
نیّر الاشراق و لمّاع السنا امداد کُن

مہرباں تر بر مَن اَز مَن اَز مَن آگہ تر زِمَن
چند گویم سیّدا جُود الندیٰ امداد کُن

تسلیہ خاطر بذکرِ عاطرِ بقیّہ اکابرِ ناجنابِ سحابِ برکاتِ ماطر قدس القادر اسرارہم الاطاہر

یا ابن ہٰذا المرتجےٰ یا عبد رزاق الوریٰ
تاکہ باشد رزقِ ما عشقِ شما امداد کُن

یا اباصالح صلاحِ دین و اصلاحِ قلوب
فاسدم گلزار و در جوشِ ہوا امداد کُن

جان نصری یامحی الدّین فانصُر وانتصِر
اے علی اے شہریارِ مرتضٰی امداد کُن

سیّدِ موسیٰ کلیمِ طورِ عرفاں المدد!
اے حسن اے تاجدارِ مجتبیٰ امداد کُن

منتقی جوہر زجیلاں سیّد احمد الاماں
بے بہا گوہر بہاؤالدّیں بہا امداد کُن

بندہ را نمرود نفس انداخت در نارِ ہوا
یا براہیم ابرِ آتش گل کنا امداد کُن

اے محمّد اے بھکاری اے گدائے مصطفیٰ
ما گدایانِ درت اے باسخا امداد کُن

النجا اے زندۂ جاوید اے قاضی جیا
اے جمالِ اولیا یوسف لقا امداد کن

یا محمد یا علم دا خسر زِ دستِ غفلتم
اے کہ ہر موئے تو در ذکرِ خدا امداد کن

اے بنامت شیرۂ جاں شد نباتِ کالپی
احمدا نوشیں لبا شیریں ادا امداد کن

شاہ فضل اللہ یا ذوالفضل یا فضلِ الٰہ
چشم در فضلِ تو بست ایں بینوا امداد کن

سِلسلہ سخن تا شاخ معلائی برکاتی رسیدن و بر در آقایانِ خود برسم گدائی علی الٰہی کشیدن

شاہِ برکات اے ابوالبرکات اے سلطان جود
بارک اللہ اے مبارک بادشا امداد کن

عشقی اے مقتول عشق اے خوں بہایت عین ذات
اے زجاں بگزشتہ جاناں واصلا امداد کن

بے خودا و باخدا آلِ محمد مصطفےٰ
سیدا حق واجدا یا مقتدا امداد کن

اے حریم طیبۂ توحید را کوہِ اُحد
یا جبل یا حمزہ یا شیرِ خدا امداد کُن

اے سراپا چشم گشتہ در شہودِ عین ہو
زاں سبب کردند نامت عینیا امداد کُن

یا اُبوالفضل آلِ احمد حضرت اچھے میاں
شاہ شمس الدیں ضیاء الاصفیا امداد کُن

وحی بر جدِّ تو لا یاتل اولوا الفضل آمدہ است
بندۂ بے برگ را فضل و غنا امداد کُن

گو نہ ہجرت کردم از اثم و غنٰی ارزم بقرب
آخر ایں در را نیم مسکیں گدا امداد کُن

اے کہ شمسی و کرامتہائے تو مثلِ نجوم
اے عجب ہم مہر و ہم انجم نما امداد کُن

من سرت کردم دمے دیگر زشرق خرق تاب
آفتابا در شبِ داجم بیا امداد کُن

تاجدارِ حضرتِ مارہرہ یا آلِ رسول
اے خدا خواہ وجدا از ماعدا امداد کُن

اے شہِ والا عمیم آلا عظیم المرتبۃ
اے پئے الّا ذبیحِ تیغِ لا امداد کُن

نائلِ جود انسے زاں یم مرا سیراب ساز
نو گل جود از شمے جانم فزا امداد کن

اے عجب غیبے ترا مشہود از غیب شہود
دیدہ از خود بستی و دیدی خدا امداد کن

خلاصۂ فکر و عرضِ خاص

بندہ ام والأمر امرک آنچہ دانی کن بمن
من نمیگویم مرا بگزار یا امداد کن

خانہ زادانِ کریماں گر بشدت می زیند
ایں من و اینک سرم ورنے مرا امداد کن

دستِ من بگرفتی و بر تست پاسش بعد ازیں
یا تو دانی یا ہماں دستِ تو یا امداد کن

گر بدوزخ می روم آخر ہمی گویند خلق
کاں رسولی می رود غیرت برا امداد کن

عار باشد بر شبانِ دہ اگر ضائع شود
یک رسن در دشت یا حامی الحمیٰ امداد کن

مسکُ الختام وفذلکۃ المرام ورجوع الکلام الی الملک المنعام جلّ وعلا

یاالٰہی ذیل ایں شیراں گرفتم بندہ را
ازسگانِ شاں شمارد دائما امداد کُن

بے وسائل آمدن سوئے تو منظورِ تو نیست
زاں بہر محبوب تو گوید رضا امداد کُن

مظہرِ عون اند اینجا مغزِ حرفی بیش نیست
یعنی اے ربّ نبی داولیا امداد کُن

نیست عون از غیر تو بل غیر تو خود ہیچ نیست
یااِلٰہُ الحَق الیک المنتہٰی امداد کُن

○

مصطفیٰ خیر الوریٰ ہو — سرورِ ہر دوسرا ہو
اپنے اچھوں کا تصدّق — ہم بدوں کو بھی نباہو
کس کے پھر ہو کر رہیں ہم — گر تمہیں ہم کو نہ چاہو
بدہنسیں تم ان کی خاطر — رات بھر رو و کراہو

بد کریں ہر دم برائی
تم کہو ان کا بھلا ہو

ہم وہی ناشستہ رُو ہیں
تم وہی بحرِ عطا ہو

ہم وہی شایانِ رد ہیں
تم وہی شانِ سخا ہو

ہم وہی بے شرم و بد ہیں
تم وہی کانِ حیا ہو

ہم وہی ننگِ جفا ہیں
تم وہی جانِ وفا ہو

ہم وہی قابل سزا کے
تم وہی رحمِ خدا ہو

چرخ بدلے دہر بدلے
تم بدلنے سے ورا ہو

اب ہمیں ہوں سہو حاشا
ایسی بھولوں سے جُدا ہو

عمر بھر تو یاد رکھا
وقت پر کیا بھُولنا ہو

وقتِ پیدائش نہ بھولے
کَیْفَ یَنْسٰی کیوں قضا ہو

یہ بھی مولیٰ عرض کر دوں
بھول اگر جاؤ تو کیا ہو

وہ ہو جو تم پر گراں ہے
وہ ہو جو ہرگز نہ چاہا ہو

وہ ہو جس کا نام لیتے
دشمنوں کا دل بُرا ہو

وہ ہو جس کے رد کی خاطر
رات دن وقفِ دُعا ہو

مرٹیں برباد بندے
خانہ آباد آگ کا ہو

شاد ہو ابلیس ملعوں
غم کسے اس قہر کا ہو

تم کو ہو واللہ تم کو
جان و دل تم پر فدا ہو

تم کو غم سے حق بچائے
غم عدو کو جاں گزا ہو

تم سے غم کو کیا تعلق　　بیکسوں کے غم زِدا ہو
حق درودیں تم پہ بھیجے　　تم مدام اس کو سرا ہو
وہ عطا دے تم عطا لو　　وہ وہی چاہے جو چاہا ہو
برتو او پاشد تو بر ما　　تا ابد یہ سِلسلہ ہو
کیوں رضاؔ مشکل سے ڈریئے
جب نبی مشکل کشا ہو

○

ملکِ خاصِ کبریا ہو　　مالکِ ہر ما سوا ہو
کوئی کیا جانے کہ کیا ہو　　عقلِ عالم سے ورا ہو
کنزِ مکتومِ ازل میں　　دُرِّ مکنونِ خدا ہو
سب سے اوّل سب سے آخر　　اِبتدا ہو اِنتہا ہو
تھے وسیلے سب نبی تم　　اصل مقصودِ ہدیٰ ہو
پاک کرنے کو وضو تھے　　تم نمازِ جانفزا ہو
سب بِشارت کی اذاں تھے　　تم اذاں کا مدعا ہو
سب تمہاری ہی خبر تھے　　تم مؤخر مبتدا ہو
قربِ حق کی منزلیں تھے　　تم سفر کا منتہیٰ ہو
قبل ذکر اضمار کیا جب　　رتبہ سابق آپ کا ہو

طورِ موسیٰ چرخ عیسےٰ کیا مُساویِ دنےٰ ہو
سب جہت کے دائرے میں شش جہت سے تم ورا ہو
سب مکاں تم لامکاں میں تن ہیں تم جانِ صفا ہو
سب تمہارے در کے رستے ایک تم راہ خُدا ہو
سب تمہارے آگے شافع تم حضورِ کبریا ہو
سب کی ہے تم تک رسائی بارگہ تک تم رسا ہو
وہ کلس روضے کا چمکا سر جھکاؤ کج کلا ہو
وہ درِ دولت پہ آئے جھولیاں پھیلاؤ شاہو

در منقبت حضرت مولیٰ علی
کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

السّلام اے احمدت صہر و برادر آمدہ
حمزہ سردارِ شہیداں عمّ اکبر آمدہ
جعفرے کو می پرد صبح و مسا با قدسیاں
باتو ہم مسکن بہ بطنِ پاکِ مادر آمدہ
بنتِ احمد رونقِ کاشانہ و بانوے تو
گوشت و خونِ تو بلحمش شیر و شکر آمدہ

ہر دو ریحانِ نبی گلہائے تر زاں گل زمیں
بہرِ گل چینیت زینِ باغ برتر آمدہ

می چمیدی گلبنا در باغِ اسلام وہنوز
غنچہ ات نشگفت و نے نخلے دگر بر آمدہ

نرم نرم از بزم دامن چیدہ رفتہ باد تند
یا علی چوں بر زبانِ شمعِ مضطر آمدہ

ماہ تاباں گو متاب و مہر رخشاں گو مرخش
باختر تا خاور اسمت نور گستر آمدہ

حل مشکل کن بروئے من درِ رحمت کشا
اے بنامِ تو مسلّم فتحِ خیبر آمدہ

مرحبا اے قاتلِ مرحب امیر الاشجعیں
در ظلالِ ذو الفقارت شورِ محشر آمدہ

سینہ ام را مشرقستاں کن بنورِ معرفت
اے کہ نامم سایہ ات خورشید خاور آمدہ

کے رسد مولیٰ بمہر تابناکت انجمِ شام
گو بنورِ صحبتِ او صبحِ انور آمدہ

ناصبی را بغض تو سوئے جہنّم رہ نمود
رافضی از حبّ کاذب در سقر در آمدہ

من ز حق می خواہم اے خورشید حق آں مہر تو
کز ضیائش عالمِ ایماں منوّر آمدہ

بہر استر چادرِ مہتاب و ایں زرّیں پرند
تا پذیرائے گلیمِ بخت قنبر آمدہ

تشنہ کامِ خود رضائے خستہ را ہم جرعۂ
شکر آں نعمت کہ نامت شاہ کوثر آمدہ

در منقبت حضرت اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اے بدورِ خود امامِ اہلِ ایقاں آمدہ
جانِ انس و جانِ جان و جانِ جاناں آمدہ

قامتِ تو سروِ نازِ جوئبارِ معرفت
روئے تو خورشیدِ عالمتابِ ایماں آمدہ

موئے زلفِ عنبرینت قوّتِ رُوحِ ہدیٰ
رنگِ رویت غازۂ دینِ مسلماں آمدہ

زنگ از دلہا زداید خاک بوسیِ درت
تابناک از جلوہ ات مرآتِ احساں آمدہ

صد لطائف می کشاید یک نگاہِ لطفِ تو
دستِ فیضانت کلیدِ بابِ عرفاں آمدہ

نامت آلِ احمد و احمد شفیع المذنبیں
زاں دل از دستِ گنہ پیش تو نالاں آمدہ

پر صدا شد باغِ قدس از نغمہائے وصفِ تو
تا بہارِ جنّت از گلزارِ جیلاں آمدہ

چوں گلِ آلِ محمّد رنگِ حمزہ بر فروخت
بوئے آلِ احمد اندر باغِ عرفاں آمدہ

گلبنِ نورستہ ات را سبزۂ چرخِ کہن
فرش پا انداز بزمِ رفعت شاں آمدہ

تا کشیدم نالۂ یا آلِ احمد الغیاث
بے سر و سامانیم را طرفہ ساماں آمدہ

در پناہِ سایۂ دامانت اے ابرِ کرم
گرمیِ غم کشتۂ با سوزِ احزاں آمدہ

دل فگارے آبلہ پائے بشہرِ جودِ تو
از بیابانِ بلا افتان و خیزاں آمدہ

تازہ فریادے برآورد اے مسیحا بر درت
کہنہ رنجورے کہ از غم بر لبش جاں آمدہ

زہر نوشِ جامِ غم در حسرتِ فیہ شفاء
زانگبینِ رحمتت یک جرعہ جویاں آمدہ

بہر آں رنگیں ادا گل برگ چیند آلِ رسول
برکش از دل خار الا مے کہ در جاں آمدہ

احمد نوری دریں ظلمات رنج و تشنگی
رہنمائم سوئے تو اے آبِ حیواں آمدہ

اے زلالِ چشمۂ کوثر لب سیراب تو
بر درِ پاکت رضا با جانِ سوزاں آمدہ

○

زمین و زماں تمہارے لئے مکین و مکاں تمہارے لئے
چنین و چناں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے

دہن میں زباں تمہارے لئے بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے

فرشتے خدم رسول حشم تمامِ امم غلامِ کرم
وجود و عدم حدوث و قدم جہاں میں عیاں تمہارے لئے

کلیم و نجی مسیح و صفی خلیل و رضی رسول و نبی
عتیق و وصی غنی و علی ثنا کی زباں تمہارے لئے

اصالت کل امامت کل سیادت کل امارت کل
حکومت کل ولایت کل خدا کے یہاں تمہارے لئے

تمہاری چمک تمہاری دمک تمہاری جھلک تمہاری مہک
زمین و فلک سماک و سمک میں سکّہ نشاں تمہارے لئے

وہ کنزِ نہاں یہ نور فشاں وہ کن سے عیاں یہ بزمِ فکاں
یہ ہر تن و جاں یہ باغِ جناں یہ سارا سماں تمہارے لئے

ظہورِ نہاں قیامِ جہاں رکوعِ مہاں سجودِ شہاں
نیازیں یہاں نمازیں وہاں یہ کس لئے ہاں تمہارے لئے

یہ شمس و قمر یہ شام و سحر یہ برگ و شجر یہ باغ و ثمر
یہ تیغ و سپر یہ تاج و کمر یہ حکم رواں تمہارے لئے

یہ فیض دیے وہ جود کیے کہ نام لیے زمانہ جیے
جہاں نے لیے تمہارے دیے یہ اکرمیاں تمہارے لئے

سحابِ کرم روانہ کیے کہ آبِ نِعَم زمانہ پیے
جو رکھتے تھے ہم وہ چاک سیے یہ ستر بداں تمہارے لئے

ثنا کا نشاں وہ نور فشاں کہ مہروشاں بآں ہمہ شاں
بسایہ کشاں مواکب شاں یہ نام و نشاں تمہارے لئے

عطائے ارب جلائے کرب فیوض عجب بغیر طلب
یہ رحمتِ رب ہے کس کے سبب بربِّ جہاں تمہارے لئے

ذنوب فنا عیوب ہبا قلوب صفا خطوب روا
یہ خوب عطا کروب زُوا پئے دلِ جاں تمھارے لئے

نہ جن و بشر کہ آٹھوں پہر ملائکہ در پہ بستہ کمر
نہ جبہ و سر کہ قلب و جگر ہیں سجدہ کناں تمھارے لئے

نہ روحِ امیں نہ عرشِ بریں نہ لوحِ مبیں کوئی بھی کہیں
خبر ہی نہیں جو رمزیں کھلیں ازل کی نہاں تمھارے لئے

جناں میں چمن، چمن میں سمن، سمن میں پھبن، پھبن میں دلہن
سزائے محن پہ ایسے مِنن یہ امن و اماں تمھارے لئے

کمالِ مہاں جلالِ شہاں جمالِ حساں میں تم ہو عیاں
کہ سارے جہاں میں روز فکاں ظل آئینہ ساں تمھارے لئے

یہ طور کجا سپہر تو کیا کہ عرشِ عُلا بھی دُور رہا
جہت سے وَرا وصال ملا یہ رفعتِ شاں تمھارے لئے

خلیل و نجی، مسیح و صفی سبھی سے کہی کہیں بھی بنی
یہ بے خبری کہ خلق پھری کہاں سے کہاں تمھارے لئے

بفورِ صدا سماں یہ بندھا یہ سدرہ اٹھا وہ عرش جھکا
صفوفِ سما نے سجدہ کیا ہوئی جو اذاں تمھارے لئے

یہ مرحمتیں کہ کچی مَتیں نہ چھوڑیں لتیں نہ اپنی گتیں
قصور کریں اور ان سے بھریں قصورِ جناں تمھارے لئے

فنا بدرت بقا ببرت زہر دو جہت بگرد سرت
ہے مرکزیت تمہاری صفت کہ دونوں کماں تمہارے لئے

اشارے سے چاند چیر دیا چھپے ہوئے خور کو پھیر لیا
گئے ہوئے دن کو عصر کیا یہ تاب و تواں تمہارے لئے

صبا وہ چلے کہ باغ پھلے وہ پھول کھلے کہ دن ہوں بھلے
لوا کے تلے ثنا میں کھلے رضاؔ کی زباں تمہارے لئے

○

نظر اِک چمن سے دو چار ہے نہ چمن چمن بھی نثار ہے
عجب اُس کے گل کی بہار ہے کہ بہار بلبلِ زار ہے

نہ دلِ بشر ہی فگار ہے کہ ملک بھی اس کا شکار ہے
یہ جہاں کہ ہژدہ ہزار ہے جسے دیکھو اس کا ہزار ہے

نہیں سر کہ سجدہ کناں نہ ہو نہ زباں کہ زمزمہ خواں نہ ہو
نہ وہ دل کہ اس پہ تپاں نہ ہو نہ وہ سینہ جس کو قرار ہے

وہ ہے بھینی بھینی وہاں مہک کہ بسا ہے عرش سے فرش تک
وہ ہے پیاری پیاری وہاں چمک کہ وہاں کی شب بھی نہار ہے

کوئی اور پھول کہاں کھلے نہ جگہ ہے جوششِ حسن سے
نہ بہار اور پہ رخ کرے کہ جھپک پلک کی تو خار ہے

یہ سمن یہ سوسن و یاسمن یہ بنفشہ سنبل و نسترن
گل و سرو و لالہ بھرا چمن وہی ایک جلوہ ہزار ہے

یہ صبا سنک وہ کلی چٹک یہ زباں چہک لبِ جو چھلک
یہ مہک جھلک یہ چمک دمک سب اسی کے دم کی بہار ہے

وہی جلوہ شہر بشہر ہے وہی اصلِ عالم و دہر ہے
وہی بحر ہے وہی لہر ہے وہی پاٹ ہے وہی دھار ہے

وہ نہ تھا تو باغ میں کچھ نہ تھا وہ نہ ہو تو باغ ہو سب فنا
وہ ہے جان جان سے ہے بقا وہی بُن ہے بن سے ہی بار ہے

یہ ادب کہ بلبلِ بے نوا کبھی کھُل کے کر نہ سکے نوا
نہ صبا کو تیز روش روا نہ چھلکتی نہروں کی دھار ہے

بہ ادب جھکا لو سرِ ولا کہ میں نام لوں گل و باغ کا
گلِ تر محمّد مصطفےٰ چمن اُن کا پاک دیار ہے

وہی آنکھ اُن کا جو مُنھ تکے وہی لب کہ محو ہوں نعت کے
وہی سر جو اُن کے لئے جھکے وہی دل جو اُن پہ نثار ہے

یہ کسی کا حسن ہے جلوہ گر کہ تپاں ہیں خوبوں کے دل جگر
نہیں چاک جیبِ گل و سحر کہ قمر بھی سینہ فگار ہے

وہی نذرِ شہ میں زرِ نکو جو ہو اُن کے عشق میں زرد رُو
گلِ خلد اس سے ہو رنگ جو یہ خزاں وہ تازہ بہار ہے

جسے تیری صفِّ نعال سے ملے دو نوالے نوال سے
وہ بنا کہ اس کے اُگال سے بھری سلطنت کا اُدھار ہے

وہ اٹھیں چمک کے تجلّیاں کہ مٹا دیں سب کی تعلّیاں
دل وجاں کو بخشیں تسلّیاں ترا نور بارِ دو حار ہے

رسل و ملک پہ درود ہو وہی جانے اُن کے شمار کو
مگر ایک ایسا دکھا تو دو جو شفیعِ روزِ شمار ہے

نہ حجاب چرخ و مسیح پر نہ کلیم و طور نہاں مگر
جو گیا ہے عرش سے بھی اُدھر وہ عرب کا ناقہ سوار ہے

وہ تری تجلّیِ دل نشیں کہ جھلک رہے ہیں فلک زمیں
ترے صدقے میرے مہِ مبیں مری رات کیوں ابھی تار ہے

مری ظلمتیں ہیں ستم مگر ترا مہ نہ مہر کہ مہر گر
اگر ایک چھینٹ پڑے ادھر شب داج ابھی تو نہار ہے

گنہِ رضاؔ کا حساب کیا وہ اگرچہ لاکھوں سے ہیں سوا
مگر اے عَفُوّ ترے عفو کا نہ حساب ہے نہ شمار ہے

ترے دین پاک کی وہ ضیا کہ چمک اٹھی رہِ اصطفا
جو نہ مانے آپ سقر گیا کہیں نور ہے کہیں نار ہے

کوئی جان بس کے مہک رہی کسی دل میں اس سے کھٹک رہی
نہیں اس کے جلوے میں یک رہی کہیں پھول ہے کہیں خار ہے

وہ جسے وہابیہ نے دیا ہے لقب شہید و ذبیح کا
وہ شہیدِ لیلیٰ نجد تھا وہ ذبیحِ تیغ خیار ہے

یہ ہے دیں کی تقویت اُس کے گھر یہ ہے مستقیم صراطِ شر
جو شقی کے دل میں ہے گاؤ خر تو زباں پہ چوڑھا چمار ہے

وہ حبیب پیارا تو عمر بھر کرے فیض و جود ہی سر بسر
ارے تجھ کو کھائے تپِ سقر ترے دل میں کس سے بخار ہے

وہ رضاؔ کے نیزہ کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

○

ایمان ہے قال مصطفائی ۔ قرآن ہے حال مصطفائی
اللہ کی سلطنت کا دولہا ۔ نقش تمثال مصطفائی
کُل سے بالا رسل سے اعلیٰ ۔ اجلال و جلال مصطفائی
اصحاب نجوم رہنما ہیں ۔ کشتی ہے آل مصطفائی
ادبار سے تو مجھے بچالے ۔ پیارے اقبال مصطفائی
مرسل مشتاقِ حق ہیں اور حق ۔ مشتاق وصال مصطفائی
خواہانِ وصالِ کبریا ہیں ۔ جویانِ جمال مصطفائی
محبوب و محب کی ملک ہے ایک ۔ کونین ہیں مال مصطفائی
اللہ نہ چھوٹے دستِ دل سے ۔ دامانِ خیال مصطفائی

ہیں تیرے سپرد سب امیدیں اے جود و نوالِ مصطفائی
روشن کر قبر بیکسوں کی اے شمعِ جمالِ مصطفائی
اندھیر ہے بے ترے مرا گھر اے شمعِ جمالِ مصطفائی
مجھ کو شبِ غم ڈرا رہی ہے اے شمعِ جمالِ مصطفائی
آنکھوں میں چمک کے دل میں آجا اے شمعِ جمالِ مصطفائی
میری شبِ تار دن بنا دے اے شمعِ جمالِ مصطفائی
چمکا دے نصیب بدنصیباں اے شمعِ جمالِ مصطفائی
قزاق ہیں سر پہ راہ گم ہے اے شمعِ جمالِ مصطفائی
چھایا آنکھوں تلے اندھیرا اے شمعِ جمالِ مصطفائی
دل سرد ہے اپنی لو لگا دے اے شمعِ جمالِ مصطفائی
گھنگھور گھٹائیں غم کی چھائیں اے شمعِ جمالِ مصطفائی
بھٹکا ہوں تو راستہ بتا جا اے شمعِ جمالِ مصطفائی
فریاد دباتی ہے سیاہی اے شمعِ جمالِ مصطفائی
میرے دلِ مردہ کو جلا دے اے شمعِ جمالِ مصطفائی
آنکھیں تری راہ تک رہی ہیں اے شمعِ جمالِ مصطفائی
دکھ میں ہیں اندھیری رات والے اے شمعِ جمالِ مصطفائی
تاریک ہے رات غم زدوں کی اے شمعِ جمالِ مصطفائی
ہو دونوں جہاں میں منھ اجالا اے شمعِ جمالِ مصطفائی

تاریکیِ گور سے بچانا اے شمع جمالِ مصطفائی
پُرنور ہے تجھ سے بزمِ عالم اے شمع جمالِ مصطفائی
ہم تیرہ دلوں پہ بھی کرم کر اے شمع جمالِ مصطفائی
للہ اِدھر بھی کوئی پھیرا اے شمع جمالِ مصطفائی
تقدیر چمک اٹھے رضا کی
اے شمع جمالِ مصطفائی

○

ذرّے جھڑ کر تری پیزاروں کے
تاجِ سر بنتے ہیں سیّاروں کے
ہم سے چوروں پہ جو فرمائیں کرم
خلعتِ زر بنیں پشتاروں کے
میرے آقا کا وہ در ہے جس پر
ماتھے گھِس جاتے ہیں سرداروں کے
میرے عیسیٰ ترے صدقے جاؤں
طور بے طور ہیں بیماروں کے
مجرمو! چشمِ تبسّم رکھو
پھول بن جاتے ہیں انگاروں کے

تیرے ابرو کے تصدّق پیارے
بند کرّے ہیں گرفتاروں کے

جان و دل تیرے قدم پر وارے
کیا نصیبے ہیں ترے یاروں کے

صدق و عدل و کرم و ہمّت ہیں
چار سو شُہرے ہیں اِن چاروں کے

بہرِ تسلیمِ علی میداں میں
سر جھکے رہتے ہیں تلواروں کے

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضاؔ
بول بالے مِری سرکاروں کے

○

سرسوئے روضہ جھکا پھر تجھ کو کیا
دل تھا ساجد نجدیا پھر تجھ کو کیا

بیٹھتے اٹھتے مدد کے واسطے
یارسول اللہ کہا پھر تجھ کو کیا

یا غرض سے چُھٹ کے محض ذکر کو
نامِ پاک اُن کا جپا پھر تجھ کو کیا

بے خودی میں سجدۂ در یا طواف
جو کیا اچھا کیا پھر تجھ کو کیا

ان کو تملیک ملیک الملک سے
مالکِ عالم کہا پھر تجھ کو کیا

ان کے نامِ پاک پر دل جان و مال
نجدیا سب تج دیا پھر تجھ کو کیا

یٰعِبَادِی کہہ کے ہم کو شاہ نے اپنا بندہ کر لیا پھر تجھ کو کیا
دیو کے بندوں سے کب ہے یہ خطاب تو نہ اُن کا ہے نہ تھا پھر تجھ کو کیا
لَا یَعْبُدُوْنُ آگے ہو گا بھی نہیں تو الگ ہے دائما پھر تجھ کو کیا
دشتِ گرد و پیشِ طیبہ کا ادب مکّہ سا تھا یا سوا پھر تجھ کو کیا
نجدی مرتا ہے کہ کیوں تعظیم کی یہ ہمارا دین تھا پھر تجھ کو کیا
دیو تجھ سے خوش ہے پھر ہم کیا کریں ہم سے راضی ہے خُدا پھر تجھ کو کیا
دیو کے بندوں سے ہم کو کیا غرض ہم ہیں عبدِ مصطفےٰ پھر تجھ کو کیا
تیری دوزخ سے تو کچھ چھینا نہیں
خلد میں پہنچا رضا پھر تجھ کو کیا

○

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستاں بتایا تجھے حمد ہے خدایا
تمہیں حاکمِ برایا تمہیں قاسمِ عطایا
تمہیں دافعِ بلایا تمہیں شافعِ خطایا کوئی تم سا کون آیا
وہ کنواری پاک مریم وہ نَفَخْتُ فِیْہِ کا دم
ہے عجب نشانِ اعظم مگر آمنہ کا جایا وہی سب سے افضل آیا
یہی بولے سدرہ والے چمنِ جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے ترے پایہ کا نہ پایا تجھے یک نے یک بنایا

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ یہ مِلا ہے تم کو منصب
جو گدا بنا چکے اب اٹھو وقتِ بخشش آیا
کرو قسمتِ عطایا

وَاِلٰی الْاِلٰہِ فَارْغَبْ کرو عرض سب کے مطلب
کہ تمہیں کو تکتے ہیں سب کرو ان پر اپنا سایا
بنو شافعِ خطایا

ارے اے خدا کے بندو! کوئی میرے دل کو ڈھونڈو
مرے پاس تھا ابھی تو ابھی کیا ہوا خدایا
نہ کوئی گیا نہ آیا

ہمیں اے رضاؔ ترے دل کا پتا چلا بہ مشکل
درِ روضہ کے مقابل وہ ہمیں نظر تو آیا
یہ نہ پوچھ کیسا پایا

کبھی خندہ زیرِ لب ہے کبھی گریہ ساری شب ہے
کبھی غم کبھی طرب ہے نہ سبب سمجھ میں آیا
نہ اسی نے کچھ بتایا

کبھی خاک پر پڑا ہے سرِ چرخ زیرِ پا ہے
کبھی پیشِ در کھڑا ہے سرِ بندگی جھکایا
تو قدم میں عرش پایا

کبھی وہ تپک کہ آتش کبھی وہ ٹپک کہ بارش
کبھی وہ ہجومِ نالش کوئی جانے ابر چھایا
بڑی جوششوں سے آیا

کبھی وہ چہک کہ بلبل کبھی وہ مہک کہ خود گل
کبھی وہ لہک کہ بالکل چمنِ جناں کھلایا
گلِ قدس لہلہایا

کبھی زندگی کے ارماں کبھی مرگِ نو کا خواہاں
وہ جیا کہ مرگ قرباں وہ موا کہ زیست لایا
کہے روح ہاں جلایا

کبھی گم کبھی عیاں ہے کبھی سر دگر تپاں ہے
کبھی زیرِ لب فغاں ہے کبھی چپ کہ دم نہ نھایا رُخ کام جاں کھایا

یہ تصوراتِ باطل ترے آگے کیا ہیں مشکل
تری قدرتیں ہیں کامِل انھیں راست کر خدایا میں انھیں شفیع لایا

○

بکارِ خویش حیرانم اغثنی یارسول اللہ پریشانم پریشانم اغثنی یارسول اللہ
ندارم جز تو ملجائے ندانم جز تو ماوائے توئی خود ساز و سامانم اغثنی یارسول اللہ
شہا بیکس نوازی کن طبیبا چارہ سازی کن مریضِ دردِ عصیانم اغثنی یارسول اللہ
زرفتم راہ بینایاں فتادم در چہِ عصیاں بیا اے حبل رحمانم اغثنی یارسول اللہ
گنہ بر سر بلا بارد دلم دردِ ہوا دارد کہ داند جز تو درمانم اغثنی یارسول اللہ
اگر رانی و گر خوانی غلامم انت سلطانی دگر چیزے نمیدانم اغثنی یارسول اللہ
بکہفِ رحمتم پرور زقطمیرم منہ کم تر سگِ درگاہِ سلطانم اغثنی یارسول اللہ
گنہ در جانم آتش زد قیامت شعلہ می خیزد مدد اے آبِ حیوانم اغثنی یارسول اللہ
چو مرگم نخل جاں سوزد بہارم را خزاں سوزد نہ ریزد برگِ ایمانم اغثنی یارسول اللہ
چو محشر فتنہ انگیزد بلائے بے اماں خیزد بجویم از تو درمانم اغثنی یارسول اللہ
پدر را نفرتے آید پسر را وحشت افزاید تو گیری زیرِ دامانم اغثنی یارسول اللہ
عزیزاں گشتہ دور از من ہمہ یاراں نفور از من دریں وحشت ترا خوانم اغثنی یارسول اللہ

گدائے آمد اے سلطاں باُمّیدِ کرم نالاں — تہی داماں مگر دانم اغثنی یارسول اللہ

اگر می رانیم از درِ من بہ سوئے درے دیگر — کجا نالم کرا خوانم اغثنی یارسول اللہ

گرفتارم رہائی دِہ مسیحا مومیائی دِہ — شکستم رنگ سا مانم اغثنی یارسول اللہ

رضا یت سائلِ بے پر توئی سلطان لَاتَنْھَرْ
شہا بہرے ازیں خوانم اغثنی یا رسول اللہ

○

لحد میں عشقِ رُخِ شہ کا داغ لے کے چلے — اندھیری رات سُنی تھی چراغ لے کے چلے

ترے غلاموں کا نقشِ قدم ہے راہِ خدا — وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

جناں بنے گی محبّانِ چار یار کی قبر — جو اپنے سینہ میں یہ چار باغ لے کے چلے

گئے، زیارتِ در کی صد آہ واپس آئے — نظر کے اشک پچھے دل کا داغ لے کے چلے

مدینہ جانِ جنان و جہاں ہے وہ سن لیں — جنھیں جنونِ جناں سوئے زاغ لے کے چلے

ترے سحابِ سخن سے نہ نم کہ نم سے بھی کم — بلیغ بہرِ بلاغت بلاغ لے کے چلے

حضورِ طیبہ سے بھی کوئی کام بڑھ کر ہے — کہ جھوٹے حیلۂ مکر و فراغ لے کے چلے

تمھارے وصفِ جمال و کمال میں جبریل — محال ہے کہ مجال و مساغ لے کے چلے

گِلہ نہیں ہے مُرید رشید شیطاں سے — کہ اس کے وسعتِ علمی کا لاغ لے کے چلے

ہر ایک اپنے بڑے کی بڑائی کرتا ہے — ہر ایک مغبچہ مغ کا ایاغ لے کے چلے

مگر خدا پہ جو دھبّہ دروغ کا تھوپا — یہ کس لعیں کی غلامی کا داغ لے کے چلے

وقوعِ کذب کے معنی درست اور قدّوس ہیئے کی پھوٹے عجب سبز باغ لے کے چلے
جہاں میں کوئی بھی کافر سا کافر ایسا ہے کہ اپنے ربّ پہ سفاہت کا داغ لے کے چلے
پڑی ہے اندھے کو عادت کہ شوربے ہی سے کھائے بٹیر ہاتھ نہ آئی تو زاغ لے کے چلے
خبیث بہرِ خبیثہ خبیثہ بہرِ خبیث کہ ساتھ جنس کو باز و کلاغ لے کے چلے
جو دین کوّوں کو دے بیٹھے ان کو یکساں ہے کلاغ لے کے چلے یا الاغ لے کے چلے

رضؔا کسی سگِ طیبہ کے پاؤں بھی چومے
تم اور آہ کہ اتنا دماغ لے کے چلے

غزل قطع بند

انبیا کو بھی اجل آنی ہے مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد اُن کی حیات مثلِ سابق وہی جسمانی ہے
رُوح تو سب کی ہے زندہ ان کا جسمِ پُر نور بھی رُوحانی ہے
اوروں کی روح ہو کتنی ہی لطیف اُن کے اَجسام کی کب ثانی ہے
پاؤں جس خاک پہ رکھ دیں وہ بھی روح ہے پاک ہے نورانی ہے
اس کی ازواج کو جائز ہے نکاح اس کا ترکہ بٹے جو فانی ہے

یہ ہیں حیِّ ابدی ان کو رضؔا
صدقِ وعدہ کی قضا مانی ہے

نظمِ معطّر ۱۳۰۹ھ

حمد

حمداً الک یا مفضل عبدالقادر یا ذاالافضال
یا منعم یا مجمل عبدالقادر انتَ المتعال
مولائے بما مننت بالجود علیہ من دون سوال
امن واجب سائل عبدالقادر جُد بالآمال

صلوٰۃ

بار دز خُدا بر جد عبدالقادر محمود خُدا حامد عبدالقادر
باران درودے کہ چکیدہ زر خش بار د بسر سیّد عبدالقادر

تمہید

یارب کہ دمد ستائے عبدالقادر ہر حرف کند ثنائے عبدالقادر
ہمزہ بر دیفِ الف آید یعنی خم کردہ قدش برائے عبدالقادر

ردیف الألف

یا من لبناہ جار عبدالقادر یا من لبشاہ یار عبدالقادر
اِذْ اَنْتَ جَعَلْتَہٗ کَمَا کُنْتَ تَشَآءُ فَاجْعَلْنِیْ کَیْفَ شَآءَ عبدالقادر

رباعی

ربی اربی الرجاء عبدالقادر — اذ عوذنا العطاء عبدالقادر

الدار وسیعۃ و ذوالدار کریم — بورنا حیث باء عبدالقادر

ردیف الباء

در حشر گہ جناب عبدالقادر — چوں نشر کنی کتاب عبدالقادر

از قادریاں مجو جدا گانہ حساب — مدّے شمر از حساب عبدالقادر

رباعی

اللہ اللہ ربّ عبدالقادر — دارد واللہ حبّ عبدالقادر

از وصف خدائے تو نصیبت دادند — طوبےٰ لک اے محبّ عبدالقادر

ردیف التاء

اے عاجزِ تو قدرت عبدالقادر — محتاج درت دولت عبدالقادر

از حرمتِ ایں قدرت و دولت بخشائے — بر عاجز پر حاجت عبدالقادر

رباعی

تنزیل مکمل ست عبدالقادر — تکمیل منزل ست عبدالقادر

کس نیست جز او در دو کنار ایں سیر — خود ختم و خود اول ست عبدالقادر

رباعی

مماۤ[1] لاتعلمو[2]ست عبدالقادر — مستور ستورِ ہو[3] ست عبدالقادر
میجو میگو بس آنچہ دانی کہ وراست — از جستن و گفتن اوست عبدالقادر

رباعی مستزاد

می گفت دلم کہ جاں ست عبدالقادر — گفتم احسنت
جاں گفت کے دین ماں[4] ست عبدالقادر — گفتم آمنت
دیں گفت حیات من .... گفتم — ایں جملہ صفات
از ذات بگو کہ آں ست عبدالقادر — گم شد من و انت

رباعی

عقل و حصر صفات عبدالقادر — شبکور و نجوم
وہم و ادراک ذات عبدالقادر — وہ شارق و بوم
عجز آں کہ بکنہ قطرہ آبے نرسید — زعم آں کہ رسد
تا قعر یم و فرات عبدالقادر — قدرت معلوم

---

[1] اسقاط النون من المضارع شائع نظماً و نثراً و علیہ یخرج حدیث کما تکونوا یوتی علیکم ۱۲
[2] سیدنا فرمود رضی اللہ تعالٰی عنہ: قال اللہ تعالٰی و یخلق مالا تعلمون انا مما لا تعلمون ۱۲
[3] ہو اشارہ بذات احدیت جل شانہ، ۱۲
[4] ماں بزیادت ن بمعنی ماست ۱۲

ردیف الثاء

دیں را اصل حدیث عبدالقادر اہلِ دیں را مغیث عبدالقادر
او ما ینطقُ عن الھویٰ این شرحش قرآن احمد حدیث عبدالقادر

ردیف الجیم

اے رفعت بخش تاج عبدالقادر پُرنور کُن سراج عبدالقادر
آں تاج و سراج باز بر کن یارب بستاں زشہاں خراج عبدالقادر

ردیف الحاء

پاک است زباک طرح عبدالقادر وجہی ست بری زجرح عبدالقادر
جرحش کہ تواند کہ زکلکِ قدرت احمد متن ست و شرح عبدالقادر

رباعی

اے عام کُن صلاح عبدالقادر انعام کُن فلاح عبدالقادر
من سرتا پا جُناح گشتم فریاد اے سرتا پا نجاح عبدالقادر

ردیف الخاء

اے ظلِ الٰہ شیخ عبدالقادر اے بندہ پناہ شیخ عبدالقادر
محتاج و گدائیم و تو ذوالتاج و کریم شیئاً للّٰہ شیخ عبدالقادر

رباعی

ماہ عربی اے رُخ عبدالقادر　　نورے زربی اے رُخ عبدالقادر
امروز زدی دی زپری خوبتری　　بدرے عجبی اے رُخ عبدالقادر

ردیف الدال

دیں زاد کہ زاد زاد عبدالقادر　　دل داد کہ داد داد عبدالقادر
ایں جاں چہ کنم نذرسگش باد مرا　　جاں باد کہ باد باد عبدالقادر

ردیف الذال

سلطانِ جہاں معاذ عبدالقادر　　تن ملجا وجاں ملاذ عبدالقادر
صحن آرد امانی واماں یار دہام　　آں را کہ دہد عیاذ عبدالقادر

ردیف الرار

پرآب بود کوثر عبدالقادر　　خوش تاب بود گوہر عبدالقادر
درظلمتِ ظمّا آبے وتابے دارم　　اے حشر بیا بر در عبدالقادر

رباعی

یارب نسیم از در خور عبدالقادر　　دل دادہ مراں از در عبدالقادر
ایں ننگ مریدے ار نرفتہ بمراد　　رفتن مدہ از خاطر عبدالقادر

اے دافع ظلم افسر عبدالقادر　　اے دفع ظلم خنجر عبدالقادر
دور از تو جہاں بمرگ نزدیک بیا　　برکش ز دوان کشور عبدالقادر

حس کن انوارِ بدر عبدالقادر　　بس کن ز اسرارِ صدر عبدالقادر
خود قدرتِ قدر نامقدر ز قدر　　جوئی مقدارِ قدر عبدالقادر

ردیف الزاء

اے فضل تو برگ و ساز عبدالقادر　　فیض تو چمن طراز عبدالقادر
آن کن کہ رسد قمری بے بال و پرے　　در سایۂ سرو ناز عبدالقادر

ردیف السین

در دا ز درِ مجلس عبدالقادر　　دور است سگ بیکس عبدالقادر
حال ایں وہوس آنکہ چو میرم ببرم　　سر در قدم اقدس عبدالقادر

رباعی مستزاد

گفتم تاج رؤس عبدالقادر　　سر خم گردید
جانا روح نفوس عبدالقادر　　بر خود بالید
رزما او قلب فرج دیں را دل و جانست　　زد نوبت فتح
بزما بزما عروس عبدالقادر　　شادان رقصید

ردیف الشین

بالاست بلند فرش عبدالقادر　　　بر قدر بلند عرش عبدالقادر
آں بدرِ[1] عریش بدر مہ پارہ عرش　　　تابندہ بہ بیں بفرش عبدالقادر

گسترده بعرش فرش عبدالقادر　　　آوردہ بفرش عرش عبدالقادر
مرہین اللہ ۱۲ — تخت
ایں کرد کہ کرد کرد شاہے کہ فزود　　　بالاؤ فزود عرش عبدالقادر
سوال ۱۲ — جواب ۱۲ — عزوجاہ

○

عرش شرف ست فرش عبدالقادر　　　فرش شرف ست عرش عبدالقادر
یعنی تا سر بپائے (----) فرش نمود　　　سرہا شدہ فرش عرش عبدالقادر
عرش ۱۲

ردیف الصاد

فن گرچہ نہ شد بر نص عبدالقادر　　　جاں دارد مہر از فص عبدالقادر
فرمان ۱۲ — نگینہ ۱۲
گر ناقصم ایں نسبتِ کامل چہ خوش است　　　کاں بندہ رضا ناقص عبدالقادر

---

[1] بدر اول بمعنی ماہ شب چہاردہ و بدر دوم جائے ہر حرب کہ اولین جہاد اسلام آنجا واقع شدہ و عریش خانہ کہ از نے بنا کنند، در حدیث است سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم روز بدر فرمود مرا بکار موسیٰ روگردانی نیست عریشے ہمچو عریشِ موسیٰ سازند ہمچناں ساختند و سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دراو جلوہ ارزانی داشت ۔ ۱۲

رباعی

بالکسر منم مخلِص عبدالقادر　　سر بر قدم خلص عبدالقادر
(دوستان الخاص ۱۲)

برکسر چو رحم آرد فتحش بچہ عجب　　بالفتح شوم مخلص عبدالقادر
(شکستگی ۱۲ — کشائش و فیض ۱۲ — برگزیدہ ۱۲)

ردیف الضاد

تمکینِ گلے از ریاض عبدالقادر　　تلوینِ نمے از حیاض عبدالقادر

نور دل عارفاں کہ شب صبح نمست　　سطرے بود از بیاض عبدالقادر

ردیف الطاء

اینجا دجہِ نشاط عبدالقادر　　آنجا شمعِ صراط عبدالقادر

بکشادہٗ .... بنہادہ بجود　　دروازہ صلا سماط عبدالقادر

ردیف الظاء

خوباں چو گل بوعظ عبدالقادر　　اعیان رسل بوعظ عبدالقادر

پروانہ صفت جمع کہ خود جلوہ نمست　　شمع جز و کل بوعظ عبدالقادر

ردیف العین

خور راتبہ خور ز شمع عبدالقادر　　مہ آزقہ بر ز شمع عبدالقادر

ایں نور و سرور نیست از صبح ز چیست　　دو دلیست مگر ز شمع عبدالقادر

رباعی

اما مگذر ز شمع عبدالقادر مہری بنگر ز شمع عبدالقادر
کاریکہ ز غور بہ نیم مہ دیدی بیں در نیم نظر ز شمع عبدالقادر

رباعی

بر وحدتِ او رابع عبدالقادر یک شاہد و دو سابع عبدالقادر
انجام وے آغازِ رسالت باشد اینک گوہم تابع عبدالقادر

رباعی مستزاد

واحد چو نہم رابع عبدالقادر در دامن دال
زائد چو سوم سابع عبدالقادر ہم مسکن دال
یعنی بدلائے ہفت داو تا دچہار توحید سرا
یک یک بیکے تابع عبدالقادر اندر فن دال

ردیف الغین

مے نے نور چراغ عبدالقادر مے نے نورے ز باغ عبدالقادر
ہم آب رشد ہست و ہم مائہ خلد یارب چہ خوش ست ایاغ عبدالقادر

ردیف الفاء

عطفاً عطفاً عطوف عبدالقادر رافاً رافاً رءوف عبدالقادر
اے آنکہ بدست تست تصریفِ امور اصرف عنا الصّروف عبدالقادر

ردیف القاف

خیرہ است خرد ز برق عبدالقادر تیرہ است حضور شرق عبدالقادر
خورشید بہ پرتو سُہا جستن چیست اے جستہ بعقل فرق عبدالقادر

ردیف الکاف

آخر نیم اے مالک عبدالقادر مملوک و..... مالک عبدالقادر
مپسند کہ گویند بایں نسبت و بند کاں بندہ فلاں ہالک عبدالقادر

ردیف اللام

نامد ز سلف عدیل عبدالقادر ناید بخلف بدیل عبدالقادر
مثلش گر ز اہلِ قرب جوئی گوئی عبدالقادر مثیل عبدالقادر

رباعی

حشر ست و توئی کفیل عبدالقادر جاہت بہ شہ جلیل عبدالقادر
دردا در دارِ عدل آمد مجرم زودا آ زود آ وکیل عبدالقادر

ردیف المیم

یارب بجمال نام عبدالقادر یارب بنوال عام عبدالقادر
منگر بقصور و نقص ما قادریاں بنگر بکمال تام عبدالقادر

رباعی

ہر صبح رہت مرام عبدالقادر ہر شام درت مقام عبدالقادر
بگزر ز سپید و سیہِ قادریاں! از حرمتِ صبح و شام عبدالقادر

رباعی

عبدالقادر کریم عبدالقادر عبدالقادر عظیم عبدالقادر
رحمانت رب و رحمت عالم اب رحمت رحمت رحیم عبدالقادر

رباعی

در جود سمر اے یم عبدالقادر صد بحر ببر اے یم عبدالقادر
دور از تو سگ تشنہ لبے می میرد یک موج دگر اے یم عبدالقادر

رباعی

صدّیق صفت حلیم عبدالقادر فاروق نمط حکیم عبدالقادر
مانند غنی کریم عبدالقادر در رنگ علی علیم عبدالقادر

ردیف النون

دستے زدم اے ضامن عبدالقادر
در دامن جاں بامن عبدالقادر
یارب چہ خود ایں دامن گسترده تست
گسترده مچیں دامن عبدالقادر

رباعی

یارب قرصے ز خوان عبدالقادر
داریم حقے بنان عبدالقادر
ایں نسبت بس کہ عاجزان اوئیم
رحمے بر عاجزان عبدالقادر

رباعی

جو دست بارش شان عبدالقادر
بودست دبود ازان عبدالقادر
جنت بگدا دہند و منت نہ نہند
وہ سنت خاندان عبدالقادر

ردیف الواو

خوبان خوبند نے چو عبدالقادر
شیریناں قندئے چو عبدالقادر
محبوباں یکدگر بہ افزائش حسن
چند و صد چند نے چو عبدالقادر

رباعی

خواہی کاہی علو عبدالقادر
نامی سامی سمو عبدالقادر
ہشدار کہ باخدائے خود می جنگی
مُت غیظاً اے عدو عبدالقادر

رباعی

مہ فرش کناں درد و عبدالقادر | خورشید پساں در جوِ عبدالقادر
آشفتہ مہ و شیفتہ می گردد مہر | در جلوۂ ماہِ نوِ عبدالقادر

ردیف الہاء

حمداً لک اے الٰہ عبدالقادر | اے مالک و پادشاہ عبدالقادر
اے خاک براہِ تو سرِ جملہ سراں | کن خاک مرا براہ عبدالقادر

رباعی

بے جان و بجانم شہ عبدالقادر | کس جز تو ندانم شہ عبدالقادر
بد بودم و بد کردم و بر نیکی تو | نیک ست گمانم شہ عبدالقا[در]

رباعی

بہر سر ہو تجلیہ عبدالقادر | ہم تجلیہ را تخلیہ عبدالقادر
بر متن متینِ احدیت احمد | شرح است براں منہیہ عبدالقادر

رباعی

از عارضہ نیست وجہ عبدالقادر | ذاتی ست ولائے وجہ عبدالقادر
ہر کس شدہ محبوب بوجہ صفتے | عبدالقادر بوجہ عبدالقادر

رباعی

غود نور ستند از رہ عبد القادر | ہم اِذن طلوع از شہ عبد القادر
ماہ است گدائے در مہر وایں جا | مہرست گدائے مہ عبد القادر

رباعی مستزاد

براوج ترقی شدہ عبد القادر | تا نامِ خدا
خیمہ مستنزل زدہ عبد القادر | ناس اندوہدیٰ
بالجملہ بقرآں رشاد وارشاد | دربدء وختام
بِسم اللہ و ناس آمدہ عبد القادر | حمدست ابدا

ردیف الیاء

اے قادر واے خدائے عبد القادر | قدرت دہِ دستہائے عبد القادر
بَرعاجزیِ ما نظرِ رحمت کن | رحم اے قادر برائے عبد القادر

جاں بخش مرا بپائے عبد القادر | جاں بخش تہ لوائے عبد القادر
ازصد چو رضا گزشتے از بہر رضاش | اینہم بعلم برائے عبد القادر

رباعی

عین آمدہ ابتدائے عبد القادر | از رویت امر رائے عبد القادر
از رویتِ او عین مرا روشن کن | روشن کن عین و رائے عبد القادر

رباعی

عید یکتا لقائے عبدالقادر — دُربار درِ عطائے عبدالقادر
عبدا بہ لقائے او چو ہمزہ گم شد — تا دریابی بیائے عبدالقادر

رباعی

دل حرف مزن سوائے عبدالقادر — حاجت داند عطائے عبدالقادر
پیشش ہم از و شفیع انگیز و بگو — عبدالقادر برائے عبدالقادر

رباعی مستزاد

افتادہ در اول بدایت باساں — الصاق طلب
گرویدہ بآخر تجنس خنداں — عین سال بطرب
یعنی شہ جیلاں زشہاں بس کہ ہمونست — در مصحف قرب
بسم اللہ وناس راشروع و پایاں — الحمدُ لرب

اکسیر اعظم

۱۳۰۲ھ

قصیدۂ مجیدۂ مقبولہ ان شاء اللہ تعالیٰ فی منقبت سیدنا الغوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مطلع تشبیب و ذکر عاشق شدن حبیب

ایکہ صد جاں بستہ در ہر گوشۂ داماں توئی
دامن افشانی و جاں بار و چرا بیجاں توئی

آں کدا ایں سنگدل عیارۂ خونخوارۂ
کز غمش با جانِ نازک در تپِ ہجراں توئی

سروِ ناز خویشتن را بر کہ قمری کردۂ
عندلیبِ کیستی چوں خود گلِ خنداں توئی

ہم رخاں آئینہ داری ہم لباں شکر شکن
خود بخود در نغمہ آئی باز خود حیراں توئی

جوئے خوں نرگس چہ ریزد گر بچشماں نرگسی
بوئے خوں از گل چہ خیزد گر بہ تن ریحاں توئی

آں حسینستی کہ جانِ حسن می نازد بتو
می ندانم از چہ مرگِ عاشقی جویاں توئی

نوغزالِ کمسنِ من سوئے ویراں می رمی
ہیچ ویرانہ بود جائیکہ در جولاں توئی

سینہ حسن آباد شد ترسم نمائی در دلم
زانکہ از وحشت رسیدہ در دلِ ویراں توئی

سوختم من سوختم اے تاب حسنت شعلہ خیز
آتشت در جاں بیا زد خود چرا سوزاں توئی

ایں چنینی ایکہ ماہت زیرِ ابرِ عاشقی ست
آہ اگر بے پردہ روزے بر سرِ لمعاں توئی

سینہ گر بر سینہ ام مالی غمت چینم مگر
دانم اینہم از غرض دانی کہ بس ناداں توئی

ماہِ من مہ بندہ اَت مہ را چہ مالی کاینچنیں
سینہ وقفِ داغ و بیخوابِ سرگرداں توئی

عالمے کشتہ بناز اینجا چہ ماندی در نیاز
کار فرما فتنہ را آخر ہماں فتّاں توئی

دام کاکل بہر آں صیاد خود ہم می کشا
یا ہمیں مشتِ پرِ ما را بلائے جاں توئی

یا غہا گشتم بجانِ تو کہ بے مانا ستی
یارب آں گل خود چہ گل باشد کہ بلبل ساں توئی

منکہ می گریم سرائے من کہ رُویت دیدہ ام
تو کہ آئینہ نہ بینی از چہ رُو گریاں توئی

یا مگر خود را بروئے خویش عاشق کردۂ
یا حسیں تر دیدۂ از خود کہ صیدِ آں توئی

گریز ربط آمیز بسوئے مدح ذوق انگیز

یا ہمانا پر توے از شمع جیلاں بر تو تافت
کاینچنیں از تابش وتپ ہر دو باساماں توئی

آں شہے کاندر پناہش حسن و عشق آسودہ اند
ہر دو را ایما کہ شاہا ملجا، مایاں توئی

حُسنِ رنگش عشقِ بُویش ہر دو بر رُویش نثار
ایں سراید جاں توئی واں نغمہ زن جاناں توئی

عشق در نازش کہ تا جاناں رسانیدم ترا
حُسن در بالش کہ خود شاخی ز محبوباں توئی

عشق گفتش سیدا برخیز رُو بر خاک نہ
حسن گفت از عرش بگزر پرتوِ یزداں توئی

الالتفات الی الخطاب مع تقریر جامعیۃ الحسن والعشق

سرورا جاں پرورا حیرانم اندر کارِ تو
حیرتم در تو فزوں بادا اسرِ پنہاں توئی

سوزی افروزی گدازی بزمِ جاں روشن کنی
شب بپا استادہ گریاں یا دل بریاں توئی

گردِ تو پروانہ روئے تو یکساں ہر طرف
روشنم شد کز ہمہ رُو شمع افروزاں توئی

شہ کریم ست اے رضا در مدح سر کن مطلعے
شکرت بخشد اگر طوطیِ مدحت خواں توئی

اوّل مطالع المدح

پیرِ پیراں میرِ میراں اے شہ جیلاں توئی
انس جانِ قدسیان و غوثِ انس وجاں توئی

زیبِ مطلع

سر توئی سرور توئی سرا سر وساماں توئی
جاں توئی جاناں توئی جاں را قرارِ جاں توئی

ظلِ ذاتِ کبریا و عکسِ حسنِ مصطفےٰ
مصطفےٰ خورشید و آں خورشید را لمعاں توئی

مَن رَّاٰنِی قَد رَاَ الحق گر بگوئی می سزد
زانکہ ماہِ طیبہ را آئینۂ تاباں توئی

بارک اللہ نو بہارِ لالہ زارِ مصطفےٰ
وہ چہ رنگ است اینکہ رنگِ روضۂ رضواں توئی

جو شد از قدِ تو سرو و بار داز روئے تو گل
خوش گلستانے کہ باشی طرفہ سروستاں توئی

آنکہ گویند اولیا راہست قدرت از الٰہ
باز گر دانند تیر از نیم راہ ایشاں توئی

از تو میریم و زییم و عیش جاویداں کنیم
جاں ستاں جاں بخش جاں پرور توئی وہاں توئی

کہنہ جانے دادہ جانے چوں تو در بر یافتیم
وہ کہ ماں چنداں گرانیم و چنیں ارزاں توئی

عالمِ امی چہ تعلیمے عجیبت کردہ است
او حسش اللہ بر علومت سِرّ و غائب داں توئی

فی ترقیاتہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ

قبلہ گاہِ جان و دلِ پاکی ز لوثِ آب و گلِ
رخت بالا بردہ از مقصورۂ ارکاں توئی

شہسوار من چہ می تازی کہ در گامِ نخست
پاک بیروں تاختہ زیں ساکن و گرداں توئی

تا پری بخشودۂ از عرش بالا بودۂ!
آں قوی پر بازِ اشہب صاحبِ طیراں توئی

سالہا شد زیرِ مہمیز ست اسپِ سالکاں
تا عناں در دست گیری آں سوئے امکاں توئی

فی کونہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سرًّا لا یدرک

ایں چہ مشکل است اینکہ داری تو کہ ظلّے برتری
صورتے بگرفتہ بر اندازۂ اکواں توئی

یا مگر آئینۂ از غیب ایں سو کردہ روے
عکس می جوشد نمایاں در نظر زیباں توئی

یا مگر نوعے دگر را ہم بشر نامیدہ اند
یا تعالی اللہ از انساں گر ہمیں انساں توئی

فی جامعیتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکمالات الظاہر والباطن

شرعِ از رویت چکد عرفاں ز پہلویت دمد
ہم بہارِ ایں گل و ہم ابرِ آں باراں توئی

پردہ بر گیر از رُخت اے مہ کہ شرحِ ملّتی
رُخ بپوش ایجاں کہ رمزِ باطنِ قرآں توئی

ہم توئی قطبِ جنوب و ہم توئی قطبِ شمال
نے غلط کردم محیطِ عالمِ عرفاں توئی

ثابت و سیارہ ہم در تست و عرشِ اعظمی
اہلِ تمکیں اہلِ تلویں جملہ را سلطاں توئی

فی ارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن الانبیاء والخلفاء ونیابۃ لہم

مصطفیٰ سلطان عالی جاہ و در سرکارِ اُو
ناظمِ ذوالقدر بالادست والا شاں توئی

اقتدارِ کن مکن حق مصطفیٰ را دادہ است
زیرِ تختِ مصطفیٰ بر کرسیِ دیواں توئی

دورِ آخر نشو تو بر قلبِ ابراہیم شد
دورِ اوّل ہم نشینِ موسیِ عمراں توئی

ہم خلیلِ خوانِ رفق و ہم ذبیحِ تیغِ عشق!
نوحِ کشتیِ غریباں خضرِ گمراہاں توئی

موسیِ طورِ جلال و عیسیِ چرخِ کمال
یوسفِ مصرِ جمال ایوبِ صبرستاں توئی

تاجِ صدّیقی بسرِ شاہِ جہاں آراستی
تیغِ فاروقی بقبضہ داورِ گیہاں توئی

ہم دو نورِ جان و تن داری و ہم سیف و علم
ہم تو ذوالنورین و ہم حیدرِ دوراں توئی

فی تفضیلہٖ رضیَ اللّٰہ تعالیٰ عنہ علی الاولیآء

اولیا را گر گہر باشد تو بحرِ گوہری
ور بدستِ شاں زرے دادند زر را کاں توئی

واصلاں را در مقامِ قرب شانے دادہ اند
شوکتِ شاں شد زشان و شانِ شانِ شاں توئی

قصرِ عارف ہر چہ بالاتر بتو محتاج تر
نے ہمیں بنّا کہ ہم بنیادِ ایں بنیاں توئی

فصل ثمنہ فی شئ من التلمیحات

آنکہ پایش بر رقابِ اولیائے عالم است
وآنکہ ایں فرمود حق فرمود باللہ آں توئی

اندریں قول آنچہ تخصیصات بیجا کردہ اند
از زلل یا از ضلالت پاک ازاں بہتاں توئی

بہر پایت خواجۂ ہنداں شہ کیواں جناب
بل علیٰ عینی و رأسی گویداں آں خاقاں توئی

درتنِ مردانِ غیب آتش ز وغظت می زنی
باز خود آں کشتِ آتش دیدہ رانیساں توئی

آں کہ از بیت المقدس تا درت یک گام داشت
از تورہ می پرسد و منجیش از نقصاں توئی

رہروانِ قدس اگر آنجا نہ بیسندت رواست
زانکہ اندر حجلۂ قدسی نہ در میداں توئی

سبز خلعت با طرازِ قُل ھُوَ اللہُ اَحد
آں مکرّم را کہ بخشید ارنہ در ایواں توئی

فصل منہ فی تفضیلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ علیٰ مشائخہ الکرام

گو شیوخت را تواں گفت از رہِ القائے نور
کافتابانند ایشان و مہِ تاباں توئی

لیک سیرِ شاں بود بر مستقر و از کجا
آں ترقی منازل کاندراں ہر آں توئی

ماہ من لا ینبغی للشمس ادراک القمر
خاصہ چوں از عادِ کالعرجون دراطیباں توئی

کور چشم بد چہ می بالی پری . بودی ہلال
دی قمر گشتی و امشب بدر و بہتر زاں توئی

فی تقریر عیشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اصفیا در جہد و تو شاہانہ عشرت می کنی
نوش بادت زانکہ خود شایانِ ہر ساماں توئی

بلبلاں را سوز و ساز و سوزِ ایشاں کم مباد
گلرخاں را زیب نے یبد زیبِ ایں بستاں توئی

خوش خور و خوش پوش و خوش زی کوری چشمِ عدو
شاہِ اقلیمِ تن و سلطانِ ملکِ جاں توئی

کامرانی کن بکامِ دوستاں اے من فدات
چشمِ حاسد کور بادا نوشہ ذی شاں توئی

شاد زی اے نوعروسِ شادمانی شاد زی
چوں بحمد اللہ در مشکوئے ایں سلطاں توئی

بلکہ لا واللہ کاینہا ہم نہ از خود کردۂ
رفت فرماں این چنین و تابعِ فرماں توئی

ترکِ نسبت گفتم از من لفظ محی الدیں مخواہ
زانکہ در دینِ رضا ہم دین و ہم ایماں توئی

ہم بدقت ہم بشہرت ہم بہ نعتِ اولیا
فارغ از وصفِ فلان و مدحتِ بہماں توئی

تمہیدِ عرض الحاجۃ

بے نوایاں را نوائے ذکرِ عیشت کردہ ام
زار نالاں را صلائے گوش بر افغاں توئی

چارۂ کن اے عطائے بن کریم ابن الکریم
ظرفِ من معلوم و بیجد وافر و جوشاں توئی

باہمیں دستِ دوتا و دامنِ کوتاہ و تنگ
از چہ گیرم درچہ بنہم بسکہ بے پایاں توئی

کوہ نہ دامن دہد وقت آنکہ پُرجوش آمدی
دست در بازار نفروشند بر فیضان توئی

المطلع الرابع فی الاستمداد

رو متاب از مابداں چوں مایۂ غفراں توئی
ایۂ رحمت توئی آئینۂ رحماں توئی

بندہ اَت غیرت برد گر بر درِ غیرت رُود
وَر رَود چوں بنگرد ہم شاہ آں ایواں توئی

سادگیم بیں کہ می جویم زتو درمانِ درد
دَرد کو دَرماں کجا ہم ایں توئی ہم آں توئی

الاستعانۃ لِلاسلام

دینِ بابائے خودت را از سرِ نَو زندہ کن
سیّدا آخر نہ عم سیّد الادیاں توئی

کافراں توہینِ اسلام آشکارا می کنند
آہ اے عزِّ مسلماناں کجا پنہاں توئی

تا بیاید مہدی از اَرواح و عیسیٰ از فلک
جلوہ کن خود مسیحا کار و مہدی شاں توئی

کشتیِ ملت بموجے کا بجبال افتادہ است
من سرت گردم بیا چوں نوح ایں طوفاں توئی

باد ریزد موج موج و موج خیزد فوج فوج
بر سرِ وقتِ غریباں رس چو کشتی باں توئی

استمداد العبد لنفسہ

حاش للہ تنگ گردد جاہت از ہیچوں منے
یا عمیم الجود بس با وسعتِ داماں توئی

نامۂ خود گر سیہ کردم سیہ تر کردہ گیر
بلکہ زینساں صد دگر ہم چوں مہِ رخشاں توئی

کم چہ شد گر ریزہ گشتم تنگ بدستت مومیا
کم چہ شد گر سوختم خود چشمۂ حیواں توئی

سخت ناکس مردکے ام گر نہ رقصم شاد شاد
چوں شنیدم ہم طبیب و اشطح و غن گویاں توئی

وقت گوہر خوش اگر دریاش دردل جائے داد
غرقہ خس را ہم نہ بیند خس مسم عماں توئی

کوہِ من کاہست اگر دستے دہی در وقتِ حساب
کاہِ من کوہست اگر بر پلۂ میزاں توئی

المباہات الجلیۃ باظہار نسبۃ العبدیۃ

احمد ہندی رضا ابنِ نقی ابنِ رضا
از اب و جد بندہ و واقف ز ہر عنواں توئی

مادرم باشد کنیزِ تو پدر باشد غلام
خانہ زادِ کہنہ ام آقائے خان و ماں توئی

من نمک پروردہ اَم تا شیرِ مادر خوردہ ام
لِلّٰہ المِنّہ شکر بخشِ نمک خوراں توئی

خطِّ آزادی نہ خواہم بندگیت خسروی است
یَلّلے گر بندہ اَم خوشش مالکِ غلماں توئی

انتسابِ المدّاح الیٰ کلاب الباب العالی

بر سرِ خوانِ کرم محروم نگذارند سگ
من سگ و ابرار مہمانان صاحب خواں توئی

سگ بیاں نتواند وجودت نہ پابند بیانست
کام سگ دانی و فتادر بر عطائے آں توئی

گر بسنگے می زنی خود مالکِ جان و تنی
ور بہ نعمت می نوازی منّتِ منّاں توئی

پارۂ نانے بفرما تا سوئے من افگنند
ہمتِ سگ ایں قدر دیگر نوال افشاں توئی

من کہ سگ باشم زِ کوئے تو کجا بیروں رَوم
چوں یقیں دانم کہ سگ را نیز وجہِ ناں توئی

در کشادہ خواں نہادہ سگ گرسنہ شہ کریم
چیست حرفِ رفتن و مختار خوان و زاں توئی

دور بنشینم زمیں بوسم فتم لا بہ کنم
چشم در تو بندم و دانم کہ ذوالاحساں توئی

لِلّٰہ العِزّۃ سگِ ہندی و در کوئے تو بار
آرے اِین رحمۃ اللعالمیں اے جاں توئی

ہر سگے را بر درِ فیضت چناں دل می دہند
مرحبا خوش آ و بنشیں سگ شۂ مہماں توئی

گر پریشاں کرد وقتِ خادمانت عَوْ عَوم
خامشِ اہلِ درد را مپسند چوں درماں توئی

وائے من گر جلوہ فرمائی و من مانند بمن
من ز من بستاں و جایش در دلم منشاں توئی

قادری بودن رضا را مفت باغِ خلد داد
من نمی گفتم کہ آقا مایۂ غفراں توئی

مثنوی ردِّ امثالیہ

گریہ کن بلبلا از رنج و غم ... چاک کن اے گل گریباں از الم

سنبلا از سینہ برکش آہِ سرد ... اے قمر از فرطِ غم شو روی زرد

ہاں صنوبر خیز و فریادی بکن ... طوطیا جز نالہ ترک ہر سخن

چہرہ سُرخ از اشکِ خونی ہر گلیست ... خوں شو اے غنچہ زمانِ خندہ نیست

پارہ شو اے سینہ ہمہ ہمچو من ... داغ شو اے لالہ خونیں کفن

خرمنِ عیشت بسوز اے برق تیز ... اے زمیں بر فرقِ خود خاکے بریز

آفتابا آتشِ غم بر فروز ... شب رسید اے شمعِ روشن خوش بسوز

ہمچو ابر اے بحر در گریہ بجوش ... آسمانا جامۂ ماتم بپوش

خشک شو اے قلزم از فرطِ بکا ... جوش زن اے چشمۂ چشمِ ذکا

کن ظہور اے مہدی عالی جناب ... بر زمین آ عیسیِ گردوں قباب

آہ آہ از ضعفِ اسلام آہ آہ ... آہ آہ از نفسِ خود کام آہ آہ

مردماں شہوات را دیں ساختند ... صد ہزاراں رخنہا انداختند

ہر کہ نفسش رفت راہے از ہوا ... ترکِ دیں گفت و نمودش اقتدا

بہر کارے ہر کرا گفتہ تعال ... سرقدم کردہ نمودش امتثال

ہر کرا گفت ایں چنیں کن ائے فلاں
گفت لبیک و پذیرفتش بجاں

آں یکے گویاں محمد آدمی ست
چوں من و در وحی او را برتری ست

جز رسالت نیست فرقے درمیاں
من برادر خورد باشم او کلاں

ایں نداند از عمیٰ آں ناسزا
یا خود ست ایں ثمرۂ ختمِ خدا

گر بود مر لعل را فضل و شرف
کے بود ہم سنگ او سنگ و خزف

آں خزف افتادہ باشد بر زمیں
بس ذلیل و خوار و ناکارہ ہمیں

لعل باشد زیبِ تاجِ سروراں
زینت و خوبی گوشِ دلبراں

واں دمی کز حلق مذبوحی جہد
کے بفضلِ مشک اذفر می رسد

بوئے او کردہ پریشاں صد مشام
جامہا ناپاک از مسّش تمام

(-----------------)
مدحت مشک اطیب الطیب از نبی

مشکِ اذفر روح را بخشد سرور
ہمچو بوئے سنبل گیسوئے حور

شامّہ از بوئے او رشکِ جناں
ہم معطر زو قبائے مہوشاں

مولویِ معدنِ رازِ نہفت!
رحمۃ اللّٰہ علیہ خوش بگفت

کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

ہے چہ گفتم ایں چنیں تشبہ شنیع
کے بود شایانِ آں قدرِ رفیع

لعل چہ بود جوہری یا سر خیئے
مشک چہ بود خون نافِ وحشیئے

مصطفیٰ نورِ جنابِ امرِ کُن!
افتابِ برجِ علمِ من لدُن

معدنِ اسرارِ علّامِ الغیوب
برزخِ بحرینِ امکان و وجوب

بادشاہِ عرشیان و فرشیاں — جلوہ گاہِ آفتابِ کُن فکاں

راحتِ دل قامتِ زیبائے او — ہر دو عالم والہ و شیدائے او

جانِ اسمٰعیل بر رُویش فِدا — از دُعا گویاں خلیلِ مجتبیٰ

گشت موسیٰ در طویٰ جویانِ اُو — ہست عیسیٰ از ہوا خواہانِ اُو

بندگانش حور و غلمان و ملک — چاکرانش سبز پوشانِ فلک

مہر تابانِ علومِ لم یزل — بحرِ مکنوناتِ اسرارِ ازل

ذرّۂ زاں مہر بر موسیٰ دمید — گفت من باشم بعلم اندر فرید

رشحۂ زاں بحر بر خضر او فتاد — تا کلیم اللہ راشُد او ستاد

پس ورا زیں قدر شاہِ انبیا — لیک مجبورم ز فہمِ اغبیا

وصفِ او از قدرتِ انساں وراست — حاش لِلّٰہ ایں ہمہ تفہیم راست

لذّتِ دیدار شوخے سیم تن — ماہ روئے دلبرِ غنچہ دہن

فتنہ آئینے خراماں گلشنے — رشکِ گل شیریں ادا نازک تنے

گر بخواہی فہمِ اُو مردی کند — گو ز عشق و حسن تا آگہ بود

ناکشیدہ منتِ تیرِ جفا — لب بفریاد و فغاں نا آشنا

دل نہ شد خوں تا بہ دریا دِلبے — بر لبش نامد ز ہجراں یاربے

مرغِ عقلش بے پر و بالے شود — جز کہ گوئی چوں شکر شیریں بود

گرچہ خود داند اسیرِ دل رُبا — از کجا ایں لذّت و شکر کجا

زیں مثل تو می شدی از نیش نوش — لیک من بارِ دگر رفتم ز ہوش

تامن از تمثیل می کردم طلب
بازرفتم سوئے تمثیل اے عجب

زیں کرد و فر در عجب وا ماندہ ام
حیرت اندر حیرت اندر حیرتم

ایں سخن آخر نہ گردد از بیاں
صد ابد پایاں رود او ہمچنان

نیست پایانش الیٰ یوم التناد
ختم کن واللہ اعلم بالرشاد

خامشی شد مہر لبہائے بیاں
باز گرداں سوئے آغازش عناں

ایں چنیں صد بافتن انگیختند
بر سرِ خود خاکِ ذلت ریختند

فرقۂ دیگر زاسماعیلیاں
بستہ در توہینِ آں سلطاں میاں

در دلِ شاں قصد تازہ فتنہا
بر لبِ شاں ایں کلامِ ناسزا

گر بہ شش طبقاتِ زیرینِ زمیں
حق فرستاد انبیا و مرسلیں

شش چو آدم شش چو موسیٰ شش مسیح
شش خلیل اللہ شش نوح ذبیح

ہمدر انہا شش چو ختم الانبیا
مثل احمد در صفاتِ اعتلا

با محمد ہر یکے دارد سرے
در کمالِ ظاہری و باطنے

پارہ شد قلب و جگر زیں گفت گو
اُحْذَرُوْا یَا اَیُّہَا النَّاسُ اُحْذَرُوْا

الحذر اے دِل ز شعلہ زادگاں
پائے از زنجیر شرع آزادگاں

مصطفیٰ مہریست تاباں بالیقیں
منتشر نورش بہ طبقاتِ زمیں

مستنیر از تابشِ یک آفتاب
عالمے وَاللہُ اَعْلَمُ بِالصَّواب

گرچہ یک باشد خود آں مہر سنی
احولانش ہفت بینند از کجی

دو ہمی بینند یک را احولاں
الاماں زیں ہفت بیناں الاماں

چشم کج کردہ چو بینی ماہ را — زاحولی بینی دو آں یکتاہ را

گوئی از حیرت عجب امریست ایں — خواجہ دو شد ماہ روشن چیست ایں

راست کردی چشم و شد رفع حجاب — یک نماید ماہِ تاباں یک جواب

راست کن چشمِ خود از بہرِ خدائے — ہفت بیں کم باش اے ہرزہ درائے

اے برادر دَست دَر احمد بزن — برکجی نفسِ بَد دیگر متن

رو تشبّث کن بذیلِ مصطفٰے — احولی بگذار سوگندِ خدا

پندہا دادیم و حاصل شد فراغ — مَا عَلَیۡنَا یَا اَخِیۡ اِلَّا الۡبَلَاغ

دَر دو عالم نیست مثل آں شاہ را — درفضیلتہا و در قربِ خدا

ماسوی اللہ نیست مثلش از یکے — برتراست از وے خدا اے مہتدے

انبیائے سابقیں اے محتشم ! — شمعہا بودند در لیل و ظلم

درمیانِ ظلمت و ظلم و غلو — مستنیر از نور ہر یک قوم او

آفتابِ خاتمیت شد بلند — مہر آمد شمعہا خامش شدند

نورِ حق از شرق بیمثلی بتافت — عالمی از تابشِ او کام یافت

دفعۃً برخاست اندر مدحِ او — از زبانہا شور لامثل لہٗ

لیک شپرتا پذیرفت از عناد — درجہاں ایں بے بصر یارب مباد

چشمہا بودند ایں ربّانیاں — مزرعِ دل بہرہ یاب از فیضِ شاں

ابر آمد کشتہا سیراب کرد — نخلہائے خشک را شاداب کرد

حق فرستاد ایں سحابِ باصفا — کے لیُطَہِّرَنَا وَ یُذۡہِبُ رِجۡسَنَا

بارشِ اُو رحمتِ ربّ العلیٰ شور رعدش رحمۃ مہداۃ انا

رحمتش عام است بہرِ ہمگناں لیک فضلش خاص بہرِ مومناں

چوں نئی بے مثلیش را معترف کے شوی از بحرِ فیضش مغترف

نیست فضلش بہرِ قومِ بے ادب یَخْطِفُ اَبْصَارَہُمْ بَرْقُ الْغَضَب

چوں ببینند آں سحاب ایناں ز دُور عَارِضٌ مُّمْطِرٌ بگویند از غرور

بَلْ ہُوَ مَا اسْتَعْجَلُوْا خِزْیٌ عَظِیم ارسلت رِیْحٌ بِتَعْذِیْبٍ اَلِیم

فیض شد با غیظ گرمِ اختلاط حبّذا ابرے عجب خوش ارتباط

خرمنے کش سوخت برقِ غیظِ اُو گفت قرآں "السّقر" مثوی لہٗ

مزرعے کش آب داد آں بحرِ جُود حق بتنزیلِ مبیں وصفش نمود

قُل کَزَرْعٍ اَخْرَجَ الشَّطْأَ اِلٰی اٰزَرَ فَاسْتَغْلَظَ ثُمَّ اسْتَوٰی

یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ کَالْمَاءِ الْمَعِیْن کے یَغِیْظُ الْکَافِرِیْنَ الظَّالِمِیْن

ابرِ نیساں ست ایں ابرِ کرم دُرِّ رخشاں آفریں در قعرِ یم

قطرہ کز وے چکید اندر صدف گوہرِ رخشندہ شد با صد شرف

بحرِ زاخر شرعِ پاکِ مصطفٰے داں صدف عرشِ خلافت اے فتا

قطرہا آں چار بزم آرائے اُو زانکہ اُو کل بود وشاں اجزائے اُو

بر گہائے آں گلِ زیبا بُدند رنگ و بوئے احمدی می داشتند

فصد کارے کرد آں شاہِ جواد ہر یکے اِنِّیْ لَہٗ گویاں ستاد

جنبش ابرو نہ تکلیفِ کلام خود بود ایں کار آخر والسّلام

آں عتیق اللہ امام المتقیں بود قلب خاشع سلطانِ دیں

واں عمر حق گو زبانِ آنجناب ینطق الحق علیہ والصواب

بود عثماں شرمگیں چشمِ نبی تیغ زن دستِ جوادِ او علی

نیست گر دستِ نبی شیرِ خدا چوں یداللہ نام آمد مر اورا

دستِ احمد عینِ دستِ ذوالجلال آمد اندر بیعت و اندر قتال

سنگریزہ می زند دستِ جناب مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ آید خطاب

وصفِ اہلِ بیعت آمد اے رشید فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ یَدُاللہِ الْمَجِیْد

شرحِ ایں معنی بروں از آگہی ست پا نہادن اندریں رہ بیرہی ست

تا ابد گر شرحِ ایں معضل کنم جز تحیّر ہیچ نبود حاصلم

رَبَّنَا سُبْحَانَکَ لَیْسَ لَنَا عِلْمُ شَیْءٍ غَیْرَ مَا عَلَّمْتَنَا

گفتہ گفتہ چوں سخن ایں جا رسید خامۂ گوہر فشاں داماں بچید

ملہمِ غیبی سروش رازداں دامنم بگرفت کای آتش زباں

درخورِ فہمت نباشد ایں سخن بس کن و بیہودہ وش خامی مکن

اصفیا ہم اندریں جا خامشند از مِی کلّت لسانہ بیہشند

راز ہا بر قلبِ شاں مستور نیست لیک افشا کردنش دستور نیست

ہر کجا گنجی ودیعت داشتند قفل بر درہا بہرِ حفظش بستہ اند

در دلِ شاں گنجِ اسرار اے اخو بر لبِ شاں قفلِ امرِ اَنْصِتُوا

روز آخر گشت و باقی ایں کلام ختم کن اِنیّ لَہٗ طَرفُ التّمام

نغز گفت آں مولوی مستند — راز ما را روز کے گنجا بود

الغرض شد مثل آں عالی جناب — سایہ ساں معدوم پیش آفتاب

متفق بر وے ہمہ اسلامیاں — سنیاں یہ بدعتیاں مستہاں

ممتنع بالغیر داند یک فریق — ممتنع بالذات دیگر اے رفیق

وا دریغا کردہ ایں قوم عنید — خرق اجماعے بدیں قولِ جدید

اللہ اللہ اے جہولانِ غبی — تا بکے بیدینی و فتنہ گری

مصطفےٰ وایں چنیں سوء الادب — ایں قدر ایمن شدید از اخذ رب

سابع سبعہ مگوئید از عناد — اِنتَہُوا خَیرًا لَّکُم یَومَ التَّنَاد

روزِ محشر چوں خطاب آید ز عرش — اے نطیقانِ فلک سکّانِ فرش

ہیچ می بینید در ارض و سما! — مثل و شبہ بندۂ ما مصطفےٰ

یک زباں گویند نے نے اے کریم — کس عدیلش نیست باللہ العظیم

آنچناں کاندر ازل ز ارواحِ ما — از الستے خاست بے پایاں بلےٰ

لاجرم آں روز زیں قولِ وخیم — توبہ ہا ظاہر کنند از ترس و بیم

معترف آیند بر جرم و خطا — معذرت آرند پیشِ کبریا

کا یخدا از فضلِ او غافل بدیم — شمس پیشِ چشمِ ما جاہل بُدیم

رَبَّنَا اِنَّا ظَلَمنَا رحم کن — جاہلانہ گفتہ بودیم ایں سخن

پردہا بر چشمِ ما افتادہ بود — رحم کن بر جاہلاں رحم اے ودود

نفسِ ما انداخت ما را در بلا — وائے بر ما وُ بنا دانیِ ما!

عذرہا در حشر باشد ناپذیر — قاریا! برخواں اَلَمۡ یَاۡتِ النَّذِیۡر

سخت روزے باشد آں روز الاماں — باختہ ہوش و حواس قدسیاں

واحدِ قہار باشد در غضب — یَجۡعَلُ الۡوِلۡدَانَ شِیۡبًا فِی التَّعَب

زہرہا در باختہ افلاکیاں — رنگ از چہرہ پریدہ خاکیاں

دو گروہ باشند مسعود و لئیم — کل فرق کان کالطود العظیم

رَبِّ سَلِّم التجائے انبیا — شور نفسی برزبانِ اولیا

برلب آمد نام آں روزِ سیاہ — موی برتن خاستم یارب پناہ

اعترافِ جرم و توبہ اے اَریب — درچنیں روزِ سیہ نابد عجیب

کیں جہولاں را ز طعن (----) — ہم بدنیا کیک در موزہ فتاد

شاں بیک جائے زمانِ گیر و دار — ہمچو پائے سوختہ نامد قرار

تاجِ مثلیت گہے برسر نہند — گہ خطابِ خاتمیت می دہند

گاہ بالذات ست آں ختم اے ہمام — گاہ بالعرض آمد و تخییل خام

نونیازانِ کتابِ اضطراب — ایں چنیں کردند صدہا انقلاب

اندریں فن ہر کہ او استادی بود — کے بجنیدیں قلبہا قانع شود

می رسد از وے بہر فرضے نبی — شقہء معزولی از پیغمبری

گہ قناعت کن گزشتہ از طمع — بہر ہدایت حسب عز من قنع

از نبوت وز نزولِ جبرئیل — قصد ما بود ست ارشاد السبیل

معنی شمس است برگِ نسترن — موجِ عماں شرحِ نسرین و سمن

آہوے چین ست مقصود از سما / مرحبا تا دیل اطہر مرحبا
الغرض سیماب وش در اضطراب / صد تپیدن کردہ ایں قوم عجاب
چند در کوئے جبل بشتافتند / لیک راہِ مخلصی کم یافتند
من فدائے علمِ آں یکتا شوم / حبذا دانائے رازِ مکتتم
حبذا سرّ و عیاں دانائے من / حبذا ربِّ من و مولائے من
کرد ایمائے بریں فتنہ گری / قرنہا پیش از وجودش در نبی
احمدا بنگر کہ ایشاں چوں زدند / بہرِ تو امثال از کفر نژند
اوفتادند از ضلالت در چہے / پے نبردند از عمی سوئے رہے
تا بکے گوئی دِلا ازاین و آں / بر دُعا کن اختتامِ ایں بیاں
نالہ کن بہرِ دفعِ ایں فساد / از تہِ دل دونہٗ خرطُ القتاد
اے خدا اے مہرباں مولائے من / اے انیسِ خلوتِ شبہائے من
اے کریم و کارسازِ بے نیاز / دائم الاحساں شہِ بندہ نواز
اے بیادت نالۂ مرغِ سحر / اے کہ ذکرت مرہمِ زخمِ جگر
اے کہ نامت راحتِ جان و دلم / اے کہ فضلِ تو کفیلِ مشکلم
ہر دو عالم بندۂ اکرامِ تو / صد چو جانِ من فدائے نامِ تو
ما خطا آریم و تو بخشش کنی / نعرۂ "اِنِّیْ غَفُوْرٌ" می زنی
اللہ اللہ زیں طرف جرم و خطا / اللہ اللہ زاں طرف رحم و عطا
زہر ما خواہیم و تو شکر دہی / خیر را دانیم شر از گمرہی
تو فرستادی بما روشن کتاب / می کنی با ما بأحکامت خطاب

از طفیلِ آں صراطِ مستقیم | قوتے اسلام را دہ اے کریم
بہرِ اسلامے ہزاراں فتنہا | یک مسے وصد داغ فریاد اے خدا
اے خدا بہرِ جنابِ مصطفےٰ | چار یارِ پاک و آلِ باصفا
بہرِ مردانِ رہت اے بے نیاز | مرد ماں در خواب ایشاں در نماز
بہرِ آبِ گریۂ تر داماں | بہرِ شورِ خندۂ طاعت کناں
بہرِ اشکِ گرمِ دوراں از نگار | بہرِ آہِ سرد مہجوراں زیار
بہرِ جیبِ چاکِ عشقِ نامراد | بہرِ خونِ پاکِ مردانِ جہاد
پُر کن از مقصد تہی دامانِ ما | از تو پذرفتن زما کردن دعا
ہیچ می آید ز دستِ عاجزاں | جز دُعائے نیم شب ای مستعاں
بلکہ کار تست اجابت اے صمد | ویں دُعا ہم محض توفیقت بود
ماکہ بودیم و دعائے ما چہ بود | فضل تو دل داد اے ربِّ ودود
ذرّۂ بر روئے خاک افتادہ بود | افتابے آمد و روشن نمود
تکیہ بر رب کرد عبدِ مستہاں | اوست بس مارا ملاذ و مستعاں
کیست مولائے بہ از ربِّ جلیل | حَسْبُنَا اللّٰہُ رَبَّنَا نِعْمَ الْوَکِیل
چوں بدیں پایہ رساندم مثنوی | بہ تمامش بر کلامِ مولوی
تاختامہ مسک گویند اہلِ دیں | زانکہ مشک ست آں کلامِ مستبیں

چوں فتاد از روزنِ دل آفتاب
ختم شُد واللہ اعلم بالصّواب

رباعیاتِ نعتیہ

پیشہ مِرا شاعری نہ دعویٰ مجھکو
ہاں شرع کا البتہ ہے جذبہ مجھکو
مولیٰ کی ثنا میں حکم مولیٰ کا خلاف
لوزینہ میں سیر تو نہ بھایا مجھکو

دیگر

ہوں اپنے کلام سے نہایت محظوظ
بیجا سے ہے المنۃ للّٰہ محفوظ
قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی
یعنی رہے احکامِ شریعت ملحوظ

دیگر

مشہور جہاں دانی وعالی میں ہے
کیا شبہ رضا کی بے مثالی میں ہے
ہر شخص کو اِک وصف میں ہوتا ہے کمال
بندے کو کمال بے کمالی میں ہے

دیگر

کس منھ سے کہوں رشکِ عنادل ہوں میں
شاعر ہوں فصیح بے مماثل ہوں میں
حقّا کوئی صنعت نہیں آتی مجھ کو
ہاں یہ ہے کہ نقصان میں کامل ہوں میں

دیگر

توشہ میں غم و اشک کا ساماں بس ہے
افغانِ دلِ زار حُدی خواں بس ہے
رہبر کی رہِ نعت میں گر حاجت ہو
نقشِ قدمِ حضرتِ حسّاں بس ہے

دیگر

ہر جا ہے بلندیِ فلک کا مذکور
شاید ابھی دیکھے نہیں طیبہ کے قصور
انسان کو انصاف کا بھی پاس رہے
گو دُور کے ڈھول ہیں سُہانے مشہور

دیگر

کس درجہ ہے روشن تنِ محبوبِ اِلٰہ
جامہ سے عیاں رنگِ بدن ہے واللّٰہ
کپڑے نہیں میلے ہیں اس گل کے رضا
فریاد کو آئی ہے سیاہیِ گناہ

دیگر

ہے جلوہ گہِ نورِ الٰہی وہ رُو
قوسین کی مانند ہیں دونوں ابرو
آنکھیں یہ نہیں سبزۂ مژگاں کے قریب
چرتے ہیں فضائے لامکاں میں آہو

دیگر

معدوم نہ تھا سایۂ شاہِ ثقلین
اس نور کی جلوہ گہ تھی ذاتِ حسنین
تمثیل نے اس سایہ کے دو حصّے کیے
آدھے سے حسن بنے ہیں آدھے سے حسین

دیگر

دنیا میں ہر آفت سے بچانا مولیٰ
عقبےٰ میں نہ کچھ رنج دکھانا مولیٰ

بیٹھوں جو درِ پاکِ پیمبر کے حضور
ایمان پر اس وقت اٹھانا مولیٰ

دیگر

خالق کے کمال ہیں تجدد سے بری
مخلوق نے محدود طبیعت پائی

بالجملہ وجود میں ہے اک ذاتِ رسول
جس کی ہے ہمیشہ روز افزوں خوبی

دیگر

ہوں گرد تو گردوں کی بنا گر جائے
ابرو جو کھچے تیغِ قضا کر جائے

اے صاحبِ قوسین بس اب رد نہ کرے
سیدھے ہووں سے تیر بلا پھر جائے

دیگر

نقصان نہ دے گا تجھے عصیاں میرا
غفران میں کچھ خرچ نہ ہوگا تیرا

جس سے تجھے نقصاں نہیں کر دے معاف
جس میں تیرا کچھ خرچ نہیں دے مولیٰ

قطعہ

نہ مرا نوش ز تحسیں نہ مرا نیش ز طعن
نہ مرا گوش بمدحے نہ مرا ہوش ذمے
منم و کنجِ خمولی کہ نگنجد در وے
جز من و چند کتابے و دوات و قلمے

یہ قطعہ مُبارکہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی مکمل سوانح عمری ہے جو خود اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے تحریر فرمایا ہے